ضافہ شدہ ایڈیشن

جلوہ گاہِ دوست

خواجہ محمد طاہر بخشی نقشبندی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلوہ گاہِ دوست

سالارِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

خواجہ محمد طاہر المعروف سجن سائیں بخشی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین درگاہ اللہ آباد شریف، کنڈیارو

ادارۃ المعرفۃ پبلیکیشنز

درگاہ اللہ آباد شریف، کنڈیارو، ضلع نوشہرو فیروز، سندھ

www.islahulmuslimeen.org

نام کتاب : جلوہ گاہِ دوست

مؤلف : حضرت خواجہ محمد طاہر المعروف بجن سائیں بخشی نقشبندی

کمپوزِنگ : علامہ حبیب الرحمٰن گبول طاہری نقشبندی

معاون : محمد زبیر چنہ طاہری

زیر اہتمام : فقیر محمد جمیل عباسی طاہری

ناشر : ادارۃ المعرفۃ، درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو

اشاعت اول : نومبر 2007ء

اشاعت دوم : مارچ 2008ء

اشاعت سوم : جولاء 2008ء

❁❁❁

ادارۃ المعرفۃ

درگاہ اللہ آباد شریف، کنڈیارو، ضلع نوشہرو فیروز، سندھ، پاکستان

+92-242-449297

+92-300-8887557

انتساب

والدین کے نام

نام کتاب : جلوہ گاہ دوست

مؤلف : حضرت خواجہ محمد طاہر عباسی

کمپوزنگ : علامہ حبیب الرحمٰن

ادارۃ المعرفہ

درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز سندھ پاکستان

+92-242-449297

+92-300-3087567

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پیش لفظ	9	**درس مکتوبات امام ربانی علیہ الرحمۃ**	
تصوف وطریقت		قربِ الٰہی	۸۰
ضرورتِ تصوف	۲۶	نماز باجماعت	۸۱
ضرورتِ مرشد	۲۹	آدابِ نماز	۸۲
علاماتِ مرشد کامل	۳۰	علم	۸۲
فضیلتِ سلسلہ نقشبندیہ	۳۴	صحبتِ صالحین کے فائدے	۸۴
تعلیماتِ مشائخ نقشبند	۳۷	دوامِ ذکر	۸۶
بیعت	۳۸	رابطہ شیخ	۸۷
صحبتِ شیخ	۴۲	اتباعِ سنت	۸۸
ذکر کرنے کا طریقہ	۴۵	نماز کی پابندی	۸۹
ذکر قلبی	۴۶	جوانی کی عبادت	۹۰
ذکر قلبی کا اجر	۴۷	تواضع	۹۲
حلقہ ذکر و مراقبہ	۴۹	اولیاء اللہ	۹۳
اصطلاحاتِ سلسلہ نقشبندیہ	۵۲	طریقِ نجات	۹۴
تشریح اصطلاحات	۵۲	اتباعِ سنت	۹۵
اسباق سلسلہ نقشبندیہ	۶۳	سلسلہ نقشبندیہ میں اتباعِ سنت	۹۶
اصلاح لطائف	۶۴	شریعت	۹۷
رابطہ شیخ	۷۴	اتباعِ سنت	۹۹
تصور شیخ کا قرآن سے ثبوت	۷۵	محبوب کے شمائل	۱۰۱
تصور شیخ کا حدیث سے ثبوت	۷۶	طریقت وشریعت	۱۰۲

عنوان	صفحہ
طریقہ نقشبندیہ کی خاصیت	۱۰۳
شکرِ پروردگار	۱۰۴
فراغت کی قدر	۱۰۶
صحبتِ شیخ	۱۰۷
تصور ورابطہ شیخ	۱۰۹
لذت مطلوب نہیں	۱۱۰
ذکر	۱۱۱
ظاہر باخلق، باطن باخدا	۱۱۲
فضیلتِ صحبتِ مشائخ نقشبند	۱۱۴
اتباعِ سنت	۱۱۶
علاماتِ اہل سنت والجماعت	۱۱۷
محبتِ پیر	۱۲۲
حالات مشائخ نقشبند	
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۵
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ	۱۲۹
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۳۰
حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمۃ	۱۳۱
حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ	۱۳۱
حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ	۱۳۲
حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ	۱۳۳
حضرت ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمۃ	۱۳۴
حضرت ابوعلی فارمدی علیہ الرحمۃ	۱۳۵
حضرت یوسف بن ایوب علیہ الرحمۃ	۱۳۶
حضرت عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ	۱۳۶
حضرت محمد عارف ریوگری علیہ الرحمۃ	۱۳۷
حضرت محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمۃ	۱۳۷
حضرت عزیزان علی رامیتنی علیہ الرحمۃ	۱۳۸
حضرت محمد باباسماسی علیہ الرحمۃ	۱۳۹
حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ	۱۴۱
حضرت بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ	۱۴۱
حضرت علاؤالدین عطار علیہ الرحمۃ	۱۴۳
حضرت یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ	۱۴۴
حضرت عبیداللہ احرار علیہ الرحمۃ	۱۴۴
حضرت محمد زاہد وخشی علیہ الرحمۃ	۱۴۶
حضرت درویش محمد علیہ الرحمۃ	۱۴۷
حضرت محمد مقتدیٰ امکنگی علیہ الرحمۃ	۱۴۸
حضرت محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ	۱۴۹
حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ	۱۵۰
حضرت محمد معصوم علیہ الرحمۃ	۱۵۴
حضرت سیف الدین علیہ الرحمۃ	۱۵۶
حضرت حافظ محمد محسن علیہ الرحمۃ	۱۵۷
حضرت نور محمد بدایونی علیہ الرحمۃ	۱۵۸
حضرت مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ	۱۵۸
حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ	۱۵۹

عنوان	صفحہ
حضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ	۱۶۰
حضرت احمد سعید علیہ الرحمۃ	۱۶۲
حضرت دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ	۱۶۳
حضرت محمد عثمان دامانی علیہ الرحمۃ	۱۶۵
حضرت لعل شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ	۱۶۶
حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمۃ	۱۶۸
حضرت فضل علی قریشی علیہ الرحمۃ	۱۶۹
حضرت خواجہ عبدالغفار علیہ الرحمۃ	۱۷۰
حضرت خواجہ سوہنا سائیں علیہ الرحمۃ	۱۷۶
مختصر معمولات، ایصال ثواب ختم خواجگان	
مختصر معمولات	۱۸۲
مفصل ختم شریف	۱۸۳
دعائے ایصالِ ثواب	۱۸۴
حل مشکلات کے لیے ختمِ خواجگان نقشبند	۱۸۶
مخصوص ختم خواجگان	۱۸۷
مشائخ عظام کی تاریخ وفات	۱۹۰
عملیات وتعویذات	
آداب عملیات	۱۹۳
تعویذ برائے دفع جادو	۱۹۴
تعویذ برائے حل مشکلات	۱۹۵

عنوان	صفحہ
تعویذ برائے ہر مطلب	۱۹۵
تعویذ برائے بچے کا حفظ وامان	۱۹۵
تعویذ برائے سخت امراض	۱۹۵
تعویذ برائے جن، آسیب ونظر بد	۱۹۶
تعویذ برائے شفائے ہر درد	۱۹۶
تعویذ برائے بچہ زیادہ روئے	۱۹۷
تعویذ برائے برکت وقضائے حاجات وامان	۱۹۷
تعویذ برائے بخار	۱۹۷
تعویذ برائے حمل کا گر جانا	۱۹۸
تعویذ برائے ہمیشہ لڑکی کا ہونا	۱۹۸
تعویذ برائے ہر طرح کی بیماری	۱۹۸
تعویذ برائے باری والا بخار	۱۹۸
تعویذ برائے کاروبار میں برکت	۱۹۹
تعویذ برائے دفع یرقان	۱۹۹
تعویذ برائے امراض لا دوا	۱۹۹
تعویذ برائے بقائے حمل	۲۰۰
تعویذ برائے حب زوجین	۲۰۰
تعویذ برائے وسعت ذہن	۲۰۱
تعویذ برائے اولاد نرینہ	۲۰۱
تعویذ برائے ڈاڑھ کا درد	۲۰۱
تعویذ برائے دردزہ	۲۰۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تعویذ برائے دردسر	۲۰۲		
تعویذ برائے درد چشم	۲۰۳		
شجرہ طیبہ مطہرہ بسلسلہ عالیہ مشائخِ نقشبندیہ رحمہم اللہ اجمعین **و مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات**			
شجرہ مشائخ نقشبندیہ	۲۰۵		
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات	۲۰۸		
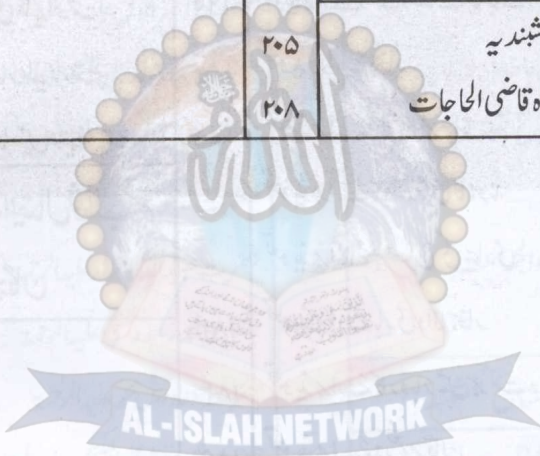
پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے دوست (اولیاء اللہ) اللہ کے بندوں کی خدمت اپنے معبود حقیقی کی سب سے بڑی عبادت سمجھتے ہیں۔ جب زخم خوردہ، مصیبت کے مارے، ہر طرف سے مایوس انسان ان کی خانقاہوں پر پہنچتے ہیں تو وہ دنیا کے غم اور نفرت آمیز رویے بھول جاتے ہیں اور یہ سب ان بندگان خدا کی محبت سے لبریز اخلاق کریمانہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

صوفیاء کرام کی یہ خانقاہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر بلاتفریق، اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کے لیے ماویٰ اور مسکن ہوتی ہیں۔ (اور خانقاہوں کا اصل رنگ یہی ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے کہ ہر بندۂ خدا ان کو اپنا گھر سمجھے) وہاں زخموں پر مرہم لگایا جاتا ہے اور وہ شراب محبت پلائی جاتی ہے کہ جس کے پہلے گھونٹ سے ہی مرضوں سے شفا نصیب ہو جاتی ہے۔

اس دنیا کی آلائشوں میں آلودہ ہو کر اپنی آدمیت کھو دینے والے انسان ایسے پاک اور صاف باطن ہو جاتے ہیں کہ وہ زمین سے اٹھ کر آسمان کی بلندیوں میں پرواز کے لائق بن جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انسان اپنی انسانیت کو پا کر خلیفۃ اللہ کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔ اسلئے صوفیاء کرام اپنے شیخ کی دربار کی سرزمین کو آسمان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مجدد وقت حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے شیخ خواجہ

مظہر جان جاناں کی خانقاہ پر حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا تو اس موقع پر بے اختیار پکار اٹھے۔

از بروئے سجدۂ عشق آستانے یافتم سر زمین بود منظور آسمانے یافتم (فیض نقشبند)

کیونکہ ایسے ہی مقدس آستانوں پر رہ کر اپنے کامل شیخ کی خدمت گذاری کرتے کرتے یہ خادم ایک دن مخدوم بنے۔ معروف ولی شیخ ابوسعید ابوالخیر مہنی قدس سرہ اپنے مریدوں کی ایک جماعت کے ہمراہ خرقان تشریف لائے اور کئی روز شیخ ابوالحسن خرقانی کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ نقل ہے کہ شیخ ابوالخیر ابوسعید مہنی بعد میں فرمایا کرتے تھے کہ میں پہلے ناپختہ اینٹ تھا، جب خرقان پہنچا تو گوہر نایاب بن کر واپس آیا۔ (تذکرۃ الاولیاء عطار)

اولیاء اللہ کی مخلوق خدا سے محبت:

اولیاء اللہ کے دلوں میں چونکہ اللہ کی محبت اور بے انتہا تعظیم ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ اللہ کی مخلوق سے بھی پیار کرتے ہیں۔ بندگان خدا سے پیار خدا کے ساتھ پیار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسی محبت کیوجہ سے اپنی خانقاہ پر ہر آنے والے کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ قطب عالم حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ نے اپنی خانقاہ کے دروازے کے اوپر لکھ رکھا تھا۔

''جو شخص بھی اس سرا میں آئے اسے روٹی دو اور اس کے ایمان کے بارے میں مت پوچھو کیونکہ اللہ نے جسے بھی جان عنایت فرمائی ہے وہ ابوالحسن کے دستر خوان کے لائق ہے۔''

(تذکرہ شیخ ابوالحسن خرقانی صفحہ ۳۶ از نذیر رانجھا)

شیخ کی دربار پر آویزاں بورڈ پر کندہ یہ الفاظ جہاں حضرت شیخ کی بشر دوستی اور انسان نوازی کا پتہ دیتے ہیں، وہیں ان پاکیزہ جملوں سے صوفیاء کرام کے نظریے کا علم بھی ہوتا ہے۔ جیسے ایک انسان دوست ڈاکٹر اور حاذق حکیم مرض سے تو نفرت کرتا ہے لیکن

مریض سے نہیں۔ اسی طرح یہ حضرات گناہوں سے تو نفرت کرتے ہیں لیکن گنہگاروں سے نہیں۔ یہ اپنے اندر سارے عالم سے ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ رکھتے ہیں۔ حضرت شیخ خرقانی قدس سرہ کا یہی مقولہ ہے، فرماتے ہیں۔

''اگر ترکستان سے لیکر شام تک کسی انسان کی انگلی میں کانٹا چبھ جائے تو اس کا درد مجھے ہوتا ہے۔ اسی طرح ترکستان سے لیکر شام تک کسی انسان کے پاؤں پر پتھر لگے تو اس کا زخم مجھے لگتا ہے اور اگر کسی دل میں بھی کوئی دکھ موجود ہے تو وہ دکھی دل میرا ہوتا ہے۔''

(تذکرہ شیخ ابوالحسن خرقانی صفحہ ۲۷)

ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا جس سے آپ انکی مخلوق نوازی کی تڑپ کا اندازہ بآسانی لگا سکتے ہیں۔

فرمایا ''میں شب و روز اسی کے شغل میں زندگی گذارتا ہوں جس کی وجہ سے میری فکر بینائی میں تبدیل ہوگئی، پھر شمع بنی، پھر انبساط، پھر ہیبت، پھر میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ میری فکر ہمت بن گئی اور جب میری توجہ شفقت مخلوق کی طرف مبذول ہوئی تو میں نے اپنے سے زیادہ کسی کو بھی مخلوق کے حق میں شفیق نہیں پایا۔ اس وقت میری زبان سے نکلا کہ کاش مقام مخلوق کے بجائے صرف مجھے موت آجاتی اور تمام مخلوق کا حساب قیامت میں صرف مجھ سے لیا جاتا اور جو لوگ سزا کے مستحق ہوتے ہیں ان کے بدلے میں صرف مجھے عذاب دے دیا جاتا۔''

(تذکرہ شیخ ابوالحسن خرقانی صفحہ ۲۷)

المختصر صوفیائے کرام کا منشور یہی ہے ''سب کی خیر سب کا بھلا''

عالمی شہرت یافتہ، ہر دور میں اہل علم و اخلاص کی نگاہوں میں عزت کے مالک قطب عالم حضرت ابوالحسن خرقانی کا ارشاد ملاحظہ فرمایئے۔

''فرمایا کہ ہر صبح علماء اپنے علم کی زیادتی اور زہاد اپنے زہد میں زیادتی طلب کرتے ہیں لیکن میں ہر صبح خدا سے وہی شےء طلب کرتا ہوں جس سے بھائیوں کو مسرت حاصل ہو سکے''
(تذکرہ شیخ ابوالحسن خرقانی صفحہ ۷۸)

خانقاہی نظام کی ایک جھلک طبقات اور تاریخ کے کتابوں کے ذریعے پیش کرنے کی ایک کوشش کی۔ لیکن ایسا نہیں کہ یہ سب ماضی کے قصے ہیں بلکہ بندگان خدا کی تسکین اور ان کی رہنمائی کے لیے ایسی خانقاہیں اور ان پر موجود روشن چراغ اب بھی موجود ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک خدائے وحدہ ایسے مقدس وجود تخلیق فرماتے رہیں گے۔

میں اپنے آپ کو خوش نصیب تصور کرتا ہوں کہ جیسے ہی ہوش سنبھالا خود کو ایسی ہی ایک مقدس خانقاہ عالیہ کی جلوہ سامانیوں میں موجود پایا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست گرنہ بخشد خدائے بخشندہ

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دربار عالیہ اللہ آباد شریف کی معطر فضاؤں میں اس صدی کے مجدد، تمام سلسلوں کی نسبتوں کے کامل، خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم سالار، صوفیائے کرام کی پاکیزہ روایتوں کے امین، انسان سے تو کیا جانوروں سے بھی پیار کرنے والے، زخمی دلوں پر مرہم رکھنے والے، مشفق و مہربان، سیدی و مرشدی حضرت خواجہ اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہٗ کی دربار عالیہ اللہ آباد شریف پر میں نے متعدد بار مشاہدہ کیا کہ کئی آنے والے روتے ہوئے آئے لیکن اللہ آباد کی فضاؤں میں جیسے ہی پہنچے، اپنے غم بھول گئے۔ خود کو منوں وزنوں میں ڈوبا ہوا محسوس کرنے والے خود کو ہلکا محسوس کرنے لگے۔ آنسو بہاتے ہوئے آئے اور ہنستے ہوئے لوٹے۔ آنے سے پہلے بھٹکے ہوئے تھے لیکن آپ کی صحبت کی برکت سے راہ راست پر گامزن ہو گئے۔ یہ میں لفاظی نہیں کر رہا بلکہ ایسے ہزاروں لوگ آج بھی موجود ہیں جو نفرت کی چکی میں پس رہے تھے یہاں

تک کہ زندگی سے بھی تنگ آ چکے تھے لیکن آستانہ عالیہ پر حاضری اور آپ کے دامن سے وابستگی کے بعد نہ صرف خود محبت کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوئے بلکہ الفت کی شیرینی کو انسانیت میں بانٹنے کا ذریعہ بھی بن گئے۔

دل چاہتا ہے کہ اس موقع پر بطور تحدیث نعمت یا اظہار حقیقت اپنے شیخ کامل کی خانقاہ عالیہ کی برکات، آپ کے فیوض و برکات کی ایک جھلک، آپ کے فیض یافتاؤں کی زبانی بیان کردہ واقعات قارئین کی نظر کریں جن کو سن کر یا پڑھ کر نہ صرف آپ کی انسان دوستی کا منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے بلکہ بے اختیار زبان پر یہ مصرعہ بھی آ جاتا ہے کہ

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اس عاجز کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب یہ عاجز چھوٹا تھا، میری عمر شاید ۱۳ سال ہوگی ان دنوں ہر عید پر جملہ رشتہ دار خانواہن شہر میں اکٹھے مل جل کر عید کرتے تھے۔ ایسے مواقع پر اس عاجز کو حاجی عبدالخالق شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خانواہن بھیجتے تاکہ جملہ رشتہ داروں سے ملاقات ہو جائے اور حضرت قبلہ وکعبہ کی نیک خواہشات ان تک پہنچائی جائیں۔

رشتہ داروں کو تحفہ تحائف:

تحفہ دینا سنت نبوی ﷺ ہے "تھادوا تحابوا" ایک دوسرے کو تحفہ دیا کرو اس سے محبت پیدا ہوگی۔ خصوصاً رشتہ داروں کو تحفہ دینا تو اور بھی باعث اجر عظیم ہے اور حصول باری تعالیٰ ہے۔ یہ عاجز جب بھی خانواہن جاتا تو کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور ساتھ لے جانے کا حکم فرماتے۔

رشتہ داروں کی مدد کرنا:

حدیث شریف میں کامل مؤمن کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ضرورت

مخلوقِ خدا سے محبت:

حضور جامشورو ہسپتال میں زیر علاج تھے، قریب ہی دوسرے کمرے میں کوئی دوسرا مریض تھا، اچانک ایک رات اس کمرے سے کراہنے اور رونے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ تھوڑی دیر میں وہاں سے ایک آدمی آیا اور عرض کی یا حضرت مریض سخت تکلیف میں مبتلا ہے، ڈیوٹی پر کوئی ڈاکٹر بھی نہیں ہے مہربانی فرما کر آپ چلیں اور مریض کے لیے دعا فرمائیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مجھے سہارا دے کر اٹھائیں، نہ معلوم کتنی دیر سے وہ بیچارہ تکلیف میں ہے، ہم اس کے پاس جائیں گے۔ حالانکہ اس وقت حضور کا تازہ آپریشن ہوا تھا اور آپ کو چلنے پھرنے کی اجازت نہ تھی۔ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب جو وہاں موجود تھے، انہوں نے اس آدمی کو سمجھایا کہ حضور کا آپریشن ہوا ہے اور آپ کو ڈاکٹروں نے اٹھنے سے منع کیا ہے۔ لہٰذا آپ حضرت صاحب کو چلنے کی تکلیف نہ دیں۔ مگر حضور دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے سہارے مریض کے پاس پہنچے۔ اس وقت حضور قبلہ عالم سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی حالت مبارک اس طرح تھی کہ آپ کے پاؤں مبارک زمین سے گھسٹتے آرہے تھے، جسم پر لرزہ طاری تھا۔ آپ نے مریض کے پاس پہنچ کر دعا فرمائی اور واپس اپنے کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہی آدمی پھر حاضر ہوا اور بتایا اب مریض کی حالت بہتر ہے۔

خواتین کے حقوق کا پاس:

آج کے دور میں بعض ان پڑھ، دیہاتی اور ناسمجھ لوگ تو عورت کو پاؤں کی جوتی کے برابر سمجھتے ہیں اور حقارت آمیز سلوک روا رکھتے ہیں۔ جیسا کہ شوہر کی جگہ پر یا ساتھ نہیں بیٹھ سکتی، عورت کا جھوٹا پینے سے کتراتے ہیں، بڑے دکھ کی بات ہے کہ اس طرح کی خرابیاں نیک و صالح لوگوں میں بھی موجود ہیں، حالانکہ آنحضرت ﷺ ام المؤمنین سیدہ

مند کی حاجت خوش دلی سے پوری کرے۔ آپ اس سنت پر بھی پوری طرح کار بند رہتے۔ جب بھی کوئی رشتہ دار کسی مشکل وقت میں نقد رقم یا کسی اور قسم کی مدد کے لیے آپ کی خدمت میں آتا تو آپ بغیر حیل وحجت اس کا مطالبہ پورا فرماتے۔ اس عاجز کو اچھی طرح یاد ہے کہ آپ کے ایک رشتہ دار کو زمین خریدنے کے لیے نقد رقم درکار تھی۔ وہ آپ کے پاس آیا، حالانکہ اس وقت آپ کے پاس مطلوبہ رقم موجود نہیں تھی پھر بھی آپ نے ارشاد فرمایا دو دن بعد آ کر لے جائیں۔ چنانچہ آپ نے وہ رقم اپنے ایک معتمد علیہ ساتھی سے ادھار لے کر اپنے عزیز کو عطا فرمائی۔

اپنا آبائی گھر رشتہ داروں کو عطا فرما دیا:

آپ کا اپنا آبائی گھر خانواہن میں موجود تھا وہ گھر آپ کے والد ماجد یا دادا رحمۃ اللہ علیہما نے تعمیر کروایا تھا۔ آپ کو اپنا وہ گھر بے حد عزیز تھا کیونکہ آپ نے اس گھر میں اپنی پیاری نیک وصالح پارسا والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ بہت اچھے دن گزارے تھے۔ اس گھر سے آپ نے تبلیغ دین کی ابتداء کی، اس گھر میں آپ اپنے پیرو مرشد حضور پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دے کر لائے تھے اور وہ چند دن مسلسل اس میں قیام پذیر رہے۔ آپ اپنے اس گھر میں اکثر تشریف بھی لے جاتے جو کہ بہت اچھی حالت میں موجود تھا۔ آپ کے ایک رشتہ دار نے تمنا ظاہر کی کہ اپنا یہ گھر مجھے دے دیں۔ اس عاجز کو اچھی طرح یاد ہے کافی دن آپ اس بات پر غور فرماتے رہے۔ گھر میں بھی یہ تذکرہ رہا۔ بالآخر محض اللہ تعالیٰ کی رضا طلبی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تابعداری کرتے ہوئے آپ نے اپنا وہ گھر بغیر معاوضہ لیے اپنے رشتہ دار کو دے دیا اور بعد میں کبھی اس کا تذکرہ بھی نہ فرمایا کہ ہم نے ایسا کیا۔ جب کہ اس موقع پر بہت سے رشتہ داروں نے آپ کو منع کیا کہ ایسا مت کریں، یہ گھر بہت قیمتی ہے آپ اپنے پاس رکھیں۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ طعام تناول فرماتے تھے اور بوٹی پہلے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تناول فرماتیں اور وہی بوٹی بے حد محبت اور شوق سے آپ لے لیتے اور اسی جگہ سے تناول فرماتے ہیں جہاں سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے استعمال کی ہوتی، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اس سنت نبویہ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر جو کہ آج تقریباً متروک ہو چکی ہے سیدی مرشدی قلبی و کعبتی حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ خود بھی عمل کرتے رہے اور جماعت اہل ذکر کو بھی اس پر عمل کرنے کا حکم دیتے۔

وہ دن بھی عجیب خوبصورت دن تھے جب آپ فقراء کے درمیان نصیحت فرماتے ہوئے ایسی احادیث تفصیل سے بیان فرماتے اور حقوق العباد خصوصاً اہل خانہ کے حقوق ادا کرنے پر زور دیتے۔ ایک مرتبہ حلقہ ذکر کے بعد جملہ خلفاء اور فقراء سے دریافت فرمایا کہ آج رات تم میں سے کس کس نے اپنی بیوی کے ساتھ مل کر کھانا کھایا ہے۔ شاید کوئی بھی نہیں اٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ خلفاء اس کو کسر شان سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے بزرگ ہیں، لوگ ہماری بڑی تعظیم کرتے ہیں، باہر ہمارے ہاتھ پاؤں چومے جاتے ہیں، علامہ مولانا کے القاب سے پکارا جاتا ہے، اب ہم اگر بیوی کے ساتھ بلا تکلف رہیں گے اور اس کے ساتھ کھانا کھائیں گے یا کام میں ہاتھ بٹائیں گے تو ہماری شان کم ہو جائے گی۔ آپ نے اس کو تکبر سے تعبیر فرمایا اور حکم دیا کہ جملہ جماعت اہالیان اللہ آباد اپنی بیویوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں کل بعد نماز فجر پوچھا جائے گا۔ اور پھر دوسرے دن صبح آپ نے باقاعدہ حاضری لی اور تقریباً سب خلفاء و فقراء نے اس سنت پر عمل کیا تھا۔ سبحان اللہ کیا آپ کا انداز تربیت تھا اور کس عمدگی سے ایسی سنتوں پر بھی عمل کرتے اور اور متعلقین سے بھی عمل کراتے جن سے بڑے بڑے عالم بھی لاپرواہ ہیں۔

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک:

حدیث مبارکہ کے مطابق کہ جب سالن پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالو تا کہ شوربہ زیادہ بنے اور اس سالن میں سے اپنے پڑوسیوں کو بھی پیش کرو، آپ ہمیشہ اپنے پڑوسیوں کو کھانے میں حصہ بھیجتے رہے، خصوصاً اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھتے جب کہ وہ پڑوس میں بھی ہوں تو ان کا حق اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس معاملے میں حد درجہ احتیاط کرتے کہ مبادا ہمارے کسی رویہ سے ہمارے پڑوسی کی دل آزاری ہو۔

یتیموں کے ساتھ شفقت اور محبت:

درگاہ اللہ آباد شریف میں ایک پرانے فقیر (متوفی) کی بچی جو کہ شادی شدہ بھی تھی اور صاحب اولاد بھی، اپنے ماموں کے لڑکے سے اس کا بیاہ ہوا تھا۔ اس کی ماں نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد شادی نہیں کی بلکہ اپنے بچوں کی پرورش میں لگی رہی حتیٰ کہ اس کی سب بچیوں کی شادیاں ہو گئیں۔ اس بیوہ عورت کو نرینہ اولاد بھی نہیں تھی۔ آخر کار اس کے بھائیوں نے اس کی رضامندی سے شادی کرادی۔ اس کی شادی شدہ بچی اپنی ماں کی شادی پر بہت روئی غمگین ہوئی کہ اب ہماری ماں بھی ہمیں بھلا دے گی۔ باپ تو پہلے ہی وفات پا چکا ہے۔ جب یہ خبر حضرت قبلہ وکعبہ سیدی مرشدی وسیلتی فی الدارین تک پہنچی تو آپ نے اس بچی کو بلوایا اور گھر والوں کے ذریعے پیغام بھیجا کہ تجھے پریشان نہیں ہونا چاہیے تو ہمیں اپنے والد کی طرح سمجھ، ہمارے گھر کو اپنا میکا جان، آپ نے اسی روز اس یتیم بچی کو گھی آٹا وغیرہ کے ساتھ کپڑے شاید نقد رقم بھی عطا فرمائی، آپ ہمیشہ اس یتیم بچی کا خیال رکھتے اور امداد فرماتے تھے۔

جب بھی آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی بچے کے والدین میں سے کوئی ایک وفات پا گیا ہے تو اس بچے کو اپنے گھر بلواتے اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتے۔ (جیسا کہ حدیث

دیر کے لیے بیٹھ جاتے تھے۔ جب آپ اٹھ کر واپس ہوتے تو اس عاجز کو فرماتے دیکھو کپڑے پر کوئی چیونٹی تو نہیں۔ یہ عاجز دیکھتا تھا اگر کوئی چیونٹی ہوتی تو اسے اسی جگہ جھاڑ کر واپس چلتے تھے۔ اگر کبھی کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد کوئی چیونٹی نظر آتی تو اس کو واپس اسی جگہ چھوڑنے کے لیے تشریف لے جاتے۔ اس بات سے آپ کا مخلوق خدا سے تعلق اور محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ کا یہ عمل مبارک حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کے واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔ کہتے ہیں ایک بار شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کسی گاؤں سے گندم خرید کر گھر لائے۔ جب گٹھڑی سر سے اتار کر نیچے رکھی اور کھولی تو اس میں ایک چیونٹی کو چلتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر سخت پریشان ہو گئے۔ آپ نے دوبارہ گٹھڑی کو باندھ کر سر پر رکھا اور مذکورہ گاؤں میں دوبارہ تشریف لے گئے جہاں سے گندم خریدی تھی وہاں پہنچے گٹھڑی کھول کر وہاں رکھی جب چیونٹی اپنی مرضی سے گندم سے نکل کر فرش پر چلی گئی تو آپ نے پھر گٹھڑی کو باندھا اور گندم گھر لے کے آئے۔

غیر مسلموں کی سوہنا سائیں سے محبت:

حضور سوہنا سائیں کا آبائی گاؤں خانواہن ہے۔ حضور سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی نیک، فقیرانہ چال چلن، ایسا عظیم خلق و محبت سے پیش آنا، اتنی شفیقانہ طبیعت، پرہیز گاری، تقویٰ اور شریعت کی پابندی تھی کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ گھر سے مسجد میں جاتے ہوئے گلی سے گذرتے تو سر پر چادر (جو کہ بعد میں زندگی بھر عموماً ہم نے دیکھی) سے پورا سر ڈھانپ کر نظریں نیچی کر کے ایسے گذر جاتے تھے کہ جیسے کوئی سفید لباس میں ملبوس فرشتہ خدا کے ذکر میں مشغول دلوں کو سرشار کرتا ہوا جاتا ہے۔ ان کی اس حسین سیرت پر مسلمان تو کیا غیر مسلم ہندو بھی واری واری جاتے۔ سوہنا سائیں نے جب خانواہن سے دین پور ہجرت کا ارادہ فرمایا تو مسلمانوں نے بڑی عرض گذارشات

شریف میں آیا ہے کہ یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنے سے اس کے سر پر جتنے بال ہیں اللہ تعالیٰ اتنے گناہ معاف فرمائے گا) اسے رقم، لباس اور طعام کی صورت میں عطا فرماتے۔ قاری غلام حسین صاحب کی اہلیہ بہت نیک، صالح پارسا خاتون اور تہجد کی بہت پابند تھیں اس کی وفات ہوگئی جب کہ قاری صاحب کا فرزند (محمد حسین) جو اس وقت الحمد اللہ عالم دین اور مبلغ ہے۔ بہت چھوٹا تھا، آپ نے محمد حسین کو اپنے گھر بلوایا اور اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا اور دعائیں دیں۔

ہمارے نانا محترم سید نصیر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان بچیوں کو بہت شفقت اور پیار سے نوازا۔ اکثر و بیشتر ان بچیوں کا اور نانا صاحب کی تینوں بیویوں کی ضروریات کا خیال رکھتے رہے۔ ان کو اپنے خاندان کے افراد کی طرح سمجھتے اور چاہتے تھے۔

اپنے مرشد مربی قطب دوران حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے اسوہ حسنہ اور صفات کریمانہ کو تحریر کرتے ہوئے دل تڑپ رہا ہے، رو رہا ہے کہ ہم نے آپ کے اسوۂ مبارکہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے عین مطابق تھا۔ کو چھوڑ دیا ہے۔ یارب العالمین ہمیں اور ہماری اولاد و علماء، طلباء و فقراء کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کامل توفیق عطا فرما۔ آمین۔

چیونٹی جیسی کمزور مخلوق کا بھی خیال کرتے تھے:

مولانا محمد حسن اوٹھو صاحب بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نوابشاہ گھر والوں کے علاج کے سلسلے میں تشریف لائے۔ تقریباً آپ کا ۱۰ دن قیام رہا۔ روزانہ بعد نماز عصر حضرت صاحب تفریح کے لیے قاضی احمد موڑ سے گورنمنٹ کالج روڈ پر چہل قدمی کرتے ہوئے چلتے چلتے گورنمنٹ کالج کے سامنے فٹ پاتھ پر تھوڑی

کیں کہ خدارا ہمیں اکیلا کر کے نہ جائیں۔ مسلمانوں کی محبت کا یہ حال تھا جب کہ وہاں رہنے والے ہندو مذہب کے افراد اپنے گلے میں کپڑا ڈالے ہوئے آپ کے گھر پر آئے۔ بڑی معافیاں طلب کیں اور عرض کیا کہ ہم سے ایسی کونسی غلطی ہوگئی ہے جو آپ ہمیں چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ خدا کے لیے یہیں رہیں اور ہمیں یتیم کر کے نہ جائیں۔ سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنی ہجرت کے اسباب بتائے مگر پھر بھی وہ بضد رہے اور مسلسل روتے رہے۔ حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ جس دن حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ خانواہن سے وداع ہوئے اس دن خانواہن کے باسیوں کا یوں حال تھا جیسے کوئی میت ہوگئی ہو۔

ان چند واقعات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت، اور سچے سردار سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، خلق خدا پر شفقت اور بندگان خدا سے محبت میں گذری۔ ہم ظاہر بینوں کے سامنے آپ کی شخصیت کا صرف یہی رخ ہے کہ آپ طالب مولیٰ اور عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے لیکن حقیقت میں آپ مطلوب و معشوق تھے جیسا کہ شاہ عبداللطیف بھٹائی اس سلسلے میں فرماتے ہیں

عاشق سي چئجن جن تي عاشق پاڻ ٿيو

اهڙي رنگ رچن سي عاشق معشوق ٿيا

اس شعر میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب راز سے پردہ اٹھایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سچا عاشق وہی ہے جس پر معشوق بھی ایک دن عاشق ہو جائے۔ یہ بلکل اسی طرح ہے کہ عاشق اپنے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب (سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے رنگ ڈھنگ کو اختیار کرے، بالکل وہی ادائیں اور ناز انداز اپنائے جس کے بدولت اس سچے عاشق پر محبوب ایک دن خود فدا ہو جائے گا۔ اس شعر کے دوسرے مصرعے میں رنگ کا ذکر کیا ہے۔ یعنی عاشق خود کو اسی رنگ میں رنگنے کے بعد ہی معشوق اور محبوب بنتا ہے۔

دوستو یہ رنگ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کا رنگ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ '' فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ یعنی لوگو! اگر تم اپنے دعوائے محبت میں سچے ہو تو میری محبت کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کی اتباع اور پیروی کرو۔ یہ فریب کاری اور دھوکے کا زمانہ ہے۔ لوگوں سے انسانیت کا جوہر نکل گیا ہے، انسان سے انس کافور ہو گیا ہے۔ آج انسان انسان کے خون کا پیاسا ہے۔ حیوان اپنے ہم جنسوں کو چیر پھاڑ کر نہیں کھاتے۔ لیکن افسوس انسان انسان کا شکاری بن گیا ہے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

آدمين اخلاص متائي ماتو کيو

هاٿي ڪائي سپ کوماڙهوںٔ سندو ماس

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو

اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا۔

کاش انسان انسانیت کے مقام کو پہچان کر ایک دوسرے پر ظلم وستم کرنا چھوڑ دے۔ اپنے حقوق کے ساتھ دوسرے کے حقوق کا تحفظ کرے۔ قبیلہ، قوم، ذات، فرقہ، مذہب کے فرق کے بغیر ہر انسان دوسرے انسان سے اخوت پیدا کرے۔

ایسے اندوہناک حالات میں کامل اولیاء کا وجود انسانیت کی بقاء کی علامت ہے اور عذاب الٰہی سے اس فانی دنیا میں بچنے کا باعث اور سبب ہے۔ سفید پوشی کا بھرم قائم کرنے سے انسان کامل نہیں بن جاتا۔ اس سلسلے میں محبت کے ساتھ ساتھ اطاعت خداوندی اور عشق کے ساتھ اتباع رسول اکرم ﷺ اور بغیر کسی فرق وامتیاز کے ہر انسان کے ساتھ محبت کرنا ضروری ہے۔ بیشک یہ تمام اوصاف میرے مرشد ومربی میں بدرجہ اتم موجود

تھیں۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل وکرم کے بیان وشکر کے لیے الفاظ نہیں ملتے کہ جس نے ہمیں ایسے محبوب کی نسبت سے نوازا کہ تن من قربان کر کے بھی اس محبوب کا حق ادا کر سکیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسے انمول انسان جن پر بنی نوع انسان کو فخر ہے، ایسے عاشق جن کے صدق کے طفیل یہ دنیا قائم ہے، ایسے فانی فی اللہ وباقی باللہ جن کی زندگی شمع ہدایت، جن کی زندگی دنیا بھر کی زندگی، جن کی ہمت وحوصلے پر اہل اسلام کو فخر، جن کی قربانی قرآن مجید کی ترجمانی، جن کی حیاتی ابدی حیاتی، جو قیامت تک نہ ختم ہونے والی حیاتی ہے۔

مرٹا اڳي جي مٺا سي مري ٿيا نہ مات
هوندا سي حيات جيٽا اڳي جي جيٽا

ظاہری طور پر آج ہماری نظروں سے پوشیدہ اس فانی جہاں میں ہم سے دور، ہمیں داغ مفارقت کا دکھ دے کر خود مالک حقیقی کے حضور بہشت کی لذات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ لیکن آج بھی میرے حضرت سیدی ومرشدی قدس سرہ العزیز کی دربار عالیہ پر فیوض وبرکات کا دریا اسی طغیانی سے بہہ رہا ہے۔ آپ کے آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف کی دلکشی اور رنگینی نہ صرف قائم ہے بلکہ اس کی جاذبیت اور دل ربائی روز بروز افزوں ہے۔ آپ کی خانقاہ عالیہ پر آج بھی محبت کا سودا لینے والے پوری دنیا سے آتے ہیں اور بامراد ہو کر جاتے ہیں۔ میرے پیر کے آستانہ عالیہ پر حاضری دینے والوں میں دن بدن اضافہ ہے اور یہ مختلف قوموں، مختلف ملکوں مختلف مذہبوں اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھتے

ہیں۔

زیر نظر مجموعہ کے متعلق چند گذارشات:

میرے پیر کی دربار پر آنے والے معزز کرم فرماؤں اور راہ سلوک کے مبتدیوں کے لیے دوستوں کے اصرار پر یہ چند معروضات پیش خدمت ہیں، اس امید کے ساتھ کہ خود بھی پڑھیں گے۔ گھر میں اپنے گھر والوں اور بچوں کو بھی سنائیں اور پڑھنے کی تلقین کریں۔ لیکن اس کے لیے گھر میں دوستانہ ماحول پیدا کریں اور بچوں خصوصاً بچیوں کی تعلیم اور تربیت کا خاص خیال رکھیں۔

☆ دوستوں کی محفل اور حلقہ ذکر وغیرہ کے بعد یا پہلے فقیروں کی محفل میں پڑھ کر سنائیں۔

☆ راہ سلوک میں قدم رکھنے والے اس سے ضرور استفادہ کریں اور سنیں لیکن یہ ذہنوں میں ضرور رہے کہ فرائض وواجبات اور ادائیگی عبادات کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا پورا پورا خیال رکھیں اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے لیکن یہ اس وقت آسان ہوگا جب آپ اپنے مشائخ کی طرح مخلوق خدا سے بلاتفریق محبت کریں۔ یہ حدیث مبارکہ ہمیشہ ذہن میں رہے کہ ''الخلق عیال اللہ'' کے حکم میں تمام مذاہب کے لوگ شامل ہیں۔ جس طرح آپ کو اپنا کنبہ پیارا ہے اسی طرح اللہ عزوجل کو بھی اپنا کنبہ پیارا ہے۔ برے بھلے سب اسی کے ہیں۔ اس طرح کی سوچ وفکر اپنانے سے آپ آسانی سے حسن سلوک کا مظاہرہ کر سکیں گے۔

آخر میں یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ تمام معروضات مشائخ کی معتبر اور مسلم کتابوں سے چن کر آپ تک پہنچانے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ اگر ہم نے اپنے مشائخ کی تعلیمات قدسیہ کو سمجھا اور ان پر عمل پیرا ہوئے تو ضرور ایک دن آئے گا کہ دوست کا (حقیقی دوست اللہ جل جلالہ) دیدار

نصیب ہوگا اور دل جلوہ گاہ دوست بنے گا۔

رب کائنات کے حضور دست بدعا ہیں کہ مشائخ کرام خصوصا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے، لغزشوں کو معاف فرمائے، اپنے کرم سے مخلوق کو اس سے فائدہ پہنچائے۔

رَبِّ أَوْزِعْنِی أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِی أَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِی بِرَحْمَتِكَ فِی عِبَادِكَ الصَّالِحِین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سید نا ومولٰنا محمد والٰہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

محمد طاہر عباسی بخشی نقشبندی

آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف

۲۸ شوال المکرّم ۱۴۲۸ ہجری بمطابق ۱۰ نومبر ۲۰۰۷ء

تصوف وطریقت

ضرورتِ تصوّف ۲۶
ضرورتِ مرشد ۲۹
علاماتِ مرشد کامل ۳۰
فضیلت سلسلہ نقشبندیہ ۳۴
تعلیمات مشائخ نقشبند ۳۷
بیعت ۳۸
صحبت شیخ ۴۲
ذکر کرنے کا طریقہ ۴۵
ذکر قلبی ۴۶
ذکر قلبی کا اجر ۴۷
حلقہ ذکر و مراقبہ ۴۹
اصطلاحات سلسلہ نقشبندیہ ۵۲
تشریح اصطلاحات ۵۲
اسباق سلسلہ نقشبندیہ ۶۳
اصلاح لطائف ۶۴
رابطہ شیخ ۷۴
تصور شیخ کا قرآن سے ثبوت ۷۵
تصور شیخ کا حدیث سے ثبوت ۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضرورتِ تصوّف

بنیادی طور پر نفس انسان کو نیک کاموں سے روکتا اور برائیوں پر اکساتا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ [1] بے شک نفس برائی کا حکم دیتا ہے مگر جس پر میرے رب نے رحم فرمایا۔ بلاشبہ نفس انسان کو جھوٹ، فریب، حسد، دھوکہ دہی، قتل و غارت گری جیسی برائیوں پر آمادہ کرتا ہے اور جو انسان اسکا کہا مانتا ہے وہ عند اللہ ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ خوش قسمت انسان ہے جو اسکا کہا نہیں مانتا بلکہ نفس کو اپنے زیر کر لیتا ہے اور تمام اخلاقی آلائشوں سے پاک رہتا ہے اور احکام الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ اس طرح وہ کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا [2] بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے نفس کو پاک کیا اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا دیا۔

نفسانی عیوب: عیب تین قسم کے ہیں۔ 1۔ بدعقائد 2۔ بداعمال 3۔ غفلت۔ ان ہی پر انسان کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ہے۔ تصوف و سلوک کے ذریعے ایک سالک ان عیبوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ حضرت خواجہ باقی

1۔ آیت ۵۳ سورہ یوسف۔ 2۔ آیت ۹، ۱۰ سورہ الشمس۔

باللہ قدس سرہ فرماتے ہیں ہمارے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا مدار تین چیزوں پر ہے۔اول اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدوں پر پختہ ہونا، دوم دوام حضور، سوم عبادت۔ جس کسی نے ان تینوں میں سے ایک میں بھی کوتاہی کی تو وہ ہمارے طریقہ عالیہ سے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ عزت دیکر پھر ذلیل نہ کرے اور قبول کر کے رد نہ کرے[1]۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں :مقصود از سلوکِ طریقِ صوفیہ حصولِ ازیادِ یقین است بمعتقداتِ شرعیہ کہ حقیقت ایمان است ونیز حصولِ سیر است در احکامِ فقہیہ نہ امر دیگر ورائے آں[2]۔

ترجمہ :صوفیاء کے طریقہ پر چلنے کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کے عقائد پر یقین میں اضافہ ہو جو کہ ایمان کی حقیقت ہے، ساتھ ہی فقہی احکام یعنی نماز روزہ وغیرہ ادا کرنے میں آسانی پیدا ہو (اسلئے کہ شیخ کامل کی صحبت کی برکت سے اعمال صالحہ کا شوق پیدا ہوتا ہے) اسکے علاوہ کوئی اور مقصد نہیں۔

اسی موضوع پر مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں :ان حضرات کے نزدیک تصوف کا مفہوم محض اس قدر تھا کہ اتباع کتاب وسنت میں انتہائی سعی کی جائے، اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دلیلِ راہ رکھا جائے اور اوامر ونواہی کی تعمیل کی جائے، طاعات وعبادات کو مقصودِ حیات سمجھا جائے، قلب کو محبت وتعلق ماسوا سے الگ کیا جائے، نفس کو خشیت الٰہی سے مغلوب کیا جائے اور صفائی معاملات وتزکیۂ باطن میں جہد وسعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے پائے[3]۔

---

[1] مکتوبات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ صفحہ 45۔ [2] مکتوب 207 دفتر اول حصہ سوم۔ [3] تصوف اسلام صفحہ 5-4

برصغیر پاک وہند کے مشہور عالم وعارف حضرت الحاج فقیر اللہ علوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ جن کی بین الاقوامی شہرت یافتہ کتاب "قطب الارشاد" کے متعلق ولی کامل مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ یہ کتاب حضرت امام غزالی قدس سرہ کی مشہور ومعروف کتاب احیاء علوم الدین کے پائے کی کتاب ہے، کتابِ مذکور کے صفحہ نمبر 532 میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْعُلَمَآءَ مِنَ الْمُتَکَلِّمِیْنَ وَالْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ الْمُجْتَهِدِیْنَ وَالصُّوْفِیَةَ الْوُجُوْدِیَةَ وَالشُّهُوْدِیَةَ اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ طَرِیْقَ الصُّوْفِیَةِ اَصْوَبُ الطُّرُقِ اِلَی اللّٰهِ دَائِرٌ عَلَی الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ خَالٍ عَنِ الْبِدَعِ وَالضَّلَالِ۔

بلاشبہ علماء متکلمین ، فقہاء ، محدثین ، مجتہدین ، صوفیاء کرام خواہ توحید وجودی کے قائل ہوں یا توحیدِ شہودی کے قائل ، سبھی کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ صوفیاء کرام کا طریقہ بارگاہ الٰہی تک پہنچنے کا درست ترین طریقہ ہے جو کہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ گمراہی اور بدعتوں سے خالی ہے۔

اسی صفحہ میں اپنے دعوٰی کے ثبوت میں حضرت الحاج فقیر اللہ علوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب اَلْمُنْقِذُ مِنَ الضَّلَالِ میں مذکور آپ بیتی ان ہی کی زبانی نقل کی ہے۔

عَلِمْتُ یَقِیْنًا اَنَّ الصُّوْفِیَةَ هُمُ السَّالِکُوْنَ لِطَرِیْقِ اللّٰهِ خَاصَّةً وَاَنَّ سِیْرَتَهُمْ اَحْسَنُ السِّیَرِ وَطَرِیْقَهُمْ اَصْوَبُ الطُّرُقِ

میں نے یقین سے جان لیا ہے کہ بلاشبہ صوفیاء کرام ہی خدا تعالٰی کے راستے پر گامزن ہیں اور ان کی سیرت احسن سیرت

وَاَخْلَاقُهُمْ اَزْكَى الْاَخْلَاقِ فَاِنَّ حَرَكَاتَهُمْ وَسَكَنَاتَهُمْ فِىْ ظَاهِرِهِمْ وَبَاطِنِهِمْ مُقْتَبَسَةٌ مِنْ مِشْكٰوةِ النُّبُوَّةِ وَلَيْسَ وَرَاءَ النُّبُوَّةِ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ نُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ۔

ہے اور انکا طریقہ تمام دوسرے طریقوں سے بہتر طریقہ ہے اور انکے اخلاق تمام اخلاق میں عمدہ ہیں اور انکے حرکات وسکنات ظاہر میں اور باطن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اطہر سے اخذ کیے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ روئے زمین پر نورِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نور ہے ہی نہیں جس سے روشنی حاصل کی جا سکے۔

جیسا کہ حضرت علوی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا کہ تصوف وطریقت قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں، کوئی اور منزلِ مقصود نہیں ہے۔ سالک کی آخری منزل معرفت اور قربِ خداوندی ہے جسکے حصول کے لیے صوفیائے کرام نے مختلف ادوار واوقات میں مختلف ذرائع واسباب سے استفادہ کیا ہے، اختصار کے پیش نظر ہم یہاں صرف وہ اصول وضوابط تحریر کریں گے جو ہمارے مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں معمول ومروج ہیں۔

ضرورتِ مرشدِ کامل

مرشد کامل جو عالم ربانی ہی ہوتا ہے، کی صحبت اور تربیت کیوں ضروری ہے اس موضوع پر حضرت امام ربانی مجدّد ومنوّر الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

مخدوما مقصدِ اقصیٰ ومطلبِ اسنیٰ وصول اے محترم انسانی زندگی کا مقصد اعلیٰ بارگاہ بجنابِ قدس خداوند است جلّ سلطانہ لیکن قدس میں ہی پہنچنا ہے لیکن چونکہ مرید

چوں طالب در ابتدا بواسطہ ٔ تعلقاتِ شتیٰ درکمال تدنّس وتنزّل است وجنابِ قدسِ او تعالیٰ درنہایت تنزّہ وترفّع ومناسبتے کہ سبب افاضہ واستفاضہ است درمیانِ مطلوب وطالب مسلوب است لاجرم از پیرِ راہ دان، راہ بین چارہ نبود کہ برزخ بود واز ہردو طرف حظّ وافر دارد تاواسطہ ٔ وصول طالب بامطلوب گردد۔

مکتوب ۱۶۹ دفتر اول حصہ سوم

شروع میں بہت سے تعلقات سے وابستہ ہونے کیوجہ سے انتہائی میلے پن اور پستی میں ہوتا ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ انتہائی پاکیزہ اور بہت بلند ہے۔ اس لیے فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کے لیے طالب اور مطلوب کے درمیان جو مناسبت چاہیے وہ موجود نہیں، لہٰذا اسکے راستہ سے باخبر اور راستہ کو صحیح دیکھنے والے پیرِ کامل کے سوا کوئی چارہ نہیں جو درمیان میں واسطہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے قرب اور عام انسانوں سے رابطہ رکھتا ہوتا کہ وہ مطلوب کے ساتھ طالب کے وصول کا ذریعہ بنے۔

علاماتِ مرشد کامل

تصوف وطریقت کے ضمن میں تو شیخ کامل کی علامات کا ذکر اجمالاً ہوا تاہم یہاں مزید وضاحت سے مرشد کامل کی علامات بیان کی جاتی ہیں تاکہ کوئی لاعلم نووارد شخص پیر ومرشد کے نام پر کسی رسمی پیر کے ہتھے نہ چڑھ جائے، جس سے اسے بجائے فائدہ کے نقصان ہو۔ اس اہم موضوع پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

ولی کی پہلی علامت یہ ہے کہ عقائد کے لحاظ سے مکمل سنی ہو۔ الفاظہ علامتِ ولی آن است کہ اولاً اعتقاد اہل سنت و جماعۃ معتقد و راسخ باشد۔

ترجمہ: ولی کی علامت یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ اہل سنۃ والجماعۃ کے پختہ عقائد رکھتا ہو۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بھی خواجہ جمال الدین حسین علیہ الرحمۃ کے نام تحریر کردہ اپنے مکتوب میں مرضیات حق جلّ تعالیٰ سبحانہٗ یعنی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ امور میں عقائد اہل السنۃ کو سرِ فہرست ذکر کیا۔ آپ نے تحریر فرمایا۔

اولاً تصحیح عقائد بمقتضائے آرائے صائبہ اہل السنۃ وجماعۃ شَکَرَ اللّٰہ تعالیٰ سَعْیَہُمْ لازم داند، ثانیاً عمل بموجب احکام شرعیہ فقہیہ وثالثاً سلوک طریقہ عالیہ صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم وَ مَنْ وُفِّقَ لِھٰذَا فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْ ھٰذَا فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا

مکتوب ۷۷ دفتر اول حصہ سوم

سب سے پہلے اپنے عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق بنانے کو ضروری سمجھیں۔ دوسرا شرعی فقہی احکام کے مطابق عمل کریں۔ تیسرا صوفیائے کرام کے طریقہ پر چلیں۔ جس شخص کو بھی ان کاموں کی توفیق حاصل ہوئی اسے بڑی کامیابی حاصل ہوگئی اور جو اس سے محروم رہا وہ بڑے خسارے میں مبتلا ہوگیا۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ نے امر ثالث کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

مقامات عشرہ صوفیہ علیہم الرحمۃ چنانچہ توبہ
وانابۃ وزہد وورع وصبر وشکر وتوکل وتسلیم
ورضا اجمالاً یا تفصیلاً حاصل نمودہ باشد
وایضا صحبتِ اورا اثرے وتاثیرے باشد
کہ محبت دنیا واہل دنیا بردل ہم نشینان
اوسرد شود وغفلت از ہم صحبتانِ وے
برطرف گردد، وہمان ولی مذکور خودراز
جمیع مخلوقات کم تر وبدتر داند نہ آنکہ
ثنائے خود بزبان خود کند وباخلاق حمیدہ
واوصاف پسندیدہ از تواضع وعلم وتحمل
وبردباری ومروت وفتوت وسخاوت وتازہ
روئی ونیک خلقی وراستی وعجز ونیاز وکم
آزاری وپرہیز گاری از حرام ومشتبہ
ومکروہ موصوف باشد۔

الغرض باتیان تمامی اعمال خیر آراستہ
باشد ودر جمیع امور باخلاق سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم متخلق بود پس صحبت ایں چنیں
شخص نعمتے است عظمیٰ ودولتے است
کبریٰ۔

مکتوب 19 صفحہ نمبر ۴۹

صوفیاء کرام کے بیان کردہ مقامات عشرہ
توبہ یعنی رجوع الی اللہ زہد یعنی دنیا سے بے
رغبتی، پرہیز گاری، صبر وشکر، توکل، تسلیم
ورضا اجمالاً یا تفصیلاً حاصل کر چکا ہو نیز اس
کی صحبت میں یہ تاثیر ہو کہ جو اس کی ہم نشینی
اختیار کرے اس کا دل دنیا اور دنیا داروں سے
لاتعلق ہو جائے اور اسکے ہم نشینوں کے دلوں
سے غفلت دور ہو جائے، نیز وہ بزرگ اپنے
آپکو جمیع مخلوقات سے کم تر بلکہ بدتر جانتا ہو
۔ اپنی تعریف خود نہ کرے اور وہ اخلاق حمیدہ
اور اوصاف پسندیدہ مثلاً تواضع، علم، برداشت
و بردباری، مروت و سخاوت اور خندہ پیشانی
، خوش خلقی، سچائی، عجز وانکساری، سے موصوف
ہو۔ دل آزاری سے حتی الوسعۃ دور رہتا ہو۔
حرام مشتبہ اور مکروہ سے پرہیز جیسے اوصاف
سے موصوف ہو۔ غرضیکہ وہ تمام اچھے اعمال
سے آراستہ ہو اور تمام امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے اخلاق سے متخلق ہو پھر ایسے شخص کی صحبت
نعمۃ عظمیٰ ہے اور بہت بڑی دولت۔

کامل ولی کی اہم علامات

قرآن وسنت کا عالم ہو گو کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل عالم نہ ہو لیکن بقدر ضرورت قرآن مجید کے معانی اور کسی حد تک احادیث مبارکہ جانتا ہو۔ فقہی مسائل سے پوری طرح واقف ہو۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ پیرومرشد کا اصل منصب ہی یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کا امر کرے جن کا شریعت نے حکم دیا ہے مثلاً نماز، روزہ، صبروشکر، قناعت، توکل وتقویٰ کی تلقین کرے اور جن امور سے قرآن وحدیث نے روکا ہے مثلاً جھوٹ، غیبت چوری وغیرہ ان سے لوگوں کو روکے اور یہ تب ہی ممکن ہوگا جب وہ خود ان چیزوں سے باخبر ہوگا ورنہ آنکس کہ خود گم است، کرا راہبری کند کہ جو خود راستہ سے بھٹکا ہوا ہو وہ کسی اور کو کیا راستہ دکھائیگا۔ اوراس کے ساتھ مریدین کی تربیت حسنِ اخلاق ومحبت سے کرے ارشادالٰہی ہے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ [1]

متقی وپرہیزگار ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہو اور صغیرہ گناہ اگر اتفاقاً سرزد ہو جائے تو اس پر اصرار نہ کرے، جلدی سے توبہ ورجوع الی اللہ کرے۔ دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر رکھتا ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیوی کام کاج ہی نہ کرتا ہو، جائز وحلال طریقہ پر جتنا چاہے دنیوی کام بے شک کرے لیکن اسکی وجہ سے آخرت کے معاملہ میں کوتاہی نہ کرتا ہو۔ اعمال صالحہ شوق سے کرتا ہو اور دل سے ہمہ وقت متوجہ الی اللہ رہتا ہو، خواہ بظاہر کتنا ہی وقت دنیوی کاموں میں مصروف رہتا ہو۔ کسی شیخ کامل کی صحبت ادب ومحبت سے اختیار کی ہو اوراس سے باطنی نور حاصل کیا ہو۔ یہ اس لیے لازم ہے کہ قدیم سے سنۃ الٰہیہ ہے کہ اِنَّ الرَّجُلَ لَا یَصْلُحُ اِلَّا اِذَا رَءَ الْمُصْلِحِیْنَ کہ نیک لوگوں کو دیکھ کر ہی کوئی آدمی فلاح پا سکتا

---

[1] آیت ۱۲۵ سورہ النحل۔

ہے۔ یہ بعینہٖ اسی طرح ہے جیسے کوئی علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو علماء کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ مریدین کے مال وملکیت میں طمع ولالچ نہ رکھتا ہو اور نہ یہ چاہے کہ کوئی میری تعریف یا تعظیم کرے۔ مریدوں کی صلاحیتوں سے باخبر ہو اور استعداد وصلاحیت کے مطابق انکی تربیت کرے۔ اگر خدانخواستہ کسی ناقص پیر کے حضور سے اس کے پاس کوئی مرید آجائے تو حکیم حاذق کی طرح پہلے اس کے مرض کی تشخیص کرے، اس کے بعد دوائی دے۔ اخلاقی کمزوریوں کو سمجھ کر تلقین کے ذریعے اسکی اصلاح کرے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ ناقص پیر جس نے خود سلوک کی تکمیل نہیں کی اور جذبہ کے مقام پر نہیں پہنچا، اس کی صحبت زہر قاتل ہے اور اسکی طرف رجوع کرنا مرض مہلک ہے۔ ایسے پیر کی صحبت سے بلند استعداد رکھنے والے مرید کی صلاحیتیں ضایع ہوجاتی ہیں۔ سلوک کی تکمیل صرف شیخ کامل مکمل کرا سکتا ہے۔ لہٰذا ناقص پیر سے طریقت کی تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں اور نہ اس سے جس کے آباء واجداد تو کامل ومکمل ولی تھے لیکن یہ انکی راہ پر نہیں چلا۔ اس لیے اس میں وہ صلاحیت نہیں ہے [1]۔

فضیلت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام مسالک برحق ہیں۔ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور دوسرے طریقے۔ انکے مشائخ قابل قدر وقابل تعظیم ہیں لیکن صوفیائے کرام کے دوسرے سلاسلِ طریقت سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کو کئی وجوہ سے فضیلت حاصل ہے۔

اول: اس سلسلہ کی ابتدا میں ذکر قلبی ہے، جس میں جذب ربانی ہے۔ جبکہ ذکر زبانی میں سلوک ہے۔ جذب اور سلوک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ سلوک میں بندہ ذکر

---

[1] قطب الارشاد صفحہ ۵۲۷ و ۵۲۸

اذکار اور ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے خدا تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ جذب میں جو کہ ذکر قلبی کے ذریعے پیدا ہوتا ہے، خدا خود بندہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند

کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

از دل سالک رہِ جاذبۂ صحبت شاں

می برد وسوسۂ خلوت وفکر چلہ را

حضرات نقشبند عجب قافلہ کے سالار ہیں کہ اپنے متعلقین کو پوشیدہ طریقہ سے بارگاہ الٰہی تک لیجاتے ہیں۔ انکی صحبت کی کشش سالک کے دل سے خلوت کے خیال اور چلہ کشی کے فکر کو ختم کر دیتی ہے۔

دوم: سلسلہ نقشبندیہ کی فضیلت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کی ترقی وکمال کا تمام تر انحصار اتباع سنت پر ہے اور قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق محبوبیت الٰہی کے مقام پر فائز ہونے کا یہی ایک طریقہ ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1] اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بتائیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تمہیں اپنا دوست بنائے گا۔

سوم: سلسلہ نقشبندیہ کے اقرب طرق یعنی خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا سب سے نزدیکی راستہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا

1۔ آیت ۳۱ سورہ آل عمران

وسیلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ ظاہر ہے وسیلہ جس قدر قوی ہو گا راستہ اتنی ہی جلدی اور آسانی سے طے ہو گا۔ [1]

چہارم: جہاں پر دوسرے طریقوں کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے اس طریقہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس طرح یہ طریقہ وصول الی اللہ کا قریب ترین راستہ ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ مشائخ طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ابتدائے سیر از عالم امر اختیار کردہ اند۔۔۔ تا۔۔ مندرج گشت۔ [2]

ترجمہ: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے سیر باطنی کی ابتدا عالم امر سے اختیار کی ہے۔ عالم خلق کو اسی کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں برخلاف دوسرے طریقوں کے مشائخ کے کہ وہ سیر کی ابتدا عالم خلق سے کرتے ہیں اور وہ عالم خلق طے کر لینے کے بعد ہی عالم امر میں قدم رکھتے اور مقام جذبہ میں پہنچتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ تمام طریقوں سے اقرب ہے اور یقینی طور پر دوسروں کی انتہا اسکی ابتدا میں ہے۔

اسی موضوع پر حضرت خواجہ احمد سعید فاروقی قدس سرہٗ لکھتے ہیں "اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی کمی ہو گئی ہے، اس لیے صوفیائے نقشبند ایسے طالب کو پہلے ذکر قلبی کا طریقہ سکھاتے ہیں اور بجائے ریاضات و مجاہدات شاقہ کے عبادات کا حکم فرماتے ہیں اور تمام حالات میں اعتدال قائم رکھتے ہیں اور ان نقشبندی صوفیائے کرام کی توجہات دوسروں کی کئی چلہ کش توجہات سے بہتر اور اعلیٰ ہوتی ہیں اور طالبوں کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور بدعة سے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے ان کے حق میں رخصت پر

---

[1] سندھ کے صوفیائے نقشبند ص ۳۰، ۳۱، ۳۲۔ [2] مکتوب ۱۴۵ دفتر اول حصہ سوم۔

عمل تجویز نہیں فرماتے۔اسی لیے ان بزرگوں نے ذکر خفی کو اپنا طریقہ اختیار فرمایا۔1ے

تعلیمات مشائخ نقشبند

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہٗ اپنے ایک مختصر و جامع مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں فقیر حقیر لاشئی دوست محمد عفی عنہ کی طرف سے شوق و محبت میں پُرسلام مسنونہ کے بعد دوستوں کے لیے نصیحتیں تحریر کی جاتی ہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ طریقہ صوفیہ کی ترویج اور اجازت کے لیے یہ شرط ہے کہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلواۃ والسلام کے احکام پر ظاہری اور باطنی طور پر پوری طرح استقامت سے عمل کیا جائے اور حتیٰ الوسعۃ ذرہ برابر بھی حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کیا جائے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر و مراقبہ میں مشغول رہیں۔کم بولنا،کم سونا،کم کھانا چاہیے۔توبہ،دنیا سے بے رغبتی، صبر،قناعت،توکل،شکر،خوفِ خدا،تسلیم و رضا کی وصفیں ہونی چاہییں۔عام لوگوں کی طرح کشف و کرامت اور خلافِ عادت ظاہر ہونے والی باتوں کو کوئی اہمیت نہ دی جائے۔اپنی ذات اور جملہ مخلوق سے امیدیں وابستہ نہ رکھی جائیں،مریدوں کے مال میں کوئی طمع نہ ہونی چاہئے۔لوگوں کے عزت واحترام دینے یا رد کرنے کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔دنیا اور دنیا داروں سے پرہیز کی جائے اور علماء اور فقراء کی خدمت جان و مال اور تن سے کی جائے۔مخلوقِ خدا کی غیبت اور مذمت سے اجتناب کیا جائے۔یہی شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجمالی بیان ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مُتَابَعَةَ حَبِیْبِكَ فِعْلاً وَقَوْلاً وَاعْتِقَاداً، اَوَّلاً وَاٰخِراً، ظَاهِراً وَبَاطِناً 2ے

1ے فضائل نقشبندیہ صفحہ نمبر ۳۵و۳۶ بحوالہ ہدایۃ الطالبین۔صفحہ ۳۵ 2ے مکتوب اول بنام خلیفہ محمد جان صفحہ ۴ و۵،از مکتوبات فارسی مطبوعہ قدیر آباد۔

بیعت

تصوف کی راہ میں بیعت بنیادی حیثیت رکھتی ہے اس کے بغیر کامل فائدے کا حصول ناممکن ہے اور یہ قرآن حکیم واحادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ 1۔ تحقیق وہ لوگ جو آپ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ خدا تبارک وتعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔

بیعت کی معنیٰ: بیعت کی لغوی معنیٰ حوالے کرنا، سپرد کرنا، فروخت کرنا کی جاتی ہے۔ تصوف میں مرید کا اپنے شیخ کامل کے ہاتھ پر اپنے نفس کو سپرد کرنے اور فروخت کرنے کا نام بیعت ہے۔ یعنی اپنے تمام ترارادوں واختیارات اور خواہشات نفسانی کو ختم کرکے خود کو شیخ کامل کے حوالے کردے اور راہ سلوک میں اس کی رضا ومنشا کے خلاف کوئی بھی قدم نہ اٹھائے اور اگر اس کے بعض احکام مرید کو صحیح معلوم نہ ہوں تو اس کو اپنے عقل کا قصور سمجھے اور ان افعال واقوال کو افعال خضر علیہ السلام کے مثل سمجھے۔ گویا کہ اپنے شیخ کے ہاتھوں میں مردہ بدست زندہ بن کر رہے اس کو ہی بیعت سالکین کہا جاتا ہے اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے اور یہی وہ راستہ ہے جو خدائے عزوجل تک آسانی سے رسائی حاصل کرواتا ہے۔ یہی بیعت آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے لی۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہر آسانی ودشواری، ہر خوشی وناگواری میں حکم سن کے قبول کریں گے اور اس حکم کی اطاعت کاملہ کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چوں چرانہیں کریں گے۔ شیخ کامل کا حکم بھی درحقیقت رسول اللہ ﷺ کا حکم ہی ہوتا ہے کیونکہ ولی

1۔ سورہ فتح آیت ١٠۔

کامل نائب رسول ﷺ ہوتا ہے اور ولی کامل کی تعریف ہی یہی ہے کہ جو کامل طریقے سے اتباع رسول اللہ ﷺ پر کاربند ہو۔ تو اس کا کوئی بھی حکم شریعت رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہیں ہوگا اس طرح شیخ کامل کا حکم رسول کریم ﷺ کا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ کا حکم ہے اور اللہ عزوجل کے حکم میں مجال دم روا نہیں۔

بیعت کی حیثیت واہمیت: ائمہ دین اور مشائخ طریق کا اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا بیعت فرض ہے یا واجب، سنت ہے یا مستحب۔ جو افراد بیعت کو فرض کا درجہ دیتے ہیں وہ اپنے مؤقف کے لیے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کو دلیل بتاتے ہیں۔ یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوا اِلَیہِ الْوَسِیلَۃَ وَجَاھِدُوا فِی سَبِیلِہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ1۔

ترجمہ: اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور خدا تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو تاکہ تم کامیابی حاصل کرو۔ دوسری آیت میں ہے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ 2۔ اور اس شخص کے راستے کی پیروی کرو جو میری طرف رجوع کرتا ہو۔

چونکہ مذکورہ دونوں آیات میں امر کا صیغہ لایا گیا ہے اس لیے بیعت کو فرض سمجھا گیا اور اس کے ساتھ جب بیعت علم الاحسان کا دروازہ ہے تو اس کی فرضیت میں کیا شبہ ہے کیونکہ یہی عبادات کا مغز ہے۔

بعض مفسرین کرام جو وجوب بیعت کے قائل ہیں انہیں دو مذکورہ آیات کی تفسیر کرتے لکھتے ہیں کہ صیغہ امر وجوب کی تعریف میں آتا ہے اور اگر بیعت فرض ہوتی تو اس کا انکار کرنے والا کافر ہوتا حالانکہ علماء کا اتفاق ہے کہ بیعت سے انکار کرنے والا کافر نہیں ہے۔ اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ صیغہ امر سے مراد استحباب ہے دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ اگر بیعت فرض یا واجب ہوتی تو اس کے ترک کرنے والے کے لیے شارع علیہ السلام کے

---

1 آیت ۳۵ سورہ المائدۃ۔ 2 آیت ۱۵ سورہ لقمٰن۔

طرف سے کوئی وعید ہوتا اور اس کو ترک کرنے والا فاسق ہو جاتا مگر شریعت میں ایسا کوئی امر نہیں ہے اور طریقت شریعت کی ہی تابع ہے۔

بیعت کا سنت ہونا: احادیث مشہور میں نقل کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین آنحضرت ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرتے تھے۔ اکثر ارکان اسلام پر استقامت کے لیے بیعت کرتے تھے۔ کبھی معرکوں میں ثابت قدم رہنے کے لیے، کبھی ہجرت کے لیے تو کبھی جہاد کے لیے جیسے بیعت رضوان۔ قرآن کریم میں ان بیعتوں کا تذکرہ موجود ہے۔ سورہ فتح میں ارشاد ہے

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا٥

آیت ۱۰ سورہ الفتح

ترجمہ: جولوگ آپ ﷺ کی بیعت کررہے ہیں وہ درحقیقت اللہ عزوجل کی بیعت کررہے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ پھر جو شخص بیعت کو توڑے گا تو بیعت توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا اور جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا جس کا بیعت کے وقت خدا سے وعدہ کیا تھا تو خدائے عزوجل جلد اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي

ترجمہ: بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ مؤمنین سے راضی ہوا جب یہ لوگ درخت کے نیچے آپ

قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا
سورہ فتح آیت ۱۸

سے بیعت کر رہے تھے اور جو کچھ ان کے قلوب میں تھا وہ اللہ کو معلوم تھا سو اللہ نے ان پر اطمینان نازل فرمایا اور قریبی فتح عطا فرمائی۔

ان تمام تر آیات و دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیعت سنت ہے اور نہ صرف مردوں کے لیے بلکہ عورتوں کیلیے بھی اور آنحضرت ﷺ کے بعد خلفائے راشدین وائمہ ہادین ومشائخ عظام نے اس سنت کو جاری ورائج رکھا اور خواتین کو با پردہ بیعت سے نوازتے رہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت سنت ہے اور اس کی تاکید بھی ہے۔

بیعت کا فائدہ: صاحب عوارف المعارف لکھتے ہیں کہ شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ اور اس کے رسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس سنت کو وہی زندہ کرتا ہے جس نے اپنے جسم وروح کو شیخ کے حوالے کر دیا اور اپنے ارادے سے نکل آیا اور اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو گیا۔ غرضیکہ بیعت فلاح باطنی کے لیے ہے جس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ اپنے اندر کو خراب و پلید چیزوں سے پاک کر کے اسے روشن کیا جائے اور اپنے دل سے شرک خفی کو نکالا جائے۔ تو جب بھی کوئی مرید نیت صحیحہ و اخلاص کے ساتھ اپنے شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اور اس کی صحبت میں رہ کر تمام آداب کو بجالاتا ہے تو شیخ کامل کی باطنی نظر سے روحانی فیوض وبرکات اس مرید کے قلب و باطن میں سرایت کر جاتے ہیں اور مرید کا باطن روشن و منور ہو جاتا ہے۔ اس روحانی و باطنی انوار و تجلیات کا حصول شیخ کامل کی محبت و صحبت پر ہی منحصر ہے یہ تب ہی ممکن ہے جب مرید شیخ کامل کی خدمت و صحبت میں حاضری کے وقت اپنے قلب وروح کو تمام تر توجہ کے ساتھ پیر کی طرف مرکوز رکھے تا کہ شیخ کامل کی پاکیزہ فطرت

ووظائف باطنی کے تناسب سے مرید کے اندر بھی روحانی ربط وضبط بڑھتا رہے اور وہ عروج حاصل کرتا ہوا خدا کا قرب حاصل کرلے۔ مگر سالک ہمیشہ یہ یادرکھے کہ ان تمام منازل روحانی کا دارومدار شیخ کامل کی بیعت وصحبت میں ہی منحصر ہے۔

صحبت شیخ

جب یہ واضح ہوا کہ روح کی پاکیزگی وطہارت اور باطن کی ترقی اور خدائے عزوجل کے قرب کو حاصل کرنے کے لیے بیعت شیخ وصحبت شیخ ایک اہم ذریعہ ہے۔ اب ضروری یہ ہے کہ صحبت شیخ کی اہمیت ومقام کو پہچانا جائے تاکہ کامل طریقے سے مطلوبہ فوائد کو حاصل کیا جائے۔ سالک جب پیر کی صحبت میں حاضر ہو تو اپنے روح وقلب کو پیر کی طرف ہی متوجہ رکھے۔ کیونکہ پیر اپنی توجہ سے سالک کو فیض پہنچاتا ہے۔ اگر مرید باطنی طرح پیر کی طرف متوجہ نہ ہوگا تو اس کے حصے کا فیض کسی دوسرے مشتاق ومتوجہ مرید کو حاصل ہو جائے گا کیونکہ مرید کی باطنی بے توجہی شیخ کامل کو اس کی طرف سے بے رغبت کردیتی ہے اور شیخ کامل مشتاق ومتوجہ شخص کو اپنی توجہات سے نواز دیتا ہے۔ اس لیے صحبت میں بے توجہی سے بیٹھنا اپنے آپ کو محروم کردینا ہے۔

امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صحبت مرشد سے استفادہ حاصل کرنے کے بارے میں حکیم عبدالوہاب کو لکھتے ہیں کہ اولیاء کے پاس خالی ہوکر آنا چاہیے تاکہ بھرے ہوئے واپس جائیں اور اپنی مفلسی کو ظاہر کرنا چاہیے تاکہ ان کو شفقت آئے اور مرید کے لیے فائدہ حاصل کرنے کا راستہ کھل جائے۔ سیر آنا اور سیر چلے جانا کچھ مزا نہیں دیتا کیونکہ پرشکمی کا پھل بیماری کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ استغناء وبے پرواہی سے سوائے سرکشی کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

امام ربانی علیہ الرحمۃ کے اس مکتوب مبارک سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پیر کی صحبت میں ہمیشہ اپنے باطن وقلب کی طرف مکمل دھیان رکھا جائے اور ان کی صفائی ودرستگی کے لیے کوشاں رہا جائے۔ وہاں موجود دیگر سالکین، ذاکرین وشاغلین کی نگرانی نہ کرتا پھرے اور اس کے علاوہ پیر کی صحبت میں یا اس کی درگاہ وخانقاہ میں کسی بھی ایسے فعل وقول سے دور رہے جس سے وہاں پر موجود کسی بھی شخص کو تکلیف یا ایذاء پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ پیر کے سامنے کبھی بھی فضول اور لایعنی بات نہ کرنی چاہیے کیونکہ اکثر اوقات اس طرح کی باتوں سے شیخ کامل کے قلب میں کلفت یعنی ناراضگی پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے جو کہ مرید کی ترقی کے لیے نہایت نقصان دہ چیز ہے۔ اس کے علاوہ مرید کو یہ بات بھی سمجھنی چاہیے کہ صرف دور بیٹھے فون یا خط کے ذریعے پیر کو اپنے واقعات وحالات سے آگاہ رکھنا فائدہ مند نہیں بلکہ صحبت شیخ میں حاضری ضروری و لازمی چیز ہے۔ صحبت شیخ کے بغیر مرید کو نفع بخش چیزیں حاصل نہیں ہوسکیں گی۔ اگر صحبت شیخ کے بغیر کوئی بھی مرید لاکھ اوراد ووظائف میں مصروف رہے تب بھی کچھ نفعہ حاصل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ خدائے عز وجل کا طریقہ عطایہ ہے کہ وہ نفعہ، انعام وفیض ہمیشہ وسیلے سے ہی جاری فرماتا ہے۔ اس لیے مرید کے لیے لازم ہے کہ نہ صرف صحبت میں آمدورفت کو ضروری سمجھے بلکہ اس میں کثرت کو لازم رکھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز پیر مٹھا رحمت پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات مبارک میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحبت شیخ میں اس قدر آمدورفت ہو کہ پیر کے وطن کو اپنا وطن اور گھر سمجھنے لگے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اولیائے کاملین نے صحبت شیخ کے لیے محبت شیخ کو شرط اول قرار دیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر الفت ومحبت کے بغیر سالہا سال صحبت رہے تو بھی کوئی فائدہ برآمد نہ ہوگا۔ اس لیے مرید پر لازم ہے کہ فائدہ کے حصول کے لیے کامل محبت، مکمل توجہ اور یکسوئی

کے ساتھ پیر کی صحبت میں حاضری دے۔ اسی طرح ہی مرید اس نظر کیمیا کا مستحق ہو سکے گا جو تمام عمر کے لیے سعادت بن جائے گی۔ اسی لیے ہمیشہ مشتاق بن کر محبت کی حق ادائیگی بجا لانی چاہیے تاکہ اس نظر کیمیا کا مستحق بن پائے۔

ذکر کرنے کا طریقہ

ذکر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں جانب سینے کے اندر انسان کا دل واقع ہے۔ اس دل میں ذکر اسم ذات اللہ کا خیال رکھا جائے۔ جس طرح ہمیں پیاس لگتی ہے تو ہمارا خیال پانی کی طرف ہو جاتا ہے۔ مگر ہم زبان سے پانی پانی کا لفظ نہیں پکارتے۔ بس خیال سارا پانی کی طرف رہتا ہے۔ تو جس طرح پیاسے آدمی کا خیال و توجہ پانی کی طرف رہتا ہے اسی طرح یہ خیال دل میں پکانا چاہیے کہ میرا دل اللہ اللہ پکار رہا ہے۔ اس دوران زبان خاموش رہے بلکہ بہتر ہے کہ تالو کے ساتھ چسپاں رہے اور اس ذکر کا خیال ہر وقت و ہر لمحہ رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے نہ وضو کی شرط ہے، نہ جسم کے پاکائی کا شرط ہے، نہ لباس کے پاک ہونے کا شرط ہے۔ تنہائی بھی شرط نہیں ہے۔ چوبیس گھنٹے آپ اپنے کام میں مصروف رہیں۔ کاروبار کرتے رہیں، سفر میں ہوں یا حضر میں، بازار میں ہوں یا گھر میں۔ صرف دل میں یہ خیال ہونا چاہیے کہ دل اللہ اللہ پکار رہا ہے۔ اس دوران اگر کوئی دوسرا خیال آئے تو اسے دفع کریں۔ کیونکہ خود خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے رِجَالٌ اللہ تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ [1]۔ اللہ کے بندے وہی ہیں جن کو دنیاوی کام کاج اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا۔ تو اس طرح کا خیال چند دن رکھنے سے دل اللہ کے ذکر میں جاری ہو جاتا ہے اور اس ذکر کے کرنے سے دل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور دل میں خشیت و خوف خدا پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ

1۔ آیت ۳۷ سورۃ النور۔

والسلام پر عمل آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ احمد سعید نقشبندی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسم ذات کا ذکر اس طرح کرنا چاہیے کہ مرید وسالک زبان کو تالو سے لگائے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کردے۔ پھر جس بزرگ سے ذکر لیا ہے، ان کے متعلق یہ سمجھے کہ وہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر دل کی زبان سے اللہ، اللہ کہے، یعنی اللہ، اللہ کا مفہوم اپنے خیال میں رکھے اور یہ خیال کرے کہ میں اس ذات پر ایمان لایا جو تمام صفات کاملہ سے متصف ہے اور تمام صفاتِ ناقصہ سے پاکیزہ ہے۔ اکثر اوقات اسی ذکر پر ہمیشگی کرے یہاں تک کہ دل ذاکر ہو جائے[1]

حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

در ابتدا از ذکر گفتن چارہ نبود باید کہ متوجہ قلب صنوبری گردی کہ آں مضغہ ہمچوں حجرہ ایست مر قلبِ حقیقی را واسم مبارک اللہ را براں قلب گذاری و دریں وقت بقصد ہیچ عضوے را حرکت نہ دہی و بکلیت متوجہِ قلب نشینی و در متخلیہ صورتِ قلب را جاندہی و بآں ملتفت نباشی چہ مقصود توجہ بقلب است نہ تصویر صورت آں و معنیٰ لفظ مبارک اللہ را بیچونی و بے چگونی ملاحظہ نمائی و ہیچ صفت را باآں منضم نہ سازی۔

مکتوب نمبر ۱۹۰ دفتر اول حصہ سوم

یعنی ابتداءِ سلوک میں سالک کے لیے ذکر کے سوا کوئی چارہ نہیں، چاہیے کہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے کہ یہ گوشت کا ٹکڑا حقیقی قلب کے لیے حجرہ کی مانند ہے ۔اسم مبارک اللہ کو اسی قلب پر گذاریں اور اس وقت جان بوجھ کر کسی عضو کو حرکت نہ دیں بلکہ پوری طرح سے اپنے قلب کی طرف متوجہ ہونا چاہیے نہ کہ اس کی شکل وصورت کی طرف ،لفظ مبارک اللہ کے معنیٰ کو بے مثل و بے مثال سمجھتے ہوئے ملاحظہ کریں لیکن اسکے ساتھ بھی کسی صفت کو خیال میں لائیں۔

1۔ اربعہ انہار صفحہ ۷، ۸۔

ذکرِ قلبی

ذکر اللہ خواہ قلبی ہو یا زبانی انفرادی ہو خواہ اجتماعی اسکی فضیلت واہمیت مسلم ہے لیکن قرآن وحدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ذکرِ قلبی کی فضیلت بدرجہا ذکرِ زبانی سے زیادہ ہے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے پر خصوصی فضل فرمانا چاہے اور اپنے حضور اسے خوش قسمت بندہ لکھ دے اور اس کو یہ توفیق دے کہ ہر وقت زبانی ذکر بھی کرتا رہے اور اسکا دل بھی اسی کے موافق ذکر میں شاغل رہے اور اسے زبانی ذکر سے قلبی ذکر کی طرف ترقی حاصل ہو جائے۔ یہاں تک کہ اگر زبان خاموش ہو پھر بھی دل خاموش نہ ہو، اسی کو ذکرِ کثیر کہا جاتا ہے۔[1]

ذکر کی فضیلت میں بین الاقوامی شہرت کے حامل ایک اور محقق ومحدث حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کی ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے بہتر عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے رب کے نزدیک زیادہ پاکیزہ ہو، جو تمہارے اعمال میں سب

[1] اخبار الاخیار ۶۲ مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقِهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُاللّٰهِ
مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۹۸

سے بلند مرتبہ ہو، جو تمہارے سونا اور چاندی کے خیرات کرنے سے زیادہ اچھا عمل ہو، جو تمہارے لیے اس عمل سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمنوں سے مقابلہ کر کے انہیں قتل کرو اور وہ تمہارے گردنوں پر وار کریں؟ صحابہ عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

محدث کبیر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ الذِّكْرُ الْقَلْبِيُّ فَاِنَّهٗ هُوَالَّذِیْ لَهُ الْمَنْزِلَةُ الزَّائِدَةُ عَلٰى بَذْلِ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ لِاَنَّهٗ عَمَلٌ نَفْسِیٌّ وَفِعْلُ الْقَلْبِ الَّذِیْ هُوَ اَشَقُّ مِنْ عَمَلِ الْجَوَارِحِ بَلْ هُوَ الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ
(مرقاۃ المفاتیح صفحہ نمبر ۲۲ جلد ثالث

اس ذکر سے ذکر قلبی مراد ہے۔ یہی وہ ذکر ہے جس کا مرتبہ جان و مال خرچ کرنے سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ باطنی عمل ہے اور دل کا عمل ہے جو کہ دوسرے اعضاء کے اعمال سے نفس کے لیے زیادہ سخت ہے۔ بلکہ یہی جہاد اکبر ہے۔

ذکر قلبی کا اجر ستر گنا زیادہ ہے

محدث کبیر حضرت علامہ ملا علی قاری قدس سرہ نے اپنی مرتب کی ہوئی احادیث کی کتاب

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کے صفحہ ۳۴۲ جلد اول پر حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَفَضْلُ الذِكْرِ الخَفِيِّ الَّذِىْ لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَجَمَعَ اللّٰهُ الْخَلَائِقَ لِحِسَابِهِمْ وَ جَائَتِ الْحَفَظَةُ بِمَا حَفِظُوْا وَ كَتَبُوْا، قَالَ لَهُمْ اُنْظُرُوْا هَلْ بَقِىَ لَهٗ مِنْ شَئٍ فَيَقُوْلُوْنَ مَا تَرَكْنَا شَيْئًا اِلَّا وَقَدْ اَحْصَيْنَاهُ وَ كَتَبْنَاهُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِنَّ لَكَ عِنْدِىْ حَسَناً لَا تَعْلَمُهٗ وَاَنَا اَجْزِيْكَ بِهٖ وَهُوَ الذِكْرُ الْخَفِىُّ، كَذَا ذَكَرَهٗ السيوطى فى البدور السافرة

ذکر الرحمن صفحہ ۱۷

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مخفی ذکر کو انسان کے ساتھ رہنے والے فرشتے نہیں سنتے وہ ستر مرتبہ اس ذکر سے جس کو فرشتے سنتے ہیں یعنی زبانی ذکر سے فضیلت میں بڑھ کر ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو حساب کتاب کے لیے پیش ہونے کا ارشاد فرمائے گا تو جو کچھ فرشتوں کو یاد ہوگا یا جو انھوں نے لکھا ہوگا وہ سب لے آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا دیکھو اس بندہ کے اعمال میں سے کوئی چیز رہ تو نہیں گئی ہے؟ فرشتے عرض کریں گے کہ یا الٰہ العالمین جو کچھ ہم جانتے ہیں اور جو ہم نے یاد کیا وہ پوری طرح لکھ کر لے آئے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیگا تیری ایک نیکی میرے پاس موجود ہے جسے یہ فرشتے نہیں جانتے اور میں تجھے اس کا بدلہ ضرور دوں گا اور وہ نیکی

ذکر خفی ہے۔

حلقۂ ذکر و مراقبہ

صوفیاء کرام کے یہاں مراقبہ کے بہت سے طریقے رائج ہیں، ہمارے مشائخ طریقہ عالیہ نقشبندیہ غفاریہ بخشیہ میں جو مراقبہ مروج ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دل کو ادھر ادھر کے خیالات سے فارغ کر کے پورے اطمینان سے ذات باری تعالیٰ کی طرف اپنے شیخ کامل کے توسط سے متوجہ ہوا جاتا ہے یہ مراقبہ اجتماعی طور پر بھی کیا جاتا ہے اور انفرادی طور پر بھی۔ بزرگان دین کے یہاں ذکر کے لیے جمع ہوکر گول دائرہ کی شکل میں بیٹھ کر ذکر کرنا متقدمین سے لیکر آج تک مروّج رہا ہے اور یہ تمام سلاسل میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ بعض جہری ذکر کرتے اور بعض تلاوت قرآن مجید اور حمد و نعت کی صورت میں حلقہ ذکر قائم کرتے ہیں۔ مقصد سبھی کا ایک ہے یعنی کچھ دیر کے لیے دنیا و مافیہا سے تعلقات توڑ کر ہمہ تن اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہوا جائے۔

اس قسم کے حلقہء ذکر و مراقبہ کی اصل درج ذیل حدیث شریف ہے۔

عَنْ انس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ ۔ الجامع للترمذی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم جنت کے باغوں کے قریب سے گذرو تو خوب کھالیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جنت کے باغ کونسے ہیں؟ فرمایا ذکر کے حلقے یعنی گول دائرہ کی شکل میں بیٹھ کر ذکر کرنا۔

اس حدیث شریف کی شرح میں برصغیر پاک وہند کے مشہور محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔ ودر ایں حدیث دلیل است بر آں کہ تحلیق برائے ذکر مشروع است [1] اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ذکر کے لیے گول دائرہ بنانا شریعت مطہرہ کے مطابق ہے۔

ذکر اللہ کے لیے جمع ہونا، ذکر کرنا، سننا، بلکہ خاموشی سے ذکر والوں کی مجلس میں بیٹھنا بھی باعثِ برکت ونزولِ رحمت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ
رواہ مسلم مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۹۶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی قوم ذکر اللہ کے لیے بیٹھتی ہے تو ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر رحمت الٰہی چھا جاتی ہے اور ان پر اطمینان وسکون نازل ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کو اپنے مقرب فرشتوں میں یاد فرماتا ہے۔

مذکورہ احادیث سے حلقہ ومراقبہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے اسی لیے صوفیائے کرام نے اللہ تعالیٰ کے ذکر قلبی کی مشق کرنے اور اس کو جاری کرنے کے لیے مراقبہ کو نہایت اکسیر قرار دیا ہے۔ مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب فراغت ہو آنکھیں بند کرلیں اور اگر کپڑا میسر ہو تو اپنے سر ڈال لیں دل سے تمام خیالات محو کر کے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو موجود سمجھ کر یہ تصور کریں کہ اللہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کا فیض اللہ والوں کے سینوں سے ہوتا ہوا میرے قلب میں پہنچ رہا ہے۔ جس طرح ہم اندھیرے میں ٹارچ

---

[1] اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۰۰ جلد دوم۔

جلاتے ہیں تو اس سے روشنی کی شعاع نکلتی ہے جس کی وجہ سے سامنے ہر چیز واضح ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ تصور کریں کہ ایک نورانی شعاع ہمارے قلب میں پہنچ رہی ہے اور ہمارا قلب منور ہو رہا ہے۔ اس طریقے سے معرفت الٰہی کا راستہ سہل و آسان ہو جاتا ہے۔

مصنف قطب الارشاد حضرت الحاج فقیر اللہ علوی مراقبہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اَلْمَرَاقَبَةُ وَهِيَ اَشْرَفُ اَسْبَابِ الْوُصُوْلِ وَاَسْهَلُ طُرُقِ حُصُوْلِ الْمَعْرِفَةِ وَاَقْرَبُهَا وَهِيَ مُشْتَقَّةٌ مِنَ التَّرَقُّبِ وَهُوَ اِنْتِظَارُ الْمَطْلُوْبِ اَوْ مِنَ الرَّقِيْبِ وَهِيَ مُحَافَظَةُ الْقَلْبِ۔ (قطب الارشاد صفحہ ۵۶۱)

مراقبہ وصول الی اللہ کے اسباب میں زیادہ معتبر اور معرفۃ الٰہی کے حصول کا آسان اور قریب تر راستہ ہے، مراقبہ ترقب سے مشتق ہے اور اسکا مقصد ہے مطلوب حقیقی کا انتظار کرنا یا رقیب سے مشتق ہے اور اسکا مقصد ہے اپنے قلب کی حفاظت کرنا۔

حضرت خواجہ سعید احمد قدس سرہ فرماتے ہیں مراقبہ کا مادہ رقب ہے جسکا معنیٰ ہے انتظار کرنا اور مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ سالک بغیر ذکر اور بغیر رابطہء شیخ اپنے دل کو خیالات فاسدہ سے محفوظ رکھ کر پوری طرح اللہ تعالیٰ کے طرف دھیان رکھے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہر وقت ذات الٰہی کی طرف متوجہ رہے تاوقتیکہ بلاشرکت غیر، توجہ الی اللہ اسکی عادت بن جائے، اس کو حضور بھی کہتے ہیں اور ذکر سے مقصود بھی یہی ہے[1] اسی لیے حضرت مولانا عبد الرحمان جامی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے

شعر: نقشبند یہ عجب قافلہ سالار اند
برندہ پنہاں بحرم قافلہ را

---

[1] اربعہ انہار

مشائخ نقشبند قافلہ طریقت کے عجیب قائد ہیں کہ روحانیت کے مخفی راستے سے اپنے قافلہ کو بارگاہ الٰہی میں پہنچا دیتے ہیں۔

اصطلاحات طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

اے عزیز جاننا چاہیے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے چند اصول ہیں جن پر طریقہ عالیہ کا دارومدار ہے اوران پر عمل کیے بغیر نقشبندی سلسلہ کی نسبت حاصل نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ۔

اصطلاحات نقشبندیہ کے نام سے مشہوران پرتاثیر ومفید اصول میں سے ۱۔ہوش دردم ۲۔نظر برقدم ۳۔سفر دروطن ۴۔خلوت درانجمن ۵۔یادکرد ۶۔بازگشت ۷۔نگہداشت ۸۔یادداشت۔ یہ آٹھ اصطلاحات خواجہ خواجگان حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ [1] سے منقول ہیں، جبکہ انکے بعد تین اور اصطلاحات ۹۔وقوف زمانی ۱۰۔وقوف عددی اور ۱۱۔وقوف قلبی کا خواجہ خواجگان حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ [2] نے اضافہ فرمایا ہے۔اس طرح اصطلاحات سلسلہ نقشبندیہ کی تعداد گیارہ ہے۔

تشریح اصطلاحات

۱۔ہوش دردم: ہوش دردم کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی ہر سانس کے متعلق ہوشیار و بیدار رہے کہ خدا کی یاد میں صرف ہوا یا غفلت میں اور یہ کوشش کرے کہ ایک سانس بھی اس کی یاد سے غفلت میں نہ گذرے۔اس لیے چاہئے کہ ہر ساعت کے بعد اس طرح غور کرتا رہے تاوقتیکہ اسے دائمی حضور حاصل ہوجائے۔غور کرنے پر اگر کبھی غفلت معلوم

---

[1] المتوفی ۵۷۸ ہجری۔ [2] المتوفی ۷۹۱ ہجری

ہوتو استغفار کرے اور آئندہ کے لیے توبہ کرے اور اس سے بچنے کا پختہ ارادہ کرلے۔

دم بدم دم راغنیمت دان وہمدم شو بدم

واقفِ دم باش دردم ہیچ دم بیجا مدم

ہروقت ہر سانس کوغنیمت جان اور دم کے ساتھ ہمدم ہوجا۔ اپنے ہر ایک سانس سے باخبر رہ کوئی ایک سانس بھی بے مقصد نہ لے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ''اس طریقہ کا دارومدار ہی دم یعنی سانس پر ہے۔ سانس اندر آتے یا باہر جاتے وقت غفلت میں ضایع نہ ہونے پائے۔ ہر ایک سانس حضورِ دل سے ہو''

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کا ذاتی عمل کیا تھا اور انہوں نے کس طرح اپنے دم کی حفاظت کی، اس بارے میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ تحفۃ الاحرار میں فرماتے ہیں:

کم زدہ بے ہمدمی وہوش دم

درنگذشتہ نظرش از قدم

بس زخود کردہ بسرعت سفر

باز نماندہ قدمش از نظر

یعنی حضوری اور غور کے سوا کم ہی سانس لیے تھے، انہوں نے قدم سے آگے اپنی نظر نہ بڑھائی تو جلدی سے آگے کا سفر شروع کیا اور ان کا قدم رکا نہ رہا بلکہ قرب الٰہی حاصل کرلیا۔

۲۔ نظر برقدم: نظر برقدم سے یہ مراد ہے کہ سالک چلتے پھرتے وقت اپنی نظر پاؤں پر یا اسکے قریب رکھے۔ آگے دور دور تک بلاوجہ نہ دیکھے اور بیٹھنے کی صورت میں اپنے

سامنے دیکھے دائیں یا بائیں نہ دیکھے۔ نہ ہی عام لوگوں کی بات چیت کی طرف متوجہ ہو کہ ممکن ہے ادھر ادھر دیکھنے سے کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے یا نامناسب کلام سن لے اور اس طرف متوجہ ہو جائے اور مقصد اصلی سے توجہ ہٹ جائے جو کہ بہت بڑا خسارہ ہے۔

شرع شریف میں بحالت نماز قیام کے وقت سجدہ کی جگہ اور رکوع میں پشت قدم اور سجدہ میں ناک کی چوٹی پر اور قعدہ میں اپنی جھولی پر نظر رکھنے کا حکم بھی اس لیے ہے کہ نمازی کو جمعیۃ قلبی حاصل رہے اور اسکے خیالات منتشر نہ ہونے پائیں۔

ایک مفید نقل: حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ ہمیشہ سر جھکائے رہتے تھے یہاں تک بعض لوگ یہ خیالات کرتے تھے کہ شاید آپ نابینا ہیں، حضرت مسعود رضی اللہ عنہ جن کے گھر بیس برس سے آتے جاتے تھے، ان سے فرماتے تھے بخدا اے ربیع اگر رسول اللہ ﷺ آپکو دیکھتے تو بہت خوش ہوتے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے بزرگوں کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے چالیس چالیس برس تک سر اٹھا کر آسمان کی طرف نہ دیکھا۔

صوفیاء کرام کے دیگر اعمال کی طرح نظر بر قدم کا یہ عمل بھی قرآن مجید سے ثابت ہے ارشاد خداوندی ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔ اے پیغمبر ﷺ آپ مسلمانوں سے فرما دیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

وقت رفتن بر قدم باید نظر
ہست سنت خیرِ البشر
اندریں حکمت بس است و بے شمار
دیدہ خواہد طالبِ حق آشکار

ترجمہ: چلتے وقت نظر پاؤں پر ہونی چاہیے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں، جن کو طالب ظاہر ظہور دیکھے گا۔

شیخ العرب والعجم حضرت پیر فضل علی قریشی مسکین پوری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ہر وقت نظر بر قدمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہے یعنی ہر لمحہ شریعت وسنت پیش نظر ہو اور تمام حرکات وسکنات اخلاق وعادات سنت نبویہ کے مطابق ہوں اور یہی طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی امتیازی علامت ہے۔

۳۔ سفر در وطن: سفر در وطن سے باطنی وروحانی سفر مراد ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ سالک گھر بیٹھے بری بشری صفات مثلاً حسد، تکبر، کینہ، حب جاہ ومال وغیرہ کو ترک کر کے مَلکی یعنی فرشتوں والی صفات مثلاً صبر شکر، رضا بالقضا، اعمالِ صالحہ اور ان میں اخلاص اختیار کر لے۔ ایسا کرنے سے غیر اللہ کی محبت دل سے ختم ہو جائیگی اور روحانی ترقی حاصل ہو گی۔ اگر کبھی دل میں غیر کی محبت معلوم ہو تو اس کو اپنے لیے خسارہ کا باعث جان کر کلمہ ''لا'' سے اسکی نفی کرے اور الا اللہ کے کلمہ مبارکہ سے محبت الٰہی کا اثبات کرے اور پھر سے اپنے خالق ومالک ومولیٰ عزوجل کی طرف متوجہ ہو جائے اور گھر بیٹھے قرب الٰہی سے لطف اندوز ہو، بقول مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی

آئینہء صورت از سفر دور است

کآں پذیرائے صفت از نور است

ترجمہ: آئینہ صورت کی طرف سفر نہیں کرتا کیونکہ صورت کا قبول کرنا اسکی اپنی صفائی اور نورانیت کے سبب سے ہے۔ یہ تو ایک مشاہدہ کی بات ہے کہ کوئی بھی صورت منعکس کرنے کے لیے خود آئینہ کسی کے پاس نہیں جاتا۔ اگر آئینہ صاف وشفاف ہے تو جو بھی شکل وصورت اسکے سامنے آجائے گی اس میں نقش دکھائی دیگی۔ اسی طرح دل کا آئینہ بھی اگر موجودات کے تصورات کی آلائشوں سے پاک وصاف ہو گا تو گھر بیٹھے محبوب حقیقی جل وعلیٰ کی تجلیات کا اس پر نزول ہو گا اور وہ دل حدیث نبویہ قَلبُ المُؤمِنِ

بَیْتُ اللّٰہِ۔ کہ مؤمن کا دل خدا کا گھر ہے، کے مطابق خدا کا گھر بن جائے گا۔

سیدی ومرشدی سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے اپنے دل میں مال ودولت اور خواہشات نفسانیہ کو جگہ دی تو بمطابق ''و لے سلطان محبوباں غیور است'' یعنی محبوبوں کا سردار بہت غیرت مند ہے، تو اس دل میں مالک کون ومکان، خالق انس وجان رب العزۃ جل تعالیٰ سبحانہٗ کا ٹھکانا نہیں ہوسکتا اور اس دل کو قلب المؤمن بیت اللہ کا شرف حاصل نہیں ہوسکتا۔ البتہ اس صورت میں یہ ممکن ہے کہ دل میں یاد الٰہی ہو اور اس میں ذرہ برابر بھی غیر اللہ کی محبت والفت نہ ہو، ساتھ ہی اسکے پاس مال و دولت بھی ہو لیکن اسکا دل اسکی محبت سے خالی ہو۔

فائدہ: یاد رہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ والرضوان کی محبت اور اسی طرح اگر کسی اور چیز یا شخص سے محبت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے تو وہ غیر اللہ کی محبت میں شمار نہیں ہوگی۔ بلکہ انکی صحبت ومحبت باطنی ترقی اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ مفسر قرآن علامہ صاوی علیہ الرحمۃ آیت نمبر ۳۵ سورہ مائدہ کے تحت لکھتے ہیں وسیلہ جس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی محبت، صدقات وخیرات، اہل اللہ کی زیارت، کثرۃ دعا، صلہ رحمی، کثرۃ ذکر وغیرہ یہ سبھی وسیلہ میں سے ہیں [1]۔ مقصد یہ ہے کہ جس چیز سے اللہ کا قرب حاصل ہو اس کو لازم پکڑو اور جو اس سے دور کرے اس سے دور رہو۔

۴۔ خلوۃ در انجمن: اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک کا دل ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہے، خواہ خاموش ہو یا بات چیت کر رہا ہو یا کھا پی رہا ہو، لیکن اس کا دل پلک جھپکنے کی دیر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ بزرگان دین فرماتے ہیں: اَلصُّوفِی کَائِنٌ فِی

---

[1] تفسیر صاوی صفحہ ۲۶۵ جزء اول۔

الخَلُقِ بِحَسُبِ الظَاهِرِ وَبَائِنٌ عَنِ الخَلُقِ بِحَسُبِ البَاطِن ۔یعنی صوفی وہ ہے جو ظاہر میں تو لوگوں سے میل جول رکھتا ہو لیکن اس کا باطن مخلوق سے بالکل جدا ہو۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ رِجَالٌ لَاتُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ 1 وہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی، اسی مذکورہ حالت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ آیت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس میں انکے ہر وقت ذکر کرنے اور متوجہ الی اللہ رہنے کا ذکر اور ساتھ ہی بعد والوں کے لیے اسکی ترغیب ہے۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک اور شیخ حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

شعر: از دروں شو آشنا واز بروں بیگانہ اش
ایں چنیں زیبا روش کم مے شود اندر جہاں

ترجمہ: اپنے باطن کے متعلق باخبر رہ اور بیرونی اشیاء سے بے خبر ہو جا کیونکہ ایسی عمدہ وصف جہاں میں کم ہی پائی جاتی ہے۔ مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت شاہِ نقشبند قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ آپکے طریقہ کی بنیاد کس چیز پر ہے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا خلوت در انجمن پر یعنی ظاہر باخلق اور باطن باخدا ہونے پر ہمارے طریقہ عالیہ کا مدار ہے۔

سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ ذکر قلبی کی تلقین کے وقت عموماً یہ ارشاد فرماتے تھے دست بکار و دل بیار۔ یعنی ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں لیکن دل محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ مزید فرماتے تھے کہ ہاتھوں سے جائز و حلال

---

1 آیت ۳۷ سورہ النور

طریقہ پر خواہ چوبیس گھنٹے تجارت، زراعت، ملازمت یا مزدوری کرتے رہو مگر تمہارے دل میں ہر وقت یہ خیال رہے کہ میرا دل ذکر کر رہا ہے اللہ، اللہ۔۔۔۔۔

از بروں در میانِ بازارم

واز دروں خلوتے است بایارم

ترجمہ: میرا جسم تو بازار میں ہے لیکن میرا باطن اپنے یار یعنی اللہ رب العزت کے ساتھ ہے۔

۵۔ یاد کرد: یاد کرد کا مطلب یہ ہے کہ سالک کو مرشد کامل نے جس طرح بھی ذکر اسم ذات کی تلقین کی ہو، اسی کے مطابق ذکر میں مشغول رہے۔ خواہ وہ ذکر قلبی ہو یا جہری یا نفی و اثبات۔ اس میں سستی و کوتاہی نہ کرے۔ دل کی محبت اور لگن کے ساتھ مسلسل ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ حضورِ حق تعالیٰ حاصل ہو جائے۔

ذکر کن ذکر کن تا ترا جان است

پاکئے دل ز ذکرِ رحمان است

ترجمہ: ذکر کرتے رہو، ذکر کرتے رہو جب تک تمہاری جان میں جان ہے۔ دل کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

آیہ کریمہ وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ [1]۔ کہ اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ کامیابی و کامرانی کا مدار ذکر اللہ پر ہے۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں اَنَّ الۡمَقۡصُوۡدَ مِنَ الذِّكۡرِ اَنۡ يَّكُوۡنَ الۡقَلۡبُ دَائِمًا حَاضِرًا مَعَ الۡحَقِّ بِوَصۡفِ الۡمَحَبَّةِ وَالتَّعۡظِيۡمِ لِاَنَّ الذِّكۡرَ طَرۡدُ الۡغَفۡلَةِ [2]۔ یعنی ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور محبت اور تعظیم کے اوصاف کے ساتھ

---

[1] آیت ۱۰ سورہ الجمعۃ۔ [2] قطب الارشاد صفحہ ۵۶۳۔

حاضر رہے، اس لیے کہ ذکر نام ہی غفلت دور کرنے کا ہے۔

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باش دائم اے پسر در یادِ حق

گر خبر داری زعدل وداد حق

ترجمہ: اے صاحبزادہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کا علم ہے تو چاہیے کہ ہر وقت اسے یاد کرتا رہ۔

٦۔ بازگشت: یعنی رجوع کر لینا اور اسکا مطلب یہ ہے سالک کچھ دیر ذکر کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں یہ مناجات کرے

خداوندا مقصود ما توئی ورضائے تو

محبت معرفت خود مرا بدہ

ترجمہ: الٰہی میرا مقصود تو اور تیری رضا ہے، مجھے اپنی محبت ومعرفت عطا کردے۔ یہ کلمات دل ہی دل میں کمال عجز وانکساری سے کہے، تاکہ ذکروفکر سے جو سرور یا نور حاصل ہوا ہو اس پر طالب مغرور نہ ہو، نہ ہی اسکو اپنا مقصود سمجھ لے، بلکہ محبت ورضائے الٰہی کے لیے کوشاں رہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے برادر بے نہایت در گہے است

ہر چہ بروے می رسی دروے مأیست

ترجمہ: بھائی جانُ یہ بے انتہا درگاہ ہے جس مقام پر بھی تو پہنچے وہاں کھڑا نہ رہ جا بلکہ آگے بڑھتا رہ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد مرشد قدس سرہٗ سے سنا ہے کہ ذکر میں باز گشت شرط عظیم ہے، لائق نہیں کہ سالک اس سے غافل رہے، ہم نے جو کچھ پایا اسی کی برکت سے پایا ہے۔

۷۔ نگہداشت: نگہداشت کا مطلب یہ ہے کہ سالک ذہنی تصورات اور وسوسوں کو دل سے نکال باہر کردے اور ہر وقت ان خیالات وخطرات کے دل میں آنے سے بیدار وہوشیار رہے تاکہ کوئی خطرہ دل میں جاکر گھر نہ بنالے کہ پھر اس کے نکالنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ جب بیرونی خطرات وخیالات کا آنا ختم ہوجائے گا تو سالک کو ملکہ جمعیۃ وطمانیت یعنی ایک طرح سے سکون وفرحت حاصل ہوجائے گی اور وہ فناء قلب کا مقام حاصل کرلیگا۔ البتہ اگر پھر بھی خیالات پیدا ہوں یا زائل نہ ہوں تو سالک کو چاہیے کہ ذکر اللہ میں محو ہوجائے اور اپنے شیخ کامل ومکمل کا تصور کرلے تو انشاء اللہ تعالیٰ غیر کے خیالات اور وسوسوں سے چھٹکارہ حاصل ہوجائے گا۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں، سالک کو چاہیے کہ خطرہ وخیال کو ابتداء ہی سے روک دے ورنہ جب یہ ظاہر ہوجائیں گے تو نفس ان کی طرف مائل ہوجائے گا اور جب نفس میں انکا اثر مضبوط ہوجائے گا تو پھر ان کا دور کرنا بہت مشکل ہوجائے گا۔

نگہداشت کا ملکہ حاصل ہوجانے کے بعد سالک نہ فقط غیر کے خیالات و خطرات سے دور رہتا ہے، بلکہ بعض اوقات اسے اپنی جان تک کا علم نہیں رہتا چنانچہ خواجہء خواجگان حضرت پیر مٹھا رحمت پوری رحمۃ اللہ علیہ [1] کے متعلق مشہور ہے کہ تبلیغ دین اور وعظ ونصیحت میں آپ اس قدر محو ومستغرق رہتے تھے کہ آپ کو گرمی، سردی، بھوک وپیاس کا کوئی

[1] المتوفی ۸ شعبان ۱۳۸۴ ہجری

احساس نہیں رہتا تھا اسی برس کے قریب عمر اور خوراک صرف یہ تھی کہ چوبیس گھنٹوں میں فقط ایک چھٹانک آٹے کی روٹی، پھر بھی تبلیغ دین کا اس قدر جذبہ کہ نماز فجر کے بعد جو وعظ شروع فرماتے دوپہر کے ایک دو بج جاتے، بعض اوقات تو نماز ظہر ادا کر کے ہی دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

۸۔ یادداشت: نگہداشت کی مسلسل کوشش کے بعد سالک کا قلب بلا تکلف خود بخود بے مثل و بے مثال ذات حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور وہ آیت مبارکہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔ اسے یادداشت کہتے ہیں اور یادداشت کا ملکہ حاصل ہو جانے کے بعد سالک کا دل ذکر حق میں اس قدر محو و مستغرق ہو جاتا ہے کہ خیالات کو پراگندہ و منتشر کرنیوالی چیزوں کا دل پر گذر بھی نہیں ہوتا۔

۹۔ وقوف زمانی: وقوف زمانی سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے نفس کا جائزہ لیتا رہے اور ہر ساعت کے بعد غور سے دیکھے اگر گذشتہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گذرا ہو تو شکر کرے اور اگر غفلت ہوئی ہو تو توبہ و استغفار کرے اور آئندہ کے لیے اس سے بچنے کا پختہ ارادہ کر لے اور کبھی بھی شرعی حدود سے باہر قدم نہ رکھے۔ ارشاد خداوندی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ [1] یعنی ہر جان دیکھ لے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔ میں اسی جانب اشارہ ہے۔

سیدنا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، آپ نے فرمایا حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَزِنُوْا قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا وَاسْتَعِدُّوْا لِلْعَرْضِ الْاَکْبَرِ۔

---

[1] سورۃ الحشر۔ آیت نمبر ۱۸۔

ترجمہ: محاسبہ کیے جانے سے پہلے اپنا محاسبہ خود کرلو اور وزن کیے جانے سے پہلے خود وزن کرلو اور تیار ہوجاؤ عرض اکبر یعنی قیامت کے دن کے واسطے جہاں تم سے حساب لیا جائے گا اور تمہارے اعمال تولے جائیں گے۔

۱۰۔ وقوف عددی: ذکر نفی واثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے کو وقوف عددی کہتے ہیں یعنی ایک ہی سانس میں تین سے لیکر اکیس مرتبہ تک کسی بھی طاق عدد پر سانس لے لے، ابتداء کم عدد مثلاً تین یا پانچ سے کرے اور آہستہ آہستہ تعداد بڑھاتا جائے۔ اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ کہ اللہ طاق یعنی ایک ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ اس حدیث کے مطابق طاق عدد جفت سے افضل ہے۔ عدد کی رعایت اس لیے کی جاتی ہے کہ خیالات ادھر ادھر نہ بھٹکیں بالفرض اگر اکیس عدد تک پہنچنے کے باوصف اسکے اثرات ظاہر نہ ہوں تو چاہیے کہ پھر سے ذکر نفی واثبات شروع کرے۔

۱۱۔ وقوف قلبی: وقوف قلبی کا مطلب یہ ہے کہ سالک ہر دم اپنے دل کی طرف جو بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلہ پر واقع ہے، متوجہ رہے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی جناب میں دل کی ایسی آگاہی اور حاضری کا نام وقوف قلبی ہے جسکی بدولت دل کو حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ نے حبس دم اور عدد طاق کی رعایت کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا، مگر وقوف قلبی کو ذکر کے لیے ضروری قرار دیا ہے، اس لیے کہ بغیر وقوف قلبی کے غفلت کا دور ہونا مشکل ہے اور غفلت کے ساتھ کیا جانے والا عمل بے اثر ہوتا ہے۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر   ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ: تمہاری زبان پر تسبیح اور دل میں گائے اور گدھے کے خیالات ہیں اس قسم کی تسبیح کیا اثر رکھے گی۔

اسباق طریقہ عالیہ نقشبندیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ احمد سعید قدس سرہ اربع انہار میں قیوم ربانی حضرت مجدد الف ثانی نوّر اللہ مرقدہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

لطائف عشرہ

انسان دس لطائف سے مرکب ہے جن میں سے پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے اور پانچ کا تعلق عالمِ خلق سے ہے۔

لطائف عالم امر یہ ہیں ۔۱۔قلب ۲۔روح ۳۔سر ۴۔خفی ۵۔اخفیٰ

لطائف عالمِ خلق یہ ہیں ۱۔لطیفہء نفس اور لطائف عناصر اربعہ یعنی ۲۔آگ ۳۔پانی ۴۔مٹی ۵۔ہوا۔

لطائف عالم امر کے اصول (مرکز) عرش عظیم پر ہیں اور لامکانیت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان جواہر مجردہ[1] کو انسانی جسم کے چند جگہوں پر امانت رکھا ہے۔

دنیوی تعلقات اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لطائف اپنے اصول کو بھول جاتے ہیں، یہاں تک کہ شیخ کامل و مکمل کی توجہ سے یہ اپنے اصول سے آگاہ وخبردار ہوجاتے ہیں اور انکی طرف میلان کرتے ہیں۔ اسوقت کشش الٰہی اور قرب ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی اصل تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اصل کی اصل تک، یہاں تک کہ اس

---

1 بلامادہ خالص نورانی لطائف

خالص ذات یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں جوصفات وحالات سے پاک ومبرّا ہے۔ اسوقت ان سالکین کو کامل فنائیت اور اکمل بقا حاصل ہو جاتی ہے۔

اصلاح لطائف

مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کے یہاں باطن کی صفائی کے لئے سب سے پہلے لطائف عالمِ امر کی اصلاح کا معمول ہے اور اسکے لئے ان حضرات نے تین طریقے مقرر فرمائے ہیں:

طریق اول: ذکر

طریقِ دوم: مراقبہ

طریقِ سوم: رابطہ شیخ

سالکِ طریقت جس قدر ان امور کا زیادہ اہتمام کریگا اسی قدر سلوکِ طریقت میں اسے ترقی حاصل ہوگی اور جس قدر ان امور میں کوتاہی کریگا اسی قدر باطنی راستہ طے کرنے میں اسے تاخیر ہوگی۔

طریق اول: ذکر

ذکر کے دو قسم ہیں۔ اول ذکر اسم ذات۔ دوم ذکر نفی واثبات۔ ذکر اسم ذات کے اسباق یہ ہیں:

سبق اول: ذکر لطیفۂ قلب

وضاحت: دل انسان کے جسم میں بائیں پستان کے نیچے دو انگشت پاکے فاصلہ پر قدرے پہلو کی جانب واقع ہے، (اسلئے ہمارے مشائخ تلقین ذکر کے وقت اس مقام پر انگشت شہادت رکھ کر تین مرتبہ اسم ذات اللہ، اللہ، اللہ، کہتے ہوئے سالک کے دل پر

خصوصی توجہ فرماتے ہیں) ذکر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سالک اپنے دل کو دنیوی خیالات وفکرات سے خالی کر کے ہروقت یہ خیال کرے کہ دل اسم مبارک اللہ، اللہ کہہ رہا ہے۔ زبان سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ زبان تالو سے چسپاں رہے اور سانس حسب معمول آتا جاتا رہے، بس اس طرح اپنے خالق و مالک کی طرف دل کا توجہ ہونا چاہیئے، جس طرح ایک پیاسا آدمی زبان سے تو پانی پانی نہیں کہتا لیکن اسکا دل پانی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

بیشک دنیا کے کام کاج کرتے رہیں اس سے کوئی منع نہیں لیکن دست بکار و دل بیار کے مصداق دل کا توجہ اور خیال ہروقت اپنے خالق و مالک کی طرف رہے۔ یوں سمجھے کہ فیضان الٰہی کا نور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اطہر سے ہوتا ہوا پیرومرشد کے سینہ سے میرے دل میں آرہا ہے اور گناہوں کے زنگ و کدورات ذکر کی برکت سے دور ہورہے ہیں۔ اگر ادھر اُدھر کے خیالات دل میں آئیں تو انکو دور کرنے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ تھوڑا ہی عرصہ اس طریقہ پر محنت و توجہ کرنے سے دل ذاکر ہوجائیگا اور جب دل ذاکر ہوگیا تو سوتے جاگتے، کھاتے پیتے ہروقت دل ذکر اللہ، اللہ، کرتا رہے گا۔

فائدہ: لطیفہء قلب جاری ہونے کی ظاہری علامت یہ ہے کہ سالک کا دل نفسانی خواہشات کی بجائے محبوب حقیقی کی طرف متوجہ ہوجائے۔ غفلت دور ہو اور شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرنیکا شوق پیدا ہو۔

ذکر جاری ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اسکا دل حرکت کرنے لگے یا اسے کشف ہونے لگے بلکہ ان چیزوں کے درپے ہونا سالک کے لئے مفید نہیں۔ سالک کا اول و آخر مقصد رضائے الٰہی ہونا چاہیئے نہ کہ کشف و کیفیات کا حصول۔

جب سالک کا لطیفہ قلب جاری ہوجاتا ہے تو پیرومرشد مذکورہ طریقہ پر لطیفہء روح کی تلقین فرماتے ہیں۔

سبق دوم: ذکر لطیفہء روح: لطیفہء روح کا مقام داہنے پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلہ پر قدرے پہلو کی جانب واقع ہے۔ سالک کو چاہئے کہ اس مقام پر بھی اسمِ ذات اللہ، اللہ کا توجہ و خیال کرے۔ لطیفہء روح جاری ہونے سے باطن کی مزید صفائی ہوتی ہے۔

فائدہ: لطیفہ روح جاری ہونے کی علامت یہ ہے کہ طبیعت میں صبر کی وصف پیدا ہوتی ہے اور غصہ پر قابو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

سبق سوم: ذکر لطیفہء سرّ: لطیفہء سر کی جگہ بائیں پستان کے برابر دو انگشت سینہ کی جانب مائل ہے۔ اس لطیفہ میں بھی اسمِ ذات اللہ کا خیال رکھنے سے ذکر جاری ہو جاتا ہے اور مزید باطنی ترقی حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ: لطیفہ سر جاری ہونے کی علامت یہ ہے کہ ذکر کے وقت عجیب و غریب کیفیات کا ظہور ہوتا ہے۔ حرص و ہوس میں کمی اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

سبق چہارم: ذکر لطیفہء خفی: لطیفہء خفی کا مقام داہنے پستان کے برابر دو انگشت وسط سینہ کی جانب ہے۔ اس لطیفہ کے ذکر کے وقت یَا لَطِیۡفُ اَدۡرِکۡنِیۡ بِلُطۡفِكَ الۡخَفِیِّ پڑھنا مفید ہے۔

فائدہ: اس لطیفہ کے جاری ہونے کی علامت یہ ہے کہ صفات رذیلہ حسد و بخل سے بیزاری حاصل ہو جاتی ہے۔

سبق پنجم: ذکر لطیفہ اخفیٰ: اس لطیفہ کا مقام وسط سینہ ہے۔ سابقہ لطائف کی طرح اس لطیفہ میں بھی ذکر کا تصور و خیال کرنا چاہئے۔

فائدہ: ذکر لطیفہ اخفیٰ کرنے سے فخر وتکبر وغیرہ زائل ہو جاتے ہیں اور یہی لطیفہ اخفیٰ جاری ہونے کی علامت ہے۔ نیز سالک کو چاہیئے کہ لطائف میں ترقی کے ساتھ ساتھ پہلے والے لطائف پر بھی علاحدہ علاحدہ ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ تمام لطائف جاری ہو جائیں۔

سبق ششم: ذکر لطیفہ نفس: لطیفہ نفس کی جگہ وسط پیشانی ہے۔ اس لطیفہ میں بھی سابقہ لطائف کی طرح ذکر کا خیال ہی کرنا ہے۔

فائدہ: لطیفہ نفس کی اصلاح کی علامت یہ ہے کہ سالک ذکر کی لذت میں اس قدر محو ہو جاتا ہے کہ نفس کی رعونت وسرکشی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

سبق ہفتم: ذکر لطیفہ قالبیہ: اس لطیفہ کا دوسرا نام سلطان الاذکار ہے اسکا مقام وسط سر ہے۔ اسلئے اسکی تعلیم دیتے وقت مشائخ وسط سر یعنی دماغ پر انگلی رکھ کر اللہ، اللہ کہتے ہوئے توجہ دیتے ہیں، جس سے بفضلہٖ تعالیٰ تمام بدن ذاکر ہو جاتا ہے اور جسم کے روئیں روئیں سے ذکر جاری ہو جاتا ہے۔

فائدہ: لطیفہ قالبیہ جاری ہونے کی ظاہری علامت یہ ہے کہ جسم کا گوشت پھڑکنے لگتا ہے، کبھی بازو کبھی ٹانگ اور کبھی کسی اور حصہ جسم میں حرکت محسوس ہوتی ہے۔ بعض اوقات تو پورا جسم حرکت کرتا محسوس ہوتا ہے۔

سبق ہشتم: ذکر نفی واثبات: توجہ وخیال کی زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ذکر کو نفی واثبات کہتے ہیں۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ سالک پہلے اپنے باطن کو ہر قسم کے خیالات ماسویٰ اللہ سے پاک وصاف کرے، اسکے بعد اپنے سانس کو ناف کے نیچے روکے اور محض خیال کی زبان سے کلمہ لا کو ناف سے لیکر اپنے دماغ تک لے جائے، پھر لفظ اِلٰـــهَ کو دماغ سے

دائیں کندھے کی طرف نیچے لے آئے اور کلمہ اِلَّا اللّٰہُ کو پانچوں لطائف عالم امر میں سے گذار کر قوت خیال سے دل پر اس قدر ضرب لگائے کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچ جائے۔ اس طرح ایک ہی سانس میں چند مرتبہ ذکر کرنے کے بعد سانس چھوڑتے ہوئے خیال سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے، ذکر نفی واثبات کے وقت کلمہ طیبہ کی معنیٰ کہ سوائے ذات پاک کے کوئی اور مقصود و معبود نہیں، کا خیال رکھنا اس سبق کے لئے شرط ہے۔ کلمہ لا ادا کرتے وقت اپنی ذات اور تمام موجودات کی نفی کرے اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کا اثبات کرے۔

فائدہ: ذکر نفی واثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنا بہت ہی مفید ہے۔ اس طور پر کہ سالک ایک ہی سانس میں پہلے تین بار پھر پانچ بار اس طریقہ پر یہ مشق بڑھاتا جائے یہاں تک کہ ایک ہی سانس میں اکیس بار یہ ذکر کرے۔ البتہ یہ شرط و لازم نہیں ہے۔ طاق عدد کی اس رعایت کو اہل تصوف کی اصطلاح میں وقوف عددی کہا جاتا ہے۔ نیز چاہیئے کہ ذکر کے وقت بزبان حال کمال عجز وانکساری سے بارگاہ الٰہی میں یہ التجا کرے۔

خداوندا مقصود من توئی و رضائے تو محبت و معرفت خود مرا بدہ۔

ترجمہ: الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور میں تیری ہی رضا کا طالب ہوں۔ تو مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔

چونکہ ذکر نفی واثبات میں غیر معمولی حرارت وگرمی ہوتی ہے، اسلئے ہمارے مشائخ عموماً سردی کے موسم میں اسکی اجازت دیتے تھے۔ جبکہ بعض لوگوں کو سردیوں میں بھی سانس روکنا دشوار ہوتا ہے، ایسے لوگوں کو سانس روکے بغیر اور بلا رعایت تعداد ذکر نفی واثبات کی اجازت دی جاتی ہے۔

چونکہ ذکر نفی و اثبات تمام سلوک کا خلاصہ اور مکھن ہے اور اس سے غیر کے خیالات کی نفی، محبت الٰہی میں اضافہ اور قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے تو اس سے بعض اوقات تو کشف بھی حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا سالک کو چاہئے کہ اسکے حصول کی پوری طرح کوشش کرے۔ اگر کچھ عرصہ ذکر کرنے کے باوجود مذکور فوائد حاصل نہ ہوں تو سمجھے کہ میرے عمل میں کسی قسم کی کمی رہ گئی ہے۔ لہٰذا پھر سے بتائے گئے طریقے کے مطابق ذکر شروع کرے۔

نیز مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس ذکر کے دوران اعتدال طبع کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ مرغن غذا اور ہضم کے مطابق دودھ استعمال کرنا چاہئے تا کہ گرمی کی وجہ سے دماغ میں خشکی پیدا ہو کر ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔

سبق نہم: ذکر تہلیل لسانی: ذکر تہلیل لسانی کا طریقہ بعینہ وہی ہے جو ذکر نفی و اثبات میں بیان ہوا۔ فرق یہ ہے کہ اس میں سانس نہیں روکا جاتا اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر زبان سے کیا جاتا ہے۔

فائدہ: رات اور دن میں کم از کم گیارہ سو مرتبہ کلمہ طیبہ کا یہ ذکر کیا جائے۔ اسکی اعلیٰ تعداد پانچ ہزار ہے۔ اس سے زیادہ جتنا چاہے کلمہ شریف کا یہ ورد کرے۔ اس سے زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ ایک ہی وقت میں یہ تعداد مکمل کرنا بھی ضروری نہیں اور نہ ہی باوضو ہونا شرط ہے۔ البتہ باوضو ہونا بہتر ہے۔ رات اور دن میں جب چاہے حضور قلب کے ساتھ معنی کا خیال کر کے ذکر کیا جائے۔

ذکر تہلیل لسانی سے حضور قلب حاصل ہوتا ہے اور لطائف کو اپنے موجودہ مقامات سے اوپر کی طرف ترقی حاصل ہوتی ہے اور غیر کے خطرات و خیالات کی نفی ہوتی ہے۔ بعض اوقات واردات کا نزول بھی ہوتا ہے۔

طریق دوم مراقبہ

لطائف عالم امر کی اصلاح کا دوسرا طریقہ مراقبہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ذکر اور رابطہ شیخ کے سوا تمام خیالات وخطرات سے دل کو خالی کر کے رحمت الٰہی کا انتظار کیا جائے۔ اسی انتظار کا نام مراقبہ ہے۔ چونکہ فیض ورحمت الٰہی کا نزول لطائف پر ہوتا ہے[1] اسلئے لطائف کی مناسبت سے ان مراقبات کے نام بھی جدا جدا اور انکی نیات بھی مختلف ہیں۔

سبق دہم: مراقبہ احدیت: مراقبہ احدیت کی نیت کرتے وقت سالک دل میں یہ پختہ خیال رکھے کہ میرے لطیفہ قلب پر اس ذات والاصفات سے فیض آرہا ہے جو اسم مبارک اللہ کا مسمیٰ (مصداق) ہے۔ وہی جامع جمیع صفات کمال ہے اور ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ یہ خیال کر کے فیض الٰہی کے انتظار میں بیٹھ جائے۔ اس مراقبہ سے سالک کو حق تعالیٰ کا حضور اور اسکے ماسوا سے غفلت حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ: مراقبہ احدیت کے بعد ولایت صغریٰ کے مراقبات مشارب کا مقام آتا ہے جسے دائرہ ممکنات بھی کہا جاتا ہے۔ اس قسم کے مراقبات مشارب پانچ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک لطیفہ کا مراقبہ کرتے وقت سالک کو چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ تک اپنے سلسلہ کے تمام مشائخ کے ان لطائف کو اپنے لطیفہ کے سامنے تصور کر کے یہ خیال کرے کہ اس لطیفہ کا خاص فیض جو بارگاہِ الٰہی سے حضور اکرم ﷺ کے اس لطیفہ مبارک میں آرہا ہے، بترتیب مشائخ سلسلہ عالیہ کے، اسی لطیفہ سے ہوتا ہوا میرے اس لطیفہ میں پہنچ رہا ہے۔ نیز جاننا چاہیئے کہ ان میں سے ہر ایک لطیفہ کا اثر وفائدہ دوسرے سے مختلف ہے۔ اسلئے

---

[1] جس لطیفہ پر فیض الٰہی کا نزول ہوتا ہے اس لطیفہ کو مورد فیض کہتے ہیں۔

جب تک پہلے والے لطیفہ کا اثر سالک کے لطیفہ میں محسوس نہ ہو، دوسرا مراقبہ شروع نہ کیا جائے۔ ورنہ سلوک کا اصل مقصد یعنی مقام فنا[1] تک رسائی نصیب نہ ہوگی۔

مراقبات مشارب

سبق یازدہم: مراقبہ لطیفہ قلب: اس مراقبہ میں سالک اپنے لطیفہ قلب کو حضور اکرم ﷺ کے لطیفہ قلب کے بالکل سامنے تصور کر کے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں یہ التجا کرے "یا الٰہی تجلیات افعالیہ کا وہ فیض جو آپ نے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے لطیفہ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب میں القا فرمایا ہے وہ حضرات پیران کبار کے طفیل میرے لطیفہ قلب میں القا فرما۔"

فائدہ: سالک کو جب لطیفہ قلب کی فنا حاصل ہو جاتی ہے تو اپنے افعال بلکہ تمام مخلوق کے افعال کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے افعال کا اثر و پرتو سمجھنے لگتا ہے اور کائنات کی تمام ذات وصفات کو حق تعالیٰ کی ذات وصفات کا مظہر سمجھتا ہے اور اسکا قلب دنیا کی خوشی خواہ غم سے متاثر نہیں ہوتا۔ یہ اسلئے ہے کہ اسوقت اسے فاعل حقیقی یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا فعل نظر ہی نہیں آتا۔

سبق دوازدہم: مراقبہ لطیفہء روح: اس مراقبہ کے وقت سالک اپنے لطیفہء روح کو آنحضرت سرور عالم ﷺ کے لطیفہ روح کے سامنے تصور کر کے بزبان خیال بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کرے "یا الٰہی ان صفات ثبوتیہ یعنی علم قدرت، سمع، بصر وارادہ وغیرہ کی تجلیات کا فیض جو تو نے آنحضرت ﷺ کے لطیفہء روح سے حضرت نوح علیہ السلام کے لطیفہ روح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لطیفہ روح میں مرحمت فرمایا تھا، حضرات پیران

---

[1] جو کہ ولایت کا پہلا قدم ہے۔

کبار کے طفیل میرے لطیفہ روح میں القا فرما۔"

فائدہ: سالک کو جب لطیفہ روح میں فنا حاصل ہو جاتی ہے تو اسکی نظر سے اپنی اور تمام مخلوقات کی صفات اوجھل ہو جاتی ہیں اور وہ تمام صفات حق تعالیٰ ہی کے لئے سمجھنے لگتا ہے۔

سبق سیزدہم: مراقبہ لطیفہ سر: اس مراقبہ میں سالک اپنے لطیفہ سر کو حضور اکرم ﷺ کے لطیفہ سر مبارک کے سامنے تصور کر کے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں یہ التجا کرے "یا الٰہی ان تجلیاتِ ذاتیہ کا فیض جو تو نے سید المرسلین ﷺ کے لطیفہ سر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ سر میں القا فرمایا ہے، حضرات پیران کبار کے صدقے میں میرے لطیفہ سر میں القا فرما۔"

فائدہ: سالک کو جب لطیفہ سر میں فنا حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اپنی ذات کو ذاتِ حق تعالیٰ میں اس قدر مٹا ہوا پاتا ہے کہ اسے ذات حق سبحانہ وتعالی کے سوا کوئی اور ذات نظر ہی نہیں آتی۔ اس مقام پر سالک کو نہ تو کسی کی تعریف وتوصیف کرنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے، نہ کسی کے طعن وملامت کی پرواہ ہوتی ہے۔ بس ہر وقت ذات حق سبحانہ وتعالیٰ میں مستغرق رہتا ہے۔

سبق چہاردہم: مراقبہ لطیفہ خفی: اس سبق میں سالک اپنے لطیفہ خفی کو سرور عالم ﷺ کے لطیفہ خفی کے سامنے تصور کر کے زبانِ خیال سے بارگاہ الٰہی میں یہ التجا کرے "یا الٰہی تجلیات صفات سلبیہ کا فیض جو تو نے آنحضرت سرور عالم ﷺ کے لطیفہ خفی مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ خفی میں القا فرمایا ہے، حضرات پیران کبار کے طفیل میرے لطیفہ خفی میں القا فرما۔"

فائدہ: صفات سلبیہ سے وہ تمام صفات مراد ہیں جو نقص وعیب میں شمار ہوتی ہیں اور ذات باری تعالیٰ ان سے پاک ومنزہ ہے۔ مثلاً اولاد، بیوی، جسم، جوہر، عرض، زمان ومکان وغیرہ۔

سبق پانزدہم: مراقبہ لطیفہ اخفیٰ: اس سبق میں سالک اپنے لطیفہ اخفیٰ کو آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ اخفیٰ کے سامنے تصور کر کے زبان خیال سے یہ عرض کرے "یا الٰہی تجلیات شان جامع کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ اخفیٰ مبارک میں القا فرمایا ہے، حضرات پیران کبار کے طفیل میرے لطیفہ اخفیٰ میں القا فرما۔"

فائدہ: سالک کو جب لطیفہ اخفیٰ میں فنائیت حاصل ہو جاتی ہے تو اسے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کا خصوصی قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اسلئے اسکے لئے اخلاق الٰہی اور اخلاق نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے متصف ہونا آسان ہو جاتا ہے۔ بالخصوص نماز میں بہت لذت حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ: عالم امر کے ان پانچوں لطائف کی فنائیت کے بعد دائرہ امکان کی سیر ختم ہو جاتی ہے۔ بعض مشائخ نے انوار وتجلیات دیکھنے کو اس دائرہ کے طے کرنے کی علامت فرمایا ہے۔ واضح رہے کہ دائرہ امکان کا نصف زمین سے عرش تک ہے اور دوسرا نصف عرش سے اوپر ہے۔ جبکہ عالم خلق عرش سے نیچے ہے۔ اسکی شکل یہ ہے:
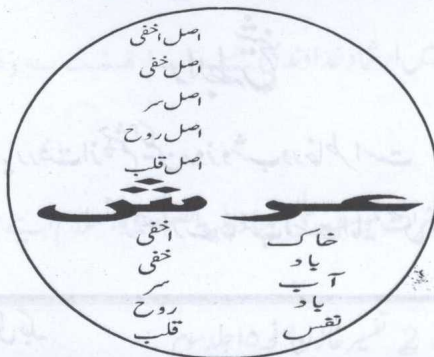
اسکے بعد مراقبہ معیت کیا جاتا ہے۔

سبق شانزدہم: مراقبہ معیت: اس مراقبہ میں آیت کریمہ وَھُوَمَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی وہ ہر جگہ تمھارے ساتھ ہے، کی معنیٰ کا خیال کر کے خلوص دل کے ساتھ یہ خیال وتصور کرے کہ اس ذات پاک سے میرے لطیفہ قلب پر فیض آرہا ہے، جو میرے ساتھ اور تمام موجودات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے، اس شان کے مطابق جو وہ چاہتا ہے۔ اس سبق میں منشاء فیض [1] ولایت صغریٰ کا دائرہ ہے جو اولیاء عظام کی ولایت اور اسماء حسنہ اور صفات مقدسہ کا سایہ ہے۔ اس مقام میں تہلیل لسانی یعنی لا الٰہ الا اللہ کا زبانی ذکر معنی کا لحاظ کرتے ہوئے، اس طرح کہ سالک کی توجہ قلب کی طرف ہو اور قلب کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، بہت فائدہ دیتا ہے۔

فائدہ: اس مقام پر سالک کو فنائے قلبی اور بقائے قلبی و دوام حضور حاصل ہوتا ہے۔ یعنی یاد الٰہی میں اس قدر مستغرق ہو جاتا ہے کہ اسکے ماسوا کو بالکل بھول جاتا ہے اور کسی بھی لمحہ اسکی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ اس مقام پر سالک کو لوگوں سے وحشت اور بیگانگی ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ ذکر اور مقام حیرت میں محو رہتا ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ دائمی حضور و بقا پر دائرہ ولایت صغریٰ کی تکمیل ہوتی ہے۔

رابطہ شیخ

یار رفت از چشم لیکن روز و شب در خاطر است
گر بصورت غائب است اما بمعنیٰ حاضر است

1۔ فیض شروع ہونے کی جگہ

ترجمہ: میرا محبوب میری نظروں سے تو دور چلا گیا ہے لیکن رات دن میرے دل میں موجود ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر وہ غائب ہے لیکن حقیقت میں وہ حاضر ہی ہے۔

رابطہ کا لفظ ربط سے مشتق ہے جسکی معنیٰ ہے کسی چیز کو مضبوط باندھنا۔ اسلئے عربی میں گلدستہ اور پیکٹ کو ربط کہتے ہیں۔ تصوف وطریقت میں رابطہ شیخ کا مطلب یہ ہے کہ مرید اپنے شیخ سے مضبوط و مستحکم نسبت و تعلق قائم کرے اور اس جیسے اخلاق واعمال اپنانے کے لئے اسکی صحبت وخدمت اختیار کرے اور جب شیخ موجود ہو تو ادب وعقیدت سے اسکے دونوں ابروؤں کے درمیان نظر رکھے کسی اور طرف توجہ نہ کرے اور جس وقت شیخ موجود نہ ہو تو اسکی صورت کو پیش نظر تصور کرے۔ جس طرح آدمی گھر سے باہر ہوتا ہے تو دانستہ یا نادانستہ اپنے گھر میں بسنے والے افراد اور قیمتی مال ومتاع کا تصور کر لیتا ہے کہ فلاں آدمی فلاں جگہ پر ہوگا اور فلاں چیز کمرے کے فلاں کونے یا الماری میں ہوگی، اسی طرح اپنے شیخ کو مسجد و محفل میں یا عبادتِ الٰہی میں مصروف تصور کرے۔ چونکہ اولیاء اللہ کے تمام اعمال وافعال اور اقوال احکامِ الٰہی کے عین مطابق ہوتے ہیں، مضبوط و مستحکم نسبت رکھنے والا مرید بھی اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ۔ یعنی محبت کرنے والا اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے، کے مطابق وہی اخلاق واعمال اپنانے کی کوشش کرتا ہے، جو اسکے شیخ کے ہوتے ہیں۔

تصورِ شیخ کا قرآن مجید سے ثبوت

سورۃ یوسف میں ارشادِ خداوندی ہے۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّأٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۔[1]

ترجمہ: اگر حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پروردگار کے برہان

---

[1] آیت ۲۴ سورہ یوسف۔ [2] تفسیر خازن صفحہ ۱۵ جلد سوم

کو نہ دیکھتے تو سیدہ زلیخا کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اس آیہ کریمہ میں وارد لفظ برہان کے متعلق مفسرین کرام کی رائے یہ ہے کہ اس سے حضرت یعقوب علیہ السلام مراد ہیں، جن کی شکل مبارک اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو نظر آئی اور آپ سے کلام بھی فرمایا تھا[1] حالانکہ اس وقت باپ بیٹے ایک دوسرے سے بظاہر کوسوں دور تھے لیکن باہمی قلبی رابطہ انتہائی مضبوط و مستحکم تھا۔ اسکے علاوہ بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی قرآنی آیات میں غور وفکر کرنے کا بھی امر فرمایا دیکھئے سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۶، سورہ غاشیہ آیت نمبر ۱۷ اور سورۃ نحل آیت نمبر ۸۔ ظاہر ہے جب آدمی ان آیات مبارکہ کی تلاوت کریگا اور انکے معانی ومطالب پر غور کریگا تو کسی نہ کسی صورت میں ان افراد واشیاء کا تصور تلاوت کرنے والے کے ذہن وخیال میں آئیگا اور وہ اسکی نصیحت عبرت اور تقویت ایمان کا باعث بھی بنیگا، اسی طرح شیخ کامل کا غائبانہ تصور جسے صوفیاء کرام رابطہ کہتے ہیں سالک کی ہدایت واصلاح کا باعث بنتا ہے۔

رابطہ شیخ کا ثبوت حدیث شریف سے

حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب حلیۃ الاولیاء کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ مبارک نقل کیے ہیں وَاللّٰہِ کَاَنِّیۡ اَرٰی رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ فِیۡ غَزۡوَۃِ تَبُوۡکَ یعنی خدا کی قسم گویا کہ میں غزوہ تبوک کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف ذکر کرنے کے بعد وضاحت سے تحریر فرمایا۔

فَبِھٰذَا الۡحَدِیۡثِ وَاَمۡثَالِہِ الۡوَارِدَۃِ فِیۡ اس حدیث شریف اور اس جیسی دوسری

---

[1] تفسیر خازن صفحہ ۱۵ جلد سوم

الصِحَاحِ اسْتَنْبَطُوا جَوَازَ تَصَوُّرِ الشَّيْخِ وَلَه وَجْهٌ لَكِنَّهٗ لَايَفْهَمُ الْمُنَاظِرُ،

ھدایۃ الانسان صفحہ ۱۰۲

احادیث جو کہ صحاح ستہ یعنی صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، جامع ترمذی، نسائی شریف و دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں، سے صوفیاء کرام نے تصور شیخ کو جائز ثابت کیا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے لیکن اس بات کو مناظرے کرنے والے (جن کو تنقید برائے مخالفت کی عادت ہے) نہیں سمجھ پائیں گے۔

رابطہ شیخ کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں، سالک کے لئے سب سے زیادہ قریب راستہ رابطہ شیخ ہے۔

بالفاظہ بداند کہ حصول رابطہ، شیخ مرید را بے تکلف و بے تعمل علامتِ تام استد رمیان پیر و مرید کہ سبب افادہ و استفادہ است و ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریقِ رابطہ نیست، تا کدام دولتمند را باآں سعادت مستسعد سازند۔

مکتوب نمبر ۱۸۷ دفتر اول حصہ سوم

جاننا چاہیئے کہ بلا تکلف و محنت رابطہ شیخ میسر آجائے تو یہ پیر و مرید کے مابین مکمل مناسبت کی علامت ہے اور یہی فائدہ حاصل کرنے اور فائدہ پہنچانے کا ذریعہ ہے وہ خوش قسمت آدمی ہے جسے یہ سعادت نصیب ہو۔

اسی موضوع پر مشہور بزرگ عارف باللہ حضرت شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ

منیری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

مرید را باید کہ ربط قلب با پیر بود و معنیٰ ربطِ قلب ایں است کہ بداند کہ مرا بخدائے تعالیٰ نرساند مگر پیر من اَلشَّیخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ اشارہ در حقِ ایشاں است و ہر چہ پیر بفرماید از اں تجاوز نکند اگر چہ ہزاراں ہم عصر بآنجا باشند و در آں وقت دیگراں ہم پیراں و مرشد آں باشند و گویند کہ اگر مرید بداند کہ بہتر از پیر من دیگرے ہست در کار مریدی درست نباید و غرض او حاصل نہ شود۔

لطائف المعانی ملفاظات حضرت یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۹۴

یعنی مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر سے رابطہ قلب قائم کرلے۔ رابطہ قلب کا مطلب یہ ہے کہ مرید یہ سمجھے کہ مجھے میرا پیر ہی خدا تعالیٰ سے ملائیگا کوئی دوسرا نہیں۔ پیر اپنے مریدین کو اس طرح فائدہ اور فیض پہنچاتا ہے جس طرح نبی اپنی امت کو الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ میں اسی جانب اشارہ ہے۔ مرید کو چاہیے کہ جو کچھ پیر حکم فرمائے اس پر عمل کرے اس سے آگے نہ بڑھے اگرچہ انکے ہزاروں ہم عصر دوسرے پیر و مرشد بھی موجود ہوں۔ نیز مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مرید یہ خیال کرے کہ میرے پیر سے بڑھ کر اور کوئی بزرگ ہے تو اس کی مریدی ابھی ناتمام ہے اور اسے پورا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

درس مکتوبات امام ربانی علیہ الرحمۃ

صفحہ ۷۹ سے ۱۲۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قرب الٰہی	۸۰	شریعت	۹۷
نماز باجماعت	۸۱	اتباع سنت	۹۹
آداب نماز	۸۲	محبوب کے شمائل	۱۰۱
علم	۸۲	طریقت وشریعت	۱۰۲
صحبت صالحین	۸۴	طریقہ نقشبندیہ کی خاصیت	۱۰۳
دوام ذکر	۸۶	شکر پروردگار	۱۰۴
رابطہ شیخ	۸۷	فراغت کی قدر کریں	۱۰۶
اتباع سنت	۸۸	صحبت شیخ	۱۰۷
نماز کی پابندی	۸۹	تصور ورابطہ شیخ	۱۰۹
جوانی کی عبادت	۹۰	لذت ضروری نہیں	۱۱۰
تواضع	۹۲	ذکر	۱۱۱
اولیاء اللہ	۹۳	ظاہر باخلق وباطن باخدا	۱۱۲
طریق نجات	۹۴	فضیلت صحبت مشائخ نقشبند	۱۱۴
اتباع سنت	۹۵	اتباع سنت	۱۱۶
سلسلہ نقشبندیہ میں اتباع سنت	۹۶	علامات اہل سنت والجماعت	۱۱۷
محبت پیر	۱۲۲		

درس نمبر۱ مکتوب نمبر ۲۹

موضوع: قرب الٰہی کا اہم ذریعہ فرائض کی بروقت اور درست ادائیگی ہے۔

بنام: شیخ نظام الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّابَعْدُ: عبارت مکتوب مثلاً: مقربات اعمال فرائض اند یا نوافل.... تاہمیں حکم دارد

ترجمہ: بندہ کو اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچانیوالے اعمال فرائض ہیں یا نوافل۔ فرائض کے مقابلے میں نوافل کا کوئی اعتبار نہیں۔

فرائض میں سے کسی ایک فرض کو وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے اگرچہ وہ نوافل اخلاص نیت کے ساتھ ادا کیئے جائیں۔ وہ نوافل نماز ہوں یا زکواۃ، روزہ ہوں یا ذکر و فکر یا انکی مثل کوئی اور نفلی عمل ہو۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ فرائض کی ادائیگی کے وقت اس فرض کی سنتوں میں سے کسی سنت یا مستحبات میں سے کسی مستحب کی رعایت کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

وضاحت: یعنی فرض ادا کرتے وقت اسکی سنتوں اور مستحبوں کی رعایت کرنا علیحدہ نوافل ادا کرنے سے افضل ہے۔ اسلیئے کہ فرائض تو دین کیلیئے ستون کی مانند ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیْنِ یعنی نماز دین کا ستون ہے۔ نیز فرائض قرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی

اَحِبَّتَہٗ۔1

میرا بندہ میرا قرب حاصل کرنے کیلئے جو کچھ کرتا ہے میرے نزدیک ان میں سے سب سے زیادہ محبوب وہ عبادت ہے جو میں نے اسپر فرض کی ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسکو محبوب بنالیتا ہوں۔

درس نمبر ۲ مکتوب نمبر ۲۹

موضوع: نماز با جماعت

بنام: شیخ نظام تھانیسری علیہ الرحمۃ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّــا بَعْدُ: منقول است کہ روزے امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز بامداد را بجماعت گذاردند......تا.....بجماعت می گذارد بہتر مے بود۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک روز امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جماعت کی طرف دیکھا تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی 2 کو موجود نہ پا کر حاضرین سے دریافت فرمایا فلاں شخص حاضر نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ وہ رات کا اکثر حصہ بیدار رہتے ہیں ممکن ہے کہ اسوقت سو گئے ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ساری رات سوئے رہتے اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

---

1 مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۹۷۔ 2 حضرت سلیمان بن ابی حثمہ

درس نمبر۳ مکتوب نمبر۲۹

موضوع: آداب نماز کی رعایت

بنام: شیخ نظام تھانیسری علیہ الرحمۃ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد: پس رعایت ادبیو اجتناب از مکروہے۔۔۔تا از اں بہتر است..اور امام اعظم رضی اللہ عنہ..تا قضافرمودند۔

ترجمہ: لہٰذا کسی ایک مستحب کی رعایت کرنا اور مکروہ سے بچنا خواہ وہ مکروہ تنزیہی ہو، ذکر وفکر اور مراقبہ وتوجہ سے بدرجہا بہتر ہے چہ جائیکہ مکروہ تحریمی ہو۔ ہاں البتہ اگر یہ چیزیں مذکورہ رعایت اور پرہیز کے ساتھ مذکورہ امور جمع ہو جائیں تو فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا پھر یقیناً بڑی کامیابی ہے۔ ورنہ اسکے بغیر بالکل بے فائدہ تکلیف ہے۔ مثلاً زکواۃ کی مد میں ایک پیسہ ادا کرنا نفلی طور پر سونے کے پہاڑ صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ اسی طرح صدقہ کے آداب کا لحاظ رکھنا مثلاً قریبی رشتیدار، مسکین کو دینا بہت ہی بہتر ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے وضو کے مستحبات میں سے ایک مستحب ترک ہو جانے کی بنا پر اپنی چالیس سال کی نمازیں دوبارہ پڑھیں۔

درس نمبر۴ مکتوب نمبر۲۹

موضوع: علم مجاہدے کا نام ہے

بنام: شیخ نظام تھانیسری علیہ الرحمۃ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّابَعۡدُ: علم میان دو مجاہدہ است، یکے مجاہدہ در طلب آں قبل از حصول، ومجاہدہ دوم در استعمال آں بعد از حصول پس باید ہم چنانکہ در مجلس شریف از کتب تصوف مذکور می شود از کتب فقھیہ نیز مذکور شود وکتب فارسی بعبارات فارسی بسیار اند مثل مجموعہ خانی، وعمدۃ الاسلام، وکنز فارسی بلکہ از کتب تصوف اگر مذکور نہ شود باکے نیست کہ باحوال تعلق دارد ودر قال در نہ می آید و...والتسلیمات

ترجمہ: علم دو مجاہدوں کے درمیاں ہوتا ہے۔ایک مجاہدہ وہ جو علم حاصل ہونے سے پہلے اسکی طلب میں کیا جاتا ہے اور دوسرا مجاہدہ وہ ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد استعمال کے وقت ہوتا ہے۔تو چاہئے کہ جس طرح آپ کی مجلس شریف میں تصوف کی کتابوں کا درس ہوتا ہے اسی طرح فقہ کی کتابوں کا درس بھی ہونا چاہئے۔فقہ کی کتابیں فارسی زبان میں عام ہیں۔مثلاً مجموعہ خان، عمدۃ الاسلام، اور کنز فارسی بلکہ اگر تصوف کی کتابوں کا ذکر نہ ہو تو کچھ خوف نہیں کیونکہ وہ احوال سے تعلّق رکھتے ہیں اور قال[1] میں نہیں آتے جبکہ فقہ کی کتابوں کا مذکور نہ ہونا نقصان کا احتمال رکھتا ہے۔مزید کیا طویل بیانی کی جائے اَلۡقَلِیۡلُ یَدُلُّ عَلَی الۡکَثِیۡرِ تھوڑا کلام زیادہ پر دلالت کرتا ہے۔

شعر: اند کے پیش تو گفتم غمِ دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

ترجمہ: آپکے سامنے دل کا غم بہت کم بیان کیا ہے اس خوف سے کہ کہیں آپکی دل

---

[1] قال سے مراد علمی مسائل سن کر اور سنا کر ان پر عمل کرنا ہے جب کہ احوال سے مراد وہ کیفیات ہیں جو اعمال نتیجے میں حاصل ہوتی ہیں۔

آزاری نہ ہو ورنہ باتیں بہت ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپکو اپنے حبیب ﷺ کی کمال متابعت نصیب فرمائے۔ امین

درس نمبر ۵ دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۹۷

موضوع: صحبت کے فائدے

بنام: پہلوان محمود علیہ رحمۃ

ثَبَّتَکُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلٰی جَادَةِ الشَّرِیْعَةِ

امابعد: سعادتمند کسے است کہ دلش از دنیا سرد شدہ باشد و الا کرام

اللہ تعالیٰ آپکو شریعت کی شاہراہ پر استقامت سے رکھے۔آمین۔سعادتمند آدمی وہ ہے جسکا دل دنیا کی محبت سے خالی ہو گیا ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوا ہو۔دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور اسکا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سردار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور جب سے اسے پیدا کیا ہے اسکی طرف نظر نہیں فرمائی، دنیا اور دنیا دار طعن و ملامت سے داغدار ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَالْمَلْعُوْنٌ مَافِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اسمیں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر۔چونکہ اللہ کا ذکر کرنے والے لوگ بلکہ انکے وجود کا ہر ایک ذرہ اللہ سبحانہٗ کے ذکر میں پُر ہے اسلئے وہ اس وعید سے خارج ہونگے بلکہ وہ دنیا داروں کے شمار میں بھی نہیں آتے۔اسلئے کہ دنیا کہتے ہی اس چیز کو ہیں جو دل کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد سے باز رکھے اور اس کے غیر کے ساتھ مشغول کردے۔

خواہ وہ جاہ طلبی، حکمرانی کی خواہش ہو یا ننگ و ناموس عزت و شہرت پر فخر۔ارشاد خداوندی

ہے کہ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا 1

ترجمہ: پھر منہ موڑ لے اس شخص سے جس نے ہمارے ذکر سے منہ موڑ رکھا ہے۔

نص قطعی ہے۔ لہٰذا جو کچھ بھی دنیا کی قسم سے ہے وہ وبال جان ہے اور دنیا دار لوگ دنیا میں ہمیشہ تفرقہ و پریشان حالی میں ہیں اور آخرت میں بھی حسرت وندامت والوں میں سے ہونگے۔ دنیا کی ترک کی حقیقت سے مراد یہ ہے کہ اس میں رغبت ترک کر دی جائے اور ترک رغبت اس وقت مکمل سمجھا جائے گا جب اس کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہو جائیں اور یہ نعمت اہل اللہ کی صحبت کے بغیر حاصل ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ اگر ایسے بزرگوں کی صحبت میسر آجائے تو اسکو غنیمت سمجھ کر اپنے آپکو انکے سپرد کر دینا چاہیئے۔ میاں شیخ مزمّل کی صحبت آپ لوگوں کیلئے غنیمت ہے ایسے عزیز الوجود عزیز سرخ گندھک 2 سے زیادہ نایاب ہیں۔

وضاحت: مشائخ کرام کے خلفاء کرام یا تربیت یافتہ مریدین جس شہر یا بستی میں رہتے ہوں مقامی لوگوں کو چاہیئے کہ انکی قدر کریں اور ان سے اپنے شیخ کے فیوض و برکات حاصل کریں۔ خلفاء کرام مشائخ کے نائب ہوتے ہیں انکے حلقہ ذکر اور صحبت سے روحانی و باطنی ترقی ہوتی ہے۔ انکو اپنے جیسا آدمی سمجھنا نادانی ہے گو بظاہر وہ کم علم یا سادہ صفت ہوں لیکن انکے سینوں میں موجود فیض اکسیر اعظم کا اثر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضور سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے نائبین کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو حضرت سید البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی اتباع پر استقامت عطا فرمائے والسلام

---

1 آیت ۲۷ سورہ النجم۔ 2 اکسیر

والا کرام۔

درس نمبر ٦ حصہ سوم مکتوب نمبر ١٩٠

موضوع: دوام ذکر

بنام: میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کے فرزندوں میں سے ایک فرزند کو لکھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنِ وَآلِہِ الطَّاہِرِیْنِ، اَجْمَعِیْنِ

داناو آگاہ باشی.....تا. ملاحظہ نمائی۔

آگاہ و باخبر ہو جائیں کہ آپکی بلکہ تمام اولاد بنی آدم کی سعادت، نجات اور فلاح سب کچھ اللہ جل سلطانہ کے ذکر میں ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے تمام اوقات کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف کریں اور ایک لمحہ بھی غفلت نہ برتیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی ابتدا ہی میں دوام ذکر میسر آجاتا ہے اور ابتداء میں نہایت کے درج ہونے کے طریقے کی وجہ سے یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسلئے طالب کیلئے اس طریقہ کا اختیار کرنا زیادہ بہتر اور مناسب ہے بلکہ لازم وواجب ہے۔ پس تجھے چاہئے کہ اپنے قلب کی توجہ کا رخ دوسرے تمام اطراف سے پھیر کر مکمل طور پر اس طریقہ عالیہ کے مشائخ کرام کی طرف متوجہ کردیں اور ان کے باطن پاک سے مدد طلب کریں۔ ابتداء میں ذکر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ چاہئے کہ قلب صنوبری [1] کی طرف متوجہ رہیں۔ یہ گوشت کالوتھڑا حقیقی قلب کیلئے ایک حجرہ کی مانند ہے۔ اسم مبارک کا اسی قلب سے تصور

---

[1] گوشت کالوتھڑا جو بائیں جانب پستان سے دو انگشت کے فاصلے پر واقع ہے۔

کریں اور اس وقت جان بوجھ کر کسی عضو کو حرکت نہ دیں بلکہ مکمل طور پر قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائیں اور اپنی قوت متخیلہ میں قلب کی صورت کو بھی جگہ نہ دیں، نہ اسکی طرف متوجہ رہیں۔ اسلئے کہ مقصود چیز قلب کی طرف متوجہ ہونا ہے اسکی اپنی صورت مقصود نہیں ہے۔ اس وقت اسم جلالت اللہ کا بے چوں وچگوں یعنی کسی صورت و کیفیت کے بغیر تصور کریں۔

درس نمبر ۷ مکتوب نمبر ۱۹۰

موضوع: رابطہ شیخ

بنام: میر محمد نعمان بدخشی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ کے نام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ: اگر در وقت ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شود.....تا.......والسلام

ذکر کرتے وقت اگر بے تکلف پیر کی صورت ظاہر ہو تو اسکو بھی قلب کی طرف لیجانا چاہئے اور قلب میں نگاہ رکھتے ہوئے ذکر کرنا چاہئے۔ کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ پیر کون ہوتا ہے؟ پیر وہ شخص ہے جس سے تو اللہ جلشانہ کی بارگاہ میں پہنچنے کا طریقہ سیکھے۔ اور اس راہ میں وہ مرید کی مدد و اعانۃ کرے۔ صرف کلاہ دامنی اور شجرہ جو رسم کی طور پر معروف ہو گئے ہیں پیری و مریدی کی حقیقت سے خارج ہیں یہ صرف ایک رسم و عادت ہے۔ البتہ اگر شیخ کامل سے تبرک کے طور پر کوئی کپڑا ہاتھ آ جائے تو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ اسے پہن کر زندگی گزار دی جائے۔ اس صورت میں عمدہ ثمرات اور نتائج حاصل ہونے کی قوی امید ہے۔ اور تجھے یاد رکھنا چاہیے کہ خواب اور واقعات جو سالکین کے قلوب پر واقع ہوتے ہیں کسی اعتماد و اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی نے خواب میں اپنے آپکو

بادشاہ دیکھایا اپنے آپ کو قطب وقت پایا اور فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ ہاں اگر خواب کے بغیر بیداری میں کوئی بادشاہ یا قطب بن جائے تو یہ حقیقت مسلّمہ ہے۔ لہٰذا وہ احوال ومواجید جو بیداری اور ہوشیاری کی حالت میں ظاہر ہوں ان پر اعتماد کرنے کی گنجائش ہے ورنہ اسکی حیثیت کچھ بھی نہیں۔ نیز جاننا چاہئے ذکر کا نفع اور اثرات کا مرتب ہونا شریعت کے احکام بجالانے سے وابستہ ہے۔ لہٰذا فرائض وسنتوں کے ادا کرنے اور حرام ومشتبہ چیزوں سے بچنے کے معاملے میں پوری طرح احتیاط کرنی چاہئے۔ چھوٹے بڑے ہر مسئلے میں علماء کی طرف رجوع کرنا اور انکے فتوے کے موافق عمل کرنا چاہیے۔ والسلام

درس نمبر ۸ مکتوب نمبر ۴۲

موضوع: اتباع سنت

بنام: شیخ درویش رحمۃ اللّٰہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّـا بَعْدُ: سَلَّمَکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ آدمی تازمانے کہ بدنس تعلقات پراگندہ متلوث است محروم ومھجور است...تا...الدولۃ

ترجمہ: آدمی جب تک خیالات کو منتشر کرنیوالے تعلقات کی میل کچیل سے آلودہ ہے محروم ہے اور محبوب حقیقی سے دور ہے۔ حقیقتِ جامع [1] کے آئینہ کو غیر اللّٰہ کی محبت کے زنگ سے پاک وصاف کرنا بہت ضروری ہے اور اس زنگ کو دل سے دور کرنیوالا سب سے بہتر آلہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشن سنتوں کی تابعداری ہے۔ اسلئے

---

[1] قلب حقیقی کا مرکز جو کہ عالم امر میں سے ہے۔

کہ اتباع سنت کا مدار ہی نفسانی عادتوں کے ہٹانے اور برے رسموں کے مٹانے پر ہے۔
لہٰذا اس شخص کو مبارک ہو جسے یہ اتباع سنت کی عظیم نعمت حاصل ہے اور افسوس ہے اس شخص
کے حال پر جو اس بلند مرتبہ دولت سے محروم رہا۔

درس: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں (قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ
فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہ [1] فرما کر رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو امر لازم اور اپنی محبوبیت کا
وسیلہ بنایا۔ اور خود رسول اللہ ﷺ نے عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ یعنی میری سنت کو لازم پکڑو فرما کر
مزید یہ خوشخبری بھی سنائی مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِأَةَ شَهِيْدِ یعنی
جس نے میری سنّت کو فساد کے وقت مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس شخص کے واسطے سو شہید
کا ثواب ہے۔ اسی لئے تمام سلاسل کے مشائخ نے اتباع سنت رسول ﷺ پر خود بھی عمل کیا
اور اپنے مریدین کو بھی اسکی تلقین کی ..... والسلام علیکم وعلیٰ من اتبع الھدیٰ

درس نمبر ۹ حصہ دوم مکتوب نمبر ۸۵

موضوع: نماز کی پابندی

بنام : مرزا فتح اللہ حکیم علیہ الرحمۃ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: وفقکم اللہُ سُبْحَانَهٗ لِمَرْضِیَاتِهٖ آدمی را ہم چنانکہ ....تا.. مستبعد نیست

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپکو اپنی پسند کے اعمال کی توفیق عطا فرمائے، آدمی کیلئے جس
طرح عقائد درست رکھنا ضروری ہیں ویسے ہی اعمال صالحہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے اور

---

[1] آیت ۳۱ سورہ آل عمران

تمام عبادات میں جامع عبادت اور تمام طاعات میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب کرنیوالا عمل نماز ادا کرنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنِ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدِمَ الدِّیْن نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسکو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسکو ترک کر دیا اس نے دین کی عمارت کو گرادیا اور جسکو پابندی سے نماز ادا کرنے کی توفیق مل جاتی ہے اسکو بے حیائی اور برائیوں سے بچنے کی توفیق دی جاتی ہے آیت کریمہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ [1] سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے اور جو نماز ایسی نہیں کہ نمازی گناہوں سے باز آئے تو وہ صرف صورت کی نماز ہوتی ہے اسکی حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی لیکن حقیقت حاصل ہونے تک تصور کو نہ چھوڑا جائے مالا یدرك كله لا يترك كله کہ جو چیز مکمل طور پر حاصل نہ ہو اسکو بالکل چھوڑ دیا نہیں جاتا بلکہ جو مل پاتا ہے اسے لیکر مزید کی کوشش کی جائے جبکہ وہ اکرم الاکرمین اگر صورت کو حقیقت کے ساتھ اعتبار کرلے یعنی صورت نماز کو شرف قبول بخشے تو اس کے لیے کچھ بعید نہیں۔

وضاحت: دین اسلام میں ایمان کے بعد اور اعمال میں سب سے مقدم نماز ہے۔

درس نمبر ۱۰ حصہ دوم مکتوب نمبر ۸۵

موضوع : جوانی کی عبادت بنام : مرزا فتح اللہ حکیم علیہ الرحمۃ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعْدُ : فعليكم بمواظبة اداء الصلواة پس آپ پر لازم ہے کہ پابندی سے

---

[1] آیت ۴۵ سورہ العنکبوت۔

اور باجماعت خشوع وخضوع یعنی عاجزی وانکساری کے ساتھ نمازیں ادا کریں۔ اسلئے کہ یہی نجات اور فلاح کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایاقَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ o الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ۔1 تحقیق کامیاب ہوئے وہ مؤمن جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرتے ہیں۔ بہادری کا کام وہی ہے جو خطرہ کے وقت کیا جائے۔ دشمن کے غلبہ کے وقت اگر سپاہی معمولی کوتاہی کرتے ہیں تو اس سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ نوجوانوں کی نیکی کو اسی لیے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے کہ نفسانی خواہشات کے باوجود انہوں نے اپنے آپکو نیکی کی راہ پر لگا دیا ہے۔ اصحاب کہف کو اس قدر شرف وبزرگی فقط ایک عمل یعنی دین کے مخالفوں سے ہجرت کر جانے کے باعث حاصل ہوا۔ حدیث شریف میں ہے عِبَادَةٌ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ یعنی دشواری کے وقت عبادت کرنا مثلاً سخت سردی میں اٹھ کر تہجد پڑھنا یا فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے مسجد کی طرف جانا گویا میری طرف ہجرت کرنا ہے لہٰذا جو چیزیں اطاعت وعبادت میں رکاوٹ بنتی ہیں حقیقت میں عین باعث ثواب ہیں کہ کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے اس سے زیادہ اور کیا لکھا جائے۔ فرزندی شیخ بہاؤالدین کو فقیروں کی صحبت پسند نہیں آئی امیروں، دنیاداروں کی طرف مائل ہیں اور ان سے میل جول زیادہ رکھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ انکی صحبت جان لیوا زہر ہے اور انکے مرغن کھانے باطن کی سیاہی بڑھانے والے ہیں، الحذر، الحذر، الحذر ان سے بچو، ان سے بچو، ان سے بچو۔

حدیث شریف میں ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيٍّ لِغِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثُ دِيْنِهٖ جس نے کسی دولت مند کے سامنے اسکی دولت کے باعث تواضع کی اسکے دین کے دوتہائی حصے چلے

---

1 آیت ۱۔۲۔ سورہ المؤمنون۔

گئے، پس افسوس ہے اس شخص پر جو دنیا دار کے سامنے اسکی دنیاداری کے باعث عاجزی کا اظہار کرے۔ واللہ سبحانہٗ الموفق۔

درس نمبر ۱۱ حصہ دوم مکتوب نمبر ۶۸

موضوع : تواضع کی اہمیت

بنام: خان خانان علیہ الرحمۃ

تمہید: حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہٗ السامی نے جہاں عوام الناس کی مثالی اصلاح کی وہاں وقت کے بادشاہوں، امیروں، وزیروں کی بھی حکیمانہ انداز میں اصلاح فرمائی، ایسے ہی ایک امیر کبیر حضرت خانِ خان رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سلطان وقت کے صاحب تھے اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ کے عقیدتمند بھی تھے اور فقیروں کی مالی خدمت بھی دل سے کرتے تھے، امیر طبقہ کے لوگ خواہ وہ نیک وصالح ہوں عموماً خودی و تکبر کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خانِ خان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند خطوط بھیجے جن سے تکبر اور بے ادبی کا انداز ظاہر ہوتا تھا۔ آپ نے اسکے جواب میں بے باکانہ انداز میں ناصحانہ درج ذیل مکتوب تحریر فرمایا

الخیر فیما صنع اللہ سبحانہٗ، مخدوماً

من آنچہ شرط بلاغ است با تو مے گویم.... تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

بہتر وہی ہے جو خدا کرے، مخدوم صاحب جو کہنے کا حق ہے میں آپ سے کہہ دیتا ہوں، خواہ آپ میرے کلام سے نصیحت حاصل کریں یا ملال۔ تواضع کرنا امیروں کو زیب دیتا ہے اور بے نیازی فقیروں کو، اسلئے کہ کسی بھی مرض کا علاج اسکی ضد سے ہوتا ہے

تمہارے تینوں خطوط سے بے نیازی ہی سمجھ میں آتی ہے۔اگرچہ آپکا مقصود تواضع تھا مثلاً آپ نے اپنے آخری خط میں لکھا تھا کہ حمد وصلواۃ کے بعد واضح ہو.....ایسی عبارت غور کر کے دیکھیں کہ کہاں لکھنی چاہیے تھی۔میں مانتا ہوں کہ آپ نے فقراء کی بہت خدمت کی ہے لیکن آداب خدمت کا لحاظ کرنا بھی بہت ضروری ہے تا کہ خدمت کا ثمرہ حاصل ہو سکے، ورنہ بے فائدہ تکلیف ہے۔پیرومرشد کے آداب کو ملحوظ نہ رکھا جائیگا تو شیخ کی نظر عنایت سے سالک محروم رہیگا۔نتیجاً شیخ کے وسیلے سے حاصل ہونے والا قرب الٰہی بھی میسر نہ آئے گا اللہ تعالیٰ ہر سالک کو اس سے محفوظ رکھے۔امین

درس نمبر ۱۲

موضوع : اولیاء اللہ کو خدمت وخوشامد کی کوئی ضرورت نہیں

بلے اتقاء امتِ اُو علیہ وعلیٰ آلہ الصلواۃ...تا....بسیار است

مقدمہ: مکتوب کے مذکورہ حصے میں چونکہ ادب کی تلقین اور بے ادبی کو محرومی فرمایا گیا تھا اس سے کسی ناقص ذہن میں یہ خیال گذر سکتا تھا حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کیوں اپنے ادب کی تلقین کرتے ہیں، اولیاء اللہ تو اپنے آپکو ہیچ سمجھتے ہیں چہ جائیکہ اپنے ادب کی تلقین کریں، اس وہم کے ازالہ کیلئے وضاحت سے ارشاد فرمایا کہ ہاں! حضور اکرم ﷺ کی امت کے متّقی لوگ تکلف سے بری ہیں اَلتَّکَبُّرُ مَعَ الْمُتَکَبِّرِیْنَ صَدَقَۃٌ متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے چنانچہ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کے بارے میں کسی شخص نے فرمایا کہ آپ متکبر ہیں تو آپنے فرمایا کہ میرا تکبر حق تعالیٰ کی جانب سے دی ہوئی بڑائی ہے لہٰذا ان بوریہ نشین گروہ کو ذلیل وحقیر نہ سمجھا جائے بلکہ انکی خداداد عزت کو پیش نظر

رکھنا ہی دانائی ہے۔ حدیث نبوی علیہ الصلواۃ والسلام میں ہے رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ یعنی بہت سے پراگندہ حال درویش ہیں جن کو لوگ دروازوں سے ٹھکرا دیتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اسکو پورا کردے۔

شعر: اندکے پیش تو گفتم غمِ دل ترسیدم   کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

ترجمہ: آپکے سامنے دل کا غم بہت کم بیان کیا ہے، اس خوف سے کہ کہیں آپکی دل آزاری نہ ہو ورنہ بیان کرنے کو باتیں بہت ہیں.

عبارت: ہر چند ایں مقدمات.......

ترجمہ: اگرچہ یہ باتیں تلخ معلوم ہوتی ہونگی لیکن آپکی خوشامد کرنیوالے بہت ہیں انہی پر اکتفاء کریں ہم سے خوشامد کی توقع نہ رکھیں اور یہ حقیقت ہے کہ فقراء سے تعلق کا مقصود ہے پوشیدہ عیوب پر مطلع ہونا اور اپنی مخفی برائیوں سے باخبر ہونا ہے لیکن جان لیں کہ اس قسم کے باتوں کا اظہار دل آزاری کیلئے نہیں ہے۔ یقین کرلیں کہ یہ محض خیر خواہی اور دل سوزی کے اظہار کیلئے ہے۔ الخیر فیما صنع اللّٰہ سبحانہٗ۔

درس نمبر ۱۳   حصہ دوم مکتوب نمبر ۶۹

موضوع : طریق نجات

بنام: خانِ خانان علیہ الرحمۃ

بالجملہ طریق النجاۃ متابعت اھل السنت والجماعت .... اللّھم نبھنا قبل ان ینبھنا الموت

خلاصہ کلام یہ کہ نجات کا راستہ قول وفعل کلیات و جزئیات میں مسلک اہل سنت

والجماعت کی متابعت کرنے میں ہے۔ اسلئے کہ یہی نجات پانے والا گروہ ہے، انکے سوا جتنے بھی فرقے ہیں زوال کے مقام پر اور ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے لیکن کل قیامت کے دن ہر ایک جان لیگا لیکن وہ اسکو کچھ نفعہ نہ دیگا۔ یا اللہ ہم کو غفلت سے بیدار کر، اس سے پہلے کہ موت آکر بیدار کرے۔ آمین

درس نمبر ۱۴ حصہ دوم مکتوب نمبر ۷۰

موضوع: اتباع سنت بنام: خان خانان علیہ الرحمۃ

زندگانی چند روزہ را بر وقت اتباع صاحب شریعت علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام باید بسر برد۔

اپنی چند روزہ زندگی کو صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری میں بسر کرنا چاہیے، تاکہ آخرت کے عذاب سے نجات اور دائمی نعمتوں کا حصول اسی اتباع کی سعادت سے وابستہ ہے لہٰذا بڑھنے والے مالوں اور چرنے والے چوپایوں کی زکواۃ پوری طرح ادا کرنی چاہیے اور اسے مال اور چوپایوں کی محبت میں گرفتاری سے بچنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ لذیذ طعام اور نفیس لباس کے استعمال میں نفس کا حظ پیش نظر نہ ہونا چاہیے۔ کھانے اور پینے سے مقصود ادائے عبادت میں قوت کا حصول ہو۔ نفیس لباس آیۃ کریمہ خُذُوا زِینَتَکُم عِندَ کُلِّ مَسجِدٍ [1] کو عند کل صلوٰۃ کے مطابق زینت کی نیت سے پہننا چاہیے۔ کسی اور نیت کو شامل نہ کیا جائے۔ اگر حقیقی نیت میسر نہ ہو تو خود کو تکلف سے اس نیت پر لانا چاہیے۔ فَاِن لَّم تَبکُوا فَتَبَاکُوا اگر رونا نہ آئے تو رونے والی صورت بنالو۔ یہ

---

[1] آیت ۳۱ سورہ الاعراف۔

حدیث شریف کے کلمات ہیں جسکے راوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ التماس کرتے رہیں کہ حقیقت نیت نصیب ہو اور تکلف سے دور ہو جائے شعر: می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول

آنکہ در ساختہ است قطرۂ بارانی را

جس ذات پاک نے بارش کے قطرے کو موتی بنا دیا عین ممکن ہے کہ میرے آنسوؤں کو بھی شرف قبول بخشے۔ علیٰ ھٰذ القیاس تمام امور میں دیندار علماء کے فتویٰ کے موافق عمل کریں جو عزیمت کے راستے پر چلتے ہیں اور رخصت سے اجتناب کرتے ہیں اور اسی کو ابدی نجات کا وسیلہ سمجھنا چاہیے۔

درس نمبر ۱۵ حصہ اول دفتر اول مکتوب نمبر ۳۷

موضوع : سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اتباع سنت

بنام: شیخ محمد خیری علیہ الرحمۃ

حضرت حق سبحانہ • وتعالیٰ بہ برکت اکابر ایں طریقہ علیہ بے نہایت کرامت فرماید

اللہ تعالیٰ اس طریقہ عالیہ کو اکابرین کے صدقہ میں بے انتہا ترقیاں عطا فرمائے آمین۔

مشائخ نقشبندیہ کا طریقہ اکسیر[1] ہے اور اسکا مدار اتباع سنت نبویہ علیٰ صاحبھا الصلواۃ والسلام پر ہے۔ یہ فقیر اپنے موجودہ حال کے متعلق لکھتا ہے کہ بہت عرصہ تک علوم ومعارف اور احوال ومواجید موسم ساون کے بادلوں کی طرح وارد ہوتے رہے اور جو کام کرنا

---

[1] سرخ گندھک جو تانبے کو سونا بنانے کے کام آتا ہے اور نایاب ہے۔

محدثین ونامور صوفیاء کرام رضیَ اللّٰہ عنہم عالم بھی تھے اور صوفی بھی۔ معارف لدنیہ میں حضرت امام ربانی مجدد و منور قدس سرہ فرماتے ہیں حقیقت عبارت از حقیقت شریعت است ..... البینات

ترجمہ: یعنی حقیقت سے مراد شریعت کی حقیقت ہے نہ یہ کہ حقیقت شریعت سے الگ کوئی اور چیز ہے اور طریقت سے مراد حقیقتِ شریعت تک پہنچنے کا طریقہ ہے شریعت حقیقت کے مخالف کوئی چیز نہیں۔ شریعت کی حقیقت حاصل ہونے سے پہلے صرف شریعت کی صورت کا حصول ہوتا ہے، جبکہ شریعت کی حقیقت اطمینان نفس کے مقام پر پہنچ کر حاصل ہوتی ہے جہاں اسے ولایت کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ علم و عمل علماء سے حاصل ہوتا ہے اور اخلاص صوفیاء کرام کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔

درس نمبر ۱۷ حصہ دوم مکتوب نمبر ۴۱

موضوع: اتباع سنت نبویہ بنام: حضرت شیخ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد: عبارت مکتوب: حق سبحانہ وتعالیٰ ظاہر وباطن را بمتابعت سنت سنیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ متحلیٰ ومتزین گرداناد بحرمت النبی وآلہ الامجاد علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات .....تا واحسن تادیبی۔

ترجمہ: اللّٰہ تعالیٰ ظاہر اور باطن کو نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی تابعداری سے مزین وخوبصورت بنائے آمین۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے رب کے محبوب ہیں جو

صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنًا

شریعت را سہ جز واست۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپکو مصطفوی شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت پر استقامت فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحمتیں نازل فرمائے جس نے آمین کہا۔

شریعت کے تین جز ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک تینوں جز پوری طرح حاصل نہ ہوں شریعت پوری طرح سے حاصل نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگئی جو کہ دنیا و آخرت کی تمام چیزوں سے بلند تر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا شریعت دین اور دنیا کی تمام سعادتوں کی جامع ہے۔ اسکے بعد کوئی ایسا مقصد نہیں رہ جاتا جس کے حاصل کرنے کے لیے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت ہو۔ طریقت اور حقیقت جن سے صوفیا ممتاز ہیں یہ دونوں تیسرے جز یعنی اخلاص کی تکمیل کیلئے شریعت کی خادم ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کے حاصل کرنے کا مقصد شریعت کی تکمیل ہے اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

درس: اس مکتوب شریف میں حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہٗ نے ناقص صوفیاء اور رسمی علماء کے کردار کی بنا پر اہل حق صوفیاء کرام پر کئے جانے والے بعض اعتراضات اور غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا ہے۔ بعض صوفی شریعت کو اہمیت نہیں دیتے اور طریقت کے نام پر بعض اعمال و اوراد پر اکتفا کر کے اپنے آپکو کامل سمجھتے ہیں۔ اسی طرح علماء ظاہر طریقت وحقیقت کو شریعت سے الگ ایک انوکھی چیز خیال کرتے ہیں اور تصوف و طریقت کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ دراصل یہ دونوں گروہ شریعت و طریقت کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور جو اس مقام پر فائز ہیں وہ شریعت و طریقت کے جامع ہیں۔ ائمہ فقہاء کرام

چاہیے تھا اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہوگیا، اسوقت کوئی اور آرزو نہیں مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ کی سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ کی جائے۔ احوال و مواجید اہل ذوق کے پاس رہیں ہمیں اتباع سنت چاہیے اور چاہیے کہ اپنے باطن کو ان بزرگوں کی نسبت سے آباد کیا جائے اور اپنے ظاہر کو مکمل طرح سے ظاہری سنتوں کی تابعداری سے مزین و آراستہ رکھا جائے مصرعہ:

کار ایں است غیر ایں ہمہ ہیچ

اصل کام یہی ہے اسکے سوا کچھ بھی نہیں۔

پانچ وقت نماز اول وقت میں ادا کیا کریں، مگر سردیوں میں عشاء کی نماز رات کے تیسرے حصہ تک تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔ اس معاملہ میں یہ فقیر بے اختیار ہے۔ بال برابر بھی ادائے نماز میں تاخیر کی گنجائش نہیں چاہتا، البتہ بشری عذر کی بنا پر تاخیر اس سے مستثنیٰ ہے۔

درس: رسول اکرم ﷺ نے اول وقت میں نماز ادا کرنے کو تمام اعمال سے افضل قرار دیا ہے، نیز آپ ﷺ نے نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنے کی ترغیب دی ہے، حتیٰ المقدور انکی کوشش کرنی چاہیے۔

درس نمبر ۱۶ دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر ۳۶

موضوع: اجزائے شریعت

بنام: ملا حاجی محمد لاہوری علیہ الرحمۃ

حَقَّقَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاکُمْ بِحَقِیْقَتِ الشَّرِیْعَتِ الْمُصْطَفَوِیَّةِ عَلٰی

چیز اچھی لگتی ہے اور پسند آتی ہے وہ محبوب کیلئے ہوتی ہے یعنی محبوب کی پسند محبّ کی پسند ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے : اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ 1۔ بے شک آپ اخلاق عظیم پر فائز ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ 2۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں اور راہ راست پر ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ 3۔ بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے تم اسی پر چلو اور راستوں پر نہ چلو۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی ملت کو صراط مستقیم فرمایا اور اسکے ماسوا کو ٹیڑھے راستوں میں داخل فرمایا اور ان کی اتباع سے منع فرمایا، جبکہ آنحضرت ﷺ نے خدا کا شکر کرتے ہوئے اور مخلوق کو ہدایت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا خَیْرُ الْھَدْیِ ھُدٰی مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اور سب سے بہتر ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے۔ نیز فرمایا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَأْدِیْبِیْ۔ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور عمدہ طریقہ پر میری تعلیم وتأدیب کی۔

درس: یوں تو تمام مؤمن اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ الآیۃ لیکن محبوبیت کے جس مقام پر انبیاء کرام علیہم السلام عموماً اور سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خصوصاً فائز ہیں وہاں تک عام انسانوں کی رسائی کہاں۔ پھر بھی تواضع کا یہ عالم کہ فرمایا اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ۔ یادرکھو میں اللہ کا محبوب ہوں لیکن یہ بات میں فخریہ نہیں کہتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنا محبوب بنا لینے کا طریقہ ہی یہ بتایا کہ میرے محبوب کی تابعداری کرو تو میرے محبوب بن جاؤ گے اور یہ ایک اصول محبت ہے کہ محبوب کو اچھی سے اچھی چیز دی جاتی ہے اور یہ کہ محبوب کی ہر پسندیدہ چیز کو پسند کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

1۔ آیت ۴ سورہ القلم۔ 2۔ آیت ۳، ۴ سورہ یٰسین۔ 3۔ آیت ۱۵۳ سورہ الانعام۔

نے اپنے حبیب ﷺ کو جامع کتاب دی تمام سابق دینوں کی ناسخ شریعت دی اور آپکے خُلق کو خُلقِ عظیم فرمایا اور قرآن مجید میں حکم کیا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی۔ اے میرے حبیب ﷺ آپ لوگوں کو فرما دیجیے کہ اگر وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو وہ آپ ﷺ کی تابعداری کریں۔

درس نمبر ۱۸ حصہ دوم مکتوب نمبر ۴۱

موضوع : محبوب کے محبوب شمائل

بنام: شیخ درویش محمد علیہ الرحمۃ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اما بعد عبارت مکتوب.مقرر است در ہر چیز کہ اخلاق وشمائل محبوب یافتہ شود...

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جس چیز میں محبوب کے اخلاق وعادات پائی جاتی ہیں وہ چیز محبوب کے تابع ہونے کی وجہ سے محبوب معلوم ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ میں اسی رمز کا بیان ہے۔ لہٰذا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری میں کوشش کرنا محبوبیت کے مقام پر پہنچانے والا عمل ہے اسلئے ہر عقلمند ودانا پر لازم ہے کہ اپنے ظاہر اور باطن کو حبیب خدا ﷺ کے مکمل طریقہ پر پابند بنائیں۔

درس: لہٰذا تمام مسلمانان عالم کو چاہیے کہ اپنی ظاہری شکل وصورت میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت وصورت کو نمایاں کریں اور ظاہری اعمال اور باطنی ارادات وخیالات کو بھی شریعت وسنت کے تابع بنائیں۔ اخلاق واطوار وہ اپنائیں جن کا رسول اللہ ﷺ نے

امر فرمایا اور ان بدعات ورسومات اور بداعمالیوں سے دور رہیں، جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔

درس نمبر ۱۹ حصہ دوم مکتوب نمبر ۴۱

موضوع: طریقت وشریعت

بنام: شیخ درویش محمد علیہ الرحمۃ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وباطن متمم ظاہر است ومکمل آں۔۔۔

اور باطن ظاہر کو مکمل کرنے والا ہے، یہ بال برابر بھی ایک دوسرے سے مخالفت نہیں رکھتے مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے اور جھوٹ کے خیال کو بھی دل سے نکال دینا طریقت اور حقیقت ہے اور اگر یہ دل سے جھوٹ کا خیال تک نکال دینا تکلف ومحنت سے حاصل ہو تو طریقت ہے اور اگر تکلف کے بغیر حاصل ہو جائے تو حقیقت ہے۔ لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ باطن جس کو طریقت وحقیقت کہتے ہیں، ظاہر یعنی شریعت کو مکمل کرنے والا ہے اور طریقت کے بغیر کم ہی لوگوں کو یہ نعمت میسر آتی ہے۔

توضیح: اس مکتوب میں حضرت امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واضح الفاظ میں یہ حقیقت عیاں فرمادی کہ شریعت وطریقت یا ظاہر وباطن ایک بال برابر بھی ایک دوسرے سے مخالف ومتصادم نہیں ہیں۔

شریعت: احکام اسلامی یعنی اوامر ونواہی کا نام ہے۔

طریقت: ان احکام پر بتکلف عمل کرنے پر چاہے نفس آمادہ ہو نہ ہو عمل کیا

جائے تو طریقت ہے۔

حقیقت: اگر بلا تکلف عمل کی توفیق حاصل ہو بلکہ ایک طرح سے حظ بے کیف محسوس ہو تو یہ حقیقت ہے۔

درس نمبر ۲۰ حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۳۷

موضوع: طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا خاصہ اتباع شریعت وسنت

بنام: ملا محمد بیانکی رحمۃ اللہ علیہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

ثَبَّتَنَا اللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَاِيَّاکُمۡ عَلٰی جَادَةِ الشَّرِيۡعَتِ الۡحَقَّةِ الۡمُصۡطَفَوِيَّةِ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ...............تا.........البلاغ۔

اللّٰہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپکو شریعت حقہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے شاہراہ پر ثابت قدم رکھے آمین۔ اے میرے نیک بھائی طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے نبی کریم ﷺ کی روشن سنتوں کی تابعداری کی ہے اور عزیمت پر عمل کیا ہے۔ اگر اسی پابندی اور اختیار کے ساتھ انکو حال و وجد سے مشرف کیا جاتا ہے تو اسے نعمت عظیم سمجھتے ہیں لیکن اگر حال اور وجد تو انکو دیئے جائیں اور اس پابندی اور اختیار میں کوئی کوتاہی معلوم کریں تو اس میں اپنا خسارہ جانتے ہیں۔ کیوں کہ ہندوستان کے برہمن اور ہندو جوگی اور یونان کے فلسفی بھی ظاہری تجلیات، مثالی مکاشفات اور توحیدی علوم تو بہت خوب جانتے ہیں لیکن خرابی اور رسوائی کے سوا انکو کچھ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا اور اللّٰہ تعالیٰ سے دوری اور محرومی کے سوا انکو کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اے میرے بھائی چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان بزرگوں کے سلسلے سے منسلک ہوئے ہیں تو اب ضروری ہے کہ پابندی سے انکی تابعداری کریں اور بال برابر بھی انکی مخالفت کی گنجائش نہ رکھیں تاکہ انکے کمالات سے فائدہ مند ہوسکیں اور نفع حاصل کر سکیں۔ سب سے پہلے آپ اپنے عقائد اہل السنّت والجماعت کے عقائد کے موافق درست کریں۔ دوم یہ کہ فرض، واجب، سنت، مستحب، اور حلال وحرام مکروہ مشتبہ جوکہ علم فقہ سے مذکور ہیں، کا علم حاصل کریں اور اس علم کے مطابق عمل بھی کریں۔ تیسرے درجہ پر علوم صوفیہ کی باری آتی ہے۔ جب تک سالک مذکورہ دو کو یعنی عقائد اور علم وعمل فقہ درست نہیں کرلیتا عالم قدس میں اڑنا اور قربِ الٰہی حاصل کرنا محال ہے۔ ان دونوں بازوں کے بغیر اگر حال ووجد میسر ہو بھی جائیں تو اس میں اپنا خسارہ ہی سمجھنا چاہیئے اور ایسے حال ووجد سے پناہ مانگنی چاہیے۔ ماعلی الرسول الا البلاغ۔

درس نمبر ۲۱ مکتوب نمبر ۷۱

موضوع: شکر پروردگار

بنام: مرزا داراب بن خانِ خانان رحمۃ اللہ علیہما

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعدُ: اَیَّدَ کُمُ اللّٰہُ سُبحَانَہٗ وَنَصَرَ کُمْ، شُکرِ مُنعِمِ بَرْ مُنعَمِ عَلَیْہِ واجب است.........تا آخر۔

اللہ تعالیٰ آپکی تائید کرے اور فتح ونصرت عطا کرے نعمت کرنے والے کا شکر عقلی اور شرعی طور پر منعم علیہ یعنی جس پر نعمت کی گئی ہو اس پر واجب ہے اور یہ ہر کسی کو معلوم ہے کہ

شکر اسی قدر واجب ہوتا ہے جس قدر نعمت پہنچے، لہٰذا جس قدر نعمت زیادہ ہوگی اسی قدر زیادہ شکر کرنا واجب ہوگا۔ لہٰذا دنیاداروں پر ہم غریبوں کی نسبت انکے درجات کے تفاوت کے مطابق کئی گنا زیادہ شکر کرنا واجب ہوگا۔ لہٰذا اس امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے فقراء دولتمندوں سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں جائینگے۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں یَدۡخُلُ الۡفُقَرَآءُ الۡجَنَّتَ قَبۡلَ الۡاَغۡنِیَاءِ بِخَمۡسِ مِاۃِ عَامٍ۔ فقراء اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ترمذی شریف میں موجود اس حدیث سے مراد وہ فقراء ہیں جو غربت وفقیری پر شکر و صبر سے رہیں۔ ساتھ ہی متقی و پرہیز گار بھی ہوں۔ فقط مسکین وغریب ہونا کافی نہیں ہے۔ منعم حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر اس طرح ادا کیا جائے کہ سب سے پہلے اپنے عقائد نجات یافتہ گروہ یعنی اہل السنّت والجماعت کے مطابق درست کیئے جائیں۔ دوم یہ کہ اسی جماعت کے ائمہ مجتہدین کی رائے کے مطابق شرعی عملی احکام بجا لائے جائیں۔ سوم یہ کہ اسی بلند مرتبہ گروہ اہل السنّت والجماعت کے صوفیاء کرام کے سلوک کے مطابق تصفیہ وتزکیہ حاصل کیا جائے اور اس آخری رکن یعنی طریقہ صوفیاء پر چلنا وجوب استحسانی ہے۔ بخلاف پہلے والے دو رکنوں کے کہ عقائد اور عمل شرعی طور پر لازم و واجب ہیں۔ اسلئے کہ اسلام کی اصل و بنیاد یہی دو رکن ہیں، جبکہ کمال اسلام کا مدار اس تیسرے رکن یعنی تصفیہ وتزکیہ پر ہے۔ اور جو عمل ان تین ارکان کے خلاف ہے اگرچہ وہ سخت ریاضت اور مشکل مجاہدہ ہو گناہ اور نافرمانی اور منعم حقیقی جل تعالیٰ سلطانہ کی ناشکری میں داخل ہے۔ ہندوستان کے برہمنوں اور یونان کے فلسفیوں نے ریاضات اور محنت ومجاہدات میں کوئی کمی نہیں کی لیکن چونکہ وہ ریاضات انبیاء کرام علیہم السلام کی بالعموم اور افضل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے بالخصوص موافق نہیں اسلئے وہ سب

مردود ونامقبول ہیں اور اخروی نجات سے محروم ۔ فَعَلَیْکُمْ بِمُتَابِعَةِ سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَاشَفِیْعِ ذُنُوْبِنَاوَطَبِیْبِ قُلُوْبِنَاوَشِفَاءِ صُدُوْرِنَامُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمْ وَمُتَابِعَةِ خُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

پھر تمہارے اوپر لازم ہے کہ ہمارے آقا ومولا اور ہمارے گناہوں کی شفاعت کرنیوالے اور ہمارے قلوب کے طبیب اور ہمارے سینوں کی شفاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کریں اور آپکے خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تابعداری کریں جو کہ ہدایت یافتہ ہیں۔

درس نمبر ۲۲ حصہ ششم مکتوب نمبر ۳۱

موضوع: فراغت کی قدر کریں

بنام: خواجہ شرف الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اے فرزند..تا..والسلام

ترجمہ: سب حمد اللہ تعالیٰ کا ہے اور اسکے برگزیدہ بندوں پر سلام۔

اے صاجبزادے فراغت ایک غنیمت ہے، اسے بے فائدہ کاموں میں صرف کرنا نہ چاہئے بلکہ اسے اللہ عزوجل کی خوشنودی کے کاموں میں صرف کرنا چاہئے۔ پانچ وقت نماز قلبی جمعیۃ اور جماعت کے ساتھ تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کی جائے۔ نماز تہجد کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ صبح کے وقت استغفار کو ضایع نہ کریں۔ خواب خرگوش سے محذوذ نہ ہوں۔ جلدی حاصل

ہونے والی لذتوں پر فریفتہ نہ ہوں، موت کو یاد رکھیں اور آخرت کی ہولناکیوں کو پیش نظر رکھیں۔ غرضیکہ دنیا سے منہ پھیر کر آخرت کی طرف متوجہ ہو جائیں، البتہ بقدرِ ضرورت دنیوی کاموں میں مشغول رہیں اور بقیہ اوقات کو آخرت میں کام آنیوالے کاموں سے معمور و آباد رکھیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اپنے دل اور باطن کو غیر اللہ کی محبت میں گرفتاری سے آزاد اور اپنے ظاہر کو شریعت کے احکام سے مزین و آراستہ کریں، اصل کام یہی ہے باقی سب بے مقصد ہیں۔ باقی احوال خیریت سے ہیں، والسلام۔

درس نمبر ۲۳ مکتوب نمبر ۴۷

موضوع: صحبتِ شیخ مجاہدوں سے بڑھکر مفید ہے

بنام: خواجہ محمد قاسم بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیغِ الدَّعْوَاتِ می رساند اللہ سُبْحَانَہ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَۃِ کہ از کلمہ وکلام آں اخوی حرارت طلب مفہوم میشود...تا...قدیر

ترجمہ: حمد وصلوٰۃ اور دعاؤں کے بعد واضح ہو کہ آپکی بات چیت سے باطنی فیض حاصل کرنے کا شوق معلوم ہوتا ہے اور باطنی جمعیت کی خوشبو آرہی ہے۔ بلاشبہ یہ دولت قربِ صحبت ہی کا نتیجہ ہے۔ مگر بے فائدہ مصروفیات نے آپکو ایک ہفتہ بھی صحبت میں رہنے نہ دیا۔ آپکے صحبت میں رہنے کے تمام ایام بھی نہ معلوم دس روز بھی ہوں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے شرم کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں کے لئے ہزار دنوں میں سے ایک دن بھی نہیں نکال سکتے اور غیر ضروری دنیوی مصروفیات سے الگ نہیں ہو سکتے۔ تمہارے اوپر حجت مکمل ہو چکی ہے اور آپنے عملی طور پر دیکھ بھال لیا ہے کہ صحبت میں ایک ساعت رہنا کئی چلوں و مجاہدوں سے بہتر ہے، پھر

بھی تم اس صحبت سے دور بھاگتے ہواور حیلے بہانے کر کے اپنے آپکو دور رکھ رہے ہو۔آپکی استعداد کا جوہر بڑا قیمتی ہے لیکن اسکا کیا فائدہ جب عملی طور پر اس سے کچھ حاصل نہیں کر رہے ہیں۔آپکی استعداد بہت بلند ہے لیکن ہمت پست ہے۔بچوں کی مانند قیمتی موتیوں کو چھوڑ کر بے قیمت خسیس ٹھیکریوں پر مطمئن وخوش ہو۔

شعر: بوقت صبح شود ہمچوں روز معلومت   کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

یعنی جب صبح کے وقت دن چڑھ آئیگا تب تجھے معلوم ہوگا کہ کس کی محبت میں تیری اندھیری رات گذری تھی۔اب بھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا اپنے اصلی مقصد کا فکر کریں اوراس مقصد کے حصول کے لئے سب سے بہتر چیز اولیاءاللہ کی صحبت ہے اوراگر یہ دولت یعنی پیر کی صحبت میسر نہ ہوتو اپنے اوقات کواس ذکر میں مشغول رکھیں جو کسی اللہ والے سے حاصل کیا ہو،اپنے خیال سے اورادو وظائف شروع نہ کریں اور جو کچھ ذکر میں رکاوٹ بن رہا ہواس سے پرہیز کریں اور شرعی حلال وحرام میں بہت احتیاط کریں۔اس معاملہ میں کوتاہی ہرگز نہ کریں، پانچوں وقت نماز پابندی سے باجماعت ادا کریں اور تعدیل ارکان میں پوری کوشش کریں اور پابندی سے مستحب اوقات میں نماز ادا کریں رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔[1] یا اللہ تو ہمارے نور کو کامل کردے اور ہمکو بخشدے۔بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

توضیح: اس مکتوب شریف میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو خصوصی تنبیہ فرمائی ہے جو کسی کامل اللہ والے کی صحبت وخدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور وہاں شریعت وسنت کی پابندی، اصلاح نفس اور تعلیم وتربیت کا دینی ماحول اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور دل سے مطمئن ہو کر کہ یہی برحق طریقہ ہے، بیعت بھی ہو جاتے ہیں لیکن بعد میں دنیوی مصروفیات میں

---

[1] آیت ۸ سورہ التحریم۔

اس قدر مشغول ہوجاتے ہیں کہ صحبت شیخ کے لئے وقت نہیں نکالتے اور اسکے نتیجہ میں آہستہ آہستہ شریعت وسنت کی پابندی میں بھی غفلت اور سستی پیدا ہوجاتی ہے، مکتوب کے آخر میں آپنے تعدیل ارکان کالحاظ کرتے ہوئے نماز ادا کرنے کی تاکید کی تعدیل ارکان یعنی اطمینان وسکون سے رکوع وسجود قومہ وجلسہ ادا کرنا، اس میں ایک تسبیح کے برابر توقف کرنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک واجب ہے اور اس سے زیادہ دیر ٹھرنا مستحب ہے، جب کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے یہاں تعدیل ارکان فرض ہے۔ اسکے بغیر نماز ہی ادا نہیں ہوتی۔

درس نمبر ۲۴ حصہ ششم مکتوب نمبر ۳۰

موضوع: تصور ورابطہ شیخ

بنام: حضرت خواجہ محمد اشرف اور حضرت حاجی محمد فرکتی رحمۃ اللہ علیہما

الحَمْدُلِلّٰهِ وَسَلامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى-----

ترجمہ: آپ دونوں معزز ومحترم بھائیوں کا بھیجا ہوا مکتوب موصول ہوا اور اس میں تحریر کئے گئے کیفیات واحوال وضاحت سے معلوم ہوئے۔ خواجہ محمد اشرف صاحب نے تحریر کیا تھا کہ نسبتِ رابطہ کی قوت اس حد تک غالب آچکی ہے کہ نماز میں اسکو اپنا مسجود دیکھتا اور سمجھتا ہوں[1] بالفرض اگر اسکو ہٹانا چاہوں تو بھی نہیں ہٹتا۔

اے محبت کے متوالے! طریقت کے طالب اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور یہ ہزاروں میں سے کسی ایک کو دیتے ہیں۔ ایسی نسبت والا سالک اپنے شیخ سے کامل مناسبت رکھنے والا ہوتا ہے، ممکن ہے کہ شیخ کامل کی تھوڑی سی صحبت سے اسکے تمام کمالات کو حاصل کر لیتا ہے۔

---

1. یعنی شیخ نماز پڑھتے وقت سامنے نظر آتے ہیں۔

رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہو، رابطہ تو مسجود الیہ [1] ہوتا ہے، نہ کہ مسجود لہٗ [2] مسجود لہٗ ہونا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خاصہ ہے۔ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے [3] اس قسم کی دولت تو سعادتمندوں کو میسر ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے تمام احوال میں صاحبِ رابطہ کو وسیلہ سمجھیں اور ہر وقت اسکی طرف متوجہ رہیں اور ان بدنصیب لوگوں کی مانند نہ بنیں جو اپنے آپکو مستغنی جانتے ہیں اور اپنے توجہ کے قبلہ کو شیخ سے پھیر لیتے ہیں اور اپنا معاملہ درہم برہم کر دیتے ہیں۔

توضیح: سالک جب طریقت میں قدم رکھتا ہے تو اسے چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ اپنے شیخ کی صحبت وخدمت اختیار کرے اور انکے وسیلہ سے باطنی وروحانی ترقی کرے، اسی اثناء میں اسے کشف وکرامت، وجد وحال جو کچھ میسر آئیں انکو اپنے پیر کے طفیل اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم سمجھے۔ اگر یہ سمجھے گا کہ یہ میری محنت ومجاہدہ کا ثمر ونتیجہ ہے تو اعتقاد کی کمی کے باعث وہ شیخ کے فیوض سے محروم ہو جائیگا اور اسکی باطنی ترقی رک جائیگی بلکہ بعض اوقات اس خام خیالی کی باعث مزید خسارہ مول لیتا ہے الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا سالک کو چاہیئے کہ شیخ کی صحبت سے دوری کے دوران بھی حصولِ فیض کے لئے اسکی طرف متوجہ رہے، رابطہ وتصور شیخ اسکے لیے اہم اور مجرب ذریعہ ہے اور اس میں کسی قسم کی شرعی قباحت بھی نہیں۔ اسے ناجائز وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جن کا اس گلی سے کبھی گذر ہی نہیں ہوا۔

درس نمبر ۲۵ حصہ ششم مکتوب نمبر ۳۰

موضوع : لذت وحلاوت ضروری نہیں ہیں

1۔ جس کی طرف رخ کیا جائے۔ 2۔ جسے سجدہ کیا جائے۔ 3۔ جس طرح مسجد ومحراب مسجود الیہ ہوتے ہیں، اسی طرح اگر شیخ نظر آئے تو وہ بھی مسجود الیہ یعنی سجدے کا طرف ہوتا ہے مسجود نہیں ہوتا۔

بنام: حضرت خواجہ محمد اشرف وحضرت حاجی محمد فرکتی رحمۃ اللہ علیہما

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عبارت مکتوب شریف: مولانا حاجی محمد اظہار نمودہ بودند...تا..السمر قندی

مولانا حاجی محمد نے واضح کیا تھا کہ تقریباً دوماہ سے ذکر وفکر اور اوراد و وظائف میں خلل واقع ہوگیا ہے اور پہلے والی لذت وحلاوت باقی نہیں رہی۔اے میرے دوست! اگر دو چیزوں میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا تو کچھ غم نہیں۔ان میں سے ایک ہے صاحبِ شریعت نبی رحمت ﷺ کی تابعداری اور دوم اپنے شیخ سے محبت واخلاص ہے۔ان دو چیزوں کے ہوتے ہوئے اگر ہزاروں اندھیریاں اور تاریکیاں طاری ہو جائیں تو بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔آخر کار اسے ضائع ہونے نہیں دینگے اور اگر نعوذ باللہ ان میں سے کسی ایک میں نقص واقع ہوا تو پھر خرابی ہی خرابی ہے اگر چہ جمعیت اور حضور بھی حاصل ہوں تو یہ استدراج ہے[1] اور اسکا انجام خرابی ہے کیونکہ اتباع سنت ﷺ اور محبت شیخ کے سوا دلی جمعیت حاصل ہونا کمال نہیں۔عاجزی اور زاری کے ساتھ بارگاہِ الٰہی سے یہ دو چیزیں طلب کریں اور ان پر استقامت کا سوال کریں کہ یہ دونوں مقصودی چیزیں ہیں اور انہیں پر نجات کا مدار ہے۔ جملہ برادران اسلام خاص طور پر پرانے دوست مولانا عبدالغفور سمرقندی کو السلام پہنچیں۔

درس نمبر ۲۶ حصہ ششم مکتوب نمبر ۲۵

موضوع: ذکر بہت وسیع ہے

بنام: خواجہ شرف الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ

---

1. استدراج یعنی ڈھیل اور وقتی طور پر دل خوش ہونا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

صحیفہ شریفہ ...تا.. السلام والتحیۃ

ترجمہ: سب حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اسکے برگزیدہ بندوں پر سلام ۔آپکا مکتوب جو کہ مولانا عبدالرشید اور مولانا جان محمد کے ہاتھ ارسال کیا تھا، نیز جو نذرانہ بھیجا تھا، وصول پائے، اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر سے نوازے۔ آپکی صحت کی خبر سنکر بہت خوشی ہوئی، اے صاحبزادہ فرصت، فراغت اور صحت یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، لہٰذا اپنے تمام اوقات کو ہمیشہ ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہیے۔ جو بھی عمل شریعت مطہرہ کے مطابق کیا جائیگا ذکر میں داخل ہے اگرچہ وہ خرید و فروخت ہو۔ چاہیے کہ اپنے تمام حرکات و سکنات میں شرعی احکام کی رعایت کی جائے تا کہ وہ سب ذکر میں شامل ہو جائیں۔ اسلیئے کہ ذکر سے مقصد غفلت کا دور کرنا ہے اور جب تمام افعال میں اوامر و نواہی کی رعایت کی جائیگی تو امر و نہی کرنے والی خدا کی ذات کی غفلت سے نجات میسر آجائیگی اور دائمی ذکر حاصل ہو جائیگا اور یہ دوامِ ذکر اس یادداشت کے علاوہ ہے جو حضرات نقشبند قدس اللہ اسرارہم نے بیان فرمایا ہے، اسلیئے کہ وہ باطن پر منحصر ہے اور اس دوام ذکر کا اثر ظاہر کے ساتھ بھی متعلق ہے۔ گو یہ دشوار ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپکو صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کمال متابعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

درس نمبر ۲۷ حصہ ششم مکتوب نمبر ۳۸

موضوع: ظاہر باخلق اور باطن با خدا

بنام: حاجی محمد یوسف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

معرفت خدا جل سلطانہ بر اں کس حرام است کہ برابر خردلہ در باطنِ او محبت دنیا بود...تا آخر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی محبت اس شخص پر حرام ہے جسکے دل میں رائی کے دانہ جتنی بھی دنیا کی محبت ہو یا اسکے باطن کو اس قدر دنیا سے تعلق ہو، یا اس قدر دنیا کا خیال اسکے باطن میں گذرتا ہو۔ البتہ اسکا ظاہر جو باطن سے بہت دور ہے اور آخرت سے دنیا میں آیا ہے اور دنیا کے لوگوں سے خلط ملط ہو گیا ہے تاکہ وہ مناسبت حاصل ہو جو فائدہ حاصل کرنے اور فائدہ پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔ لہٰذا اس مقصد کے لئے اگر وہ دنیاوی کلام کرے، دنیوی اسباب میں مشغول رہے تو اسکی گنجائش ہے اور یہ کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ اور اچھی بات ہے تاکہ بندوں کے حقوق ضائع نہ ہوں اور ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرنے اور فائدہ پہنچانے کا راستہ بند نہ ہو۔ پس ایسے شخص کا باطن اسکے ظاہر سے بھی بہتر ہے اور یہ جَو نما گندم فروش کی مثل ہے۔ جبکہ ظاہر بین لوگ انکو اپنی طرح گندم نما جو فروش تصور کرتے ہیں اور اسکے ظاہر کو اسکے باطن سے بہتر جانتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ شخص بظاہر دنیا سے بے تعلق دکھائی دیتا ہے مگر باطن میں ہماری طرح اسکی محبت میں گرفتار ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ وَ۔ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ الْعُلٰی

توضیح: اس مکتوب شریف میں حضرت امام ربانی نور اللہ مرقدہ نے دنیا کی مذمت کے ساتھ ساتھ ان جاہل اور دین و شریعت کی حقیقت سے بے خبر لوگوں کی بعض غلط فہمیوں کو دور فرمایا ہے جو خوشحال و خوش پوشاک بزرگانِ دین کو اپنے جیسا دنیادار سمجھتے ہیں اور انکی نظر میں ولایت و بزرگی کے لئے دنیا و دولت سے دوری اور دنیوی نعمتوں سے بے بہرہ رہنا بہت ضروری ہے جبکہ

حقیقت حال یہ ہے کہ جولوگ حلال وجائز طریقہ پر دنیوی کام کاج کرتے اور پوری طرح سے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے ہیں بالفاظ حضرتِ امامِ ربانی قدس سرہ ان کا باطن تو ان کے ظاہر سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ ایسے ہی افراد کو آپنے جوٗ نما گندم فروش قرار دیکر انکے بالمقابل ان لوگوں کو گندم نما جوفروش فرمایا جو اپنے ظاہر کو تو بڑا دیدہ زیب اور خوبصورت رکھتے ہیں لیکن اپنے باطن کی خبر نہیں رکھتے۔

شعر: اولیاء را بر قیاسِ خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر وشِیر

یعنی اولیاء اللہ کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو لکھنے میں تو شیر اور شِیر یعنی دودھ دونوں ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن انکی حقیقتوں میں غیر معمولی فرق ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی بظاہر تو دوسرے انسانوں جیسے ہی ہیں، انکی طرح کھاتے پیتے اور رہتے ہیں لیکن حقیقت کے لحاظ سے عوام الناس سے بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کاملین کی قدر عطا فرمائے آمین۔

درس نمبر ۲۸ حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۸۱

موضوع: فضیلت صحبتِ مشائخ نقشبند قدس اللہ اسرارہم

بنام: حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ

الحمدُللہِ وسلامٌ علی عِبادِہِ الذینَ اصْطَفٰی

شکرِ ایں نعمتِ عظمیٰ بکدام زباں بجا آرد...تا. ترکستان است۔

ترجمہ: میں کس زبان سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالاؤں کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہم فقیروں کو اہل سنۃ وجماعۃ شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے مطابق درست عقائد عطا کرنے کے بعد طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ ہونے کا شرف بخشا اور اس برگزیدہ

خاندان سے نسبت اور مریدی سے سرفراز کیا۔اس فقیر کی نظر میں طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں ایک قدم چلنا دوسرے طریقوں کے سات قدم چلنے سے بہتر ہے۔ جو راستہ بطور وراثت واتباع کمالات نبوت تک پہنچتا ہے وہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔اسی بناء پر اس فقیر نے اپنے بعض کتب ورسائل میں تحریر کیا ہے کہ ان بزرگان نقشبند کا طریقہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وراثت کے طور پر کمالاتِ نبوت کا کامل حصہ حاصل کیا،اس طریقہ کے منتہی حضرات بھی انکے تبعیّت کی بدولت کامل حصہ حاصل کر لیتے ہیں۔ جب کہ مبتدی اور متوسط جو راہ سلوک میں تا حال کمال تک نہیں پہنچے پھر بھی چوں کہ اس طریقہ کی پابندی کرتے ہیں اور اس طریقہ کے منتہی حضرات سے کامل محبت رکھتے ہیں تو انکو بھی یہی امید ہے کہ کمالات نبوت میں سے اپنا حصہ پا جائینگے۔اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ۔آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جسکے ساتھ اسے محبت ہوگی۔یہ حدیث شریف دور افتادہ سالکوں کے لیے بڑی خوشخبری ہے، اس طریقہ میں ناکام ونامراد وہ شخص ہے جو اس طریقہ میں داخل ہو لیکن اس طریقہ کے آداب کا لحاظ نہ رکھے اور اپنی طرف سے نئی باتیں گھڑ کر طریقہ میں داخل کر لے یا اپنے کشف اور خوابوں پر بھروسہ کرے اور اس طریقہ کے خلاف اقدام کرے اس صورت میں طریقہ عالیہ کا کوئی قصور نہیں ہے۔اسلئے کہ وہ اپنے خواب اور کشف کی راہ پر چلتا ہے کہ ترکستان کی طرف رخ کر کے جا رہا ہے اور جان بوجھ کر کعبۃ اللہ سے منہ پھیر لیا ہے پھر بھی کہتا ہے کہ میں خانہ خدا کی زیارت کرنے جا رہا ہوں۔

شعر: ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی　　ایں رہ کہ تو می روی بترکستان است

ترجمہ: اے اعرابی! تو کعبہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ جس راستے تو جا رہا ہے وہ ترکستان کو جاتا ہے۔

درس نمبر ۲۹ حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۸۴

موضوع: اتباعِ سنت ہی کام آئیگا

بنام: حضرت قلیج اللہ بیگ رحمۃ اللہ علیہ

نحمدُہٗ وَنُصَلِّی علی رَسُولِہِ الکَرِیم

عبارت مکتوب شریف: اے فرزند آنچہ فردا بکار خواہد آمد متابعت صاحب شریعت است علیہ الصلوٰۃ والسلام...تا...ھٰذ

ترجمہ: اے صاحبزادہ کل بروز قیامت جو چیز کام آئیگی وہ صاحب شریعت حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری ہے۔ حال، وجد وعلوم ومعارف اور رموز واشارات اگر اس تابعداری کے ساتھ جمع ہوجائیں تو بہتر ہے اور عظیم نعمت ہے۔ ورنہ سوائے خسارہ اور استدراج یعنی ڈھیل کے اور کچھ نہیں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد از وفات ایک شخص نے خواب میں دیکھا اور انکا حال دریافت کیا، تو جواب میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: طَاحَتِ العِبَادَاتُ وَفَنِیتِ الاِشَارَاتُ وَمَانَفَعَنَا اِلاَّ رَکیعَاتٍ رَکَعنَاھَا فِی جَوفِ اللَّیلِ

ترجمہ: ہماری تمام عبادات اڑ گئیں اور کشف وکرامات فنا ہوگئیں اور یہ کوئی نفع نہ دے سکے ماسوا ان دو رکعتوں کے جو ہم درمیان رات کو اٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ آپکے اوپر لازم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تابعداری کریں اور قول وعمل واعتقاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی مخالفت سے بچیں اسلئے کہ اتباع سنت میں خیر وبرکت ہے اور مخالفت میں بدبختی اور ہلاکت ہے اس بات کو خوب یاد رکھیں۔

توضیح: اس مکتوب شریف میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اتباع سنت رسول ﷺ کی اہمیت واضح فرمادی کہ اگر کسی کو اتباع سنت کی دولت کے ساتھ ساتھ علم وعمل اور کشف وکرامت اور حال ووجد حاصل ہوں تو اچھی بات ہے لیکن اگر شریعت کی تابع داری کے بغیر یہ چیزیں حاصل ہوں تو انکی کوئی حیثیت نہیں الٹا اس آدمی کے لئے خسارہ کا باعث بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔آمین۔

نیز اس مکتوب میں آپ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز تہجد کی عنداللہ مقبولیت کا ذکر کر کے اپنے مریدین یعنی نقشبندی مجددی سلسلہ سے وابستہ سالکین کو نماز تہجد ادا کرنے کی ترغیب دی ہے۔اسی موضوع پر ہمارے ایک شیخ حضرت پیر فضل علی قریشی نقشبندی قدس سرہ بغداد کے ایک خلیفہ کا ذکر فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ خلیفہ وقت کو اسکی والدہ نے کہا بیٹا تیرا ملک آج کل میں برباد ہونیوالا ہے اسلئے کہ میں نے آج رات بربادی کی علامت دیکھی ہے اور وہ یہ کہ رات نماز تہجد پڑھنے کے لئے صرف ستر عورتیں آئی تھیں حالانکہ محلہ میں بسنے والی عورتیں ایک سو سے زیادہ ہیں۔لہٰذا جلدی سے اسکا تدارک کرو[1] مذکورہ مکتوب اور واقعہ کی روشنی میں ہم اہلِ ذکر فقیروں کے غور کے لئے اہم درس اور تاکید وتنبیہ ہے لہٰذا جہاں تک ہو سکے نماز تہجد میں کوتاہی نہ کریں۔

درس نمبر ۳۰ حصہ ششم مکتوب نمبر ۳۶

موضوع: مذہبِ اہل السنۃ والجماعت

بنام: حضرت خواجہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات میرساند...تا...طفیلِ ایشاں

ترجمہ: حمد وصلوٰۃ اور سلامِ مسنونہ کے بعد احوال یہ کہ درویشوں کی محبت اور ان سے ربط والفت اور اس بلند مرتبہ گروہ کی باتوں کو سننے کی رغبت اور اس محترم طبقہ کے اخلاق واطوار کی طرف قلبی میلان اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور اسکی دی ہوئی بڑی دولت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی۔

عبارت مکتوب شریف: چوں دریں ایام از بحث امامت بسیار مذکور می شود..تا..

ترجمہ: چوں کہ آجکل امامت یعنی نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر بہت زیادہ بحث ہورہا ہے اور ہر ایک اس موضوع پر اپنے گمان واندازہ کے مطابق گفتگو کررہا ہے۔ حسبِ ضرورت اس عنوان پر چند سطریں لکھی جاتی ہیں اور مذہبِ اہل سنت وجماعت اور مخالف مذہبوں کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔

اے نیک نام! شیخین یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت اور ختنین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو داماد حضرت عثمانِ غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت اہل سنت والجماعت کی علامات میں سے ہے۔ شیخین کی افضلیت جسکے ساتھ ختنین کی محبت بھی شامل ہو، اہل سنت والجماعت کی خصوصیات میں سے ہے۔ شیخین کی افضلیت تو صحابہ کرام اور تابعین حضرات رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے، اور اس بات کو اکابر ائمہ نے جن میں سے امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک ہیں، نقل کیا ہے اور حضرت شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی باقی امت پر فضیلت قطعی، یقینی ہے۔

---

1 صفحہ ۱۶۵ انوار فضلیہ۔

نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی تواتر[1] سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی حکومت وخلافت کے زمانہ میں کثیر جماعت کے روبرو اپنے دوستوں سے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس امت کے بہترین فرد ہیں اور اس بات کو امام ذہبی نے بیان کیا ہے اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ السلام کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور انکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور انکے بعد ایک اور شخص ہیں، پس انکے صاحبزادہ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر آپ؟ فرمایا میں نہیں ہوں مگر مسلمانوں میں سے ایک عام مسلمان ہوں۔

غرضیکہ شیخین کی افضلیت باوثوق اور معتبر راویوں کی کثرت کے باعث شہرت اور تواتر کی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ اسکا انکار جہالت یا دشمنی کی بناء پر ہی ہوسکتا ہے۔ عبدالرزاق جو اکابر شیعہ میں سے ہے، نے جب انکار کی گنجائش نہ دیکھی تو بے اختیار شیخین کی افضلیت کا قائل ہوا اور کہنے لگا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود شیخین کو اپنے اوپر فضیلت دیتے ہیں تو میں بھی انکے فرمان کے مطابق ان پر شیخین کو فضیلت دیتا ہوں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ فضیلت نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا اور یہ بڑا گناہ ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کروں اور پھر انکی مخالفت کروں۔ چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دو دامادوں حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان فتنہ برپا ہوگیا تھا اور لوگوں کے معاملات میں بہت خلل واقع ہو چکا تھا اور اس سلسلہ میں لوگوں کے دلوں میں کدورت بے حد پیدا ہو چکی تھی اور مسلمانوں کے مابین کینہ وعداوت کا غلبہ ہو چکا تھا۔ اسی ضرورت کے تحت دونوں دامادوں کی محبت کو بھی اہل سنت وجماعت کے شرائط میں شمار کیا گیا تاکہ کوئی جاہل اس بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ

1۔ ہر زمانے میں بکثرت راویوں کی موجودگی۔

عنہم سے بدگمانی نہ کرے اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشینوں کے ساتھ بغض وعداوت نہ رکھے۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اہل سنت ہونے کے لئے شرط ہے اور جو یہ محبت نہیں رکھتا اہل سنت سے خارج ہے اور اسکا نام سنی نہیں خارجی ہے اور جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں افراط کی راہ اختیار کی اور جس قدر محبت ہونی چاہیئے اس پر زیادتی کی اور محبت میں غلو کیا اور حضور خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف زبان درازی کی، انکو گالیاں دیں اور ان پر طعن وملامت کیا اور صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین علیہم الرحمۃ کا طریقہ ترک کیا اسکا نام رافضی پڑ گیا یعنی اہل حق کے راستہ کو ترک کرنے والا۔ پھر اہل سنت متوسط طریقہ پر ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی محبت میں افراط اور تفریط کی راہ جو رافضی اور خارجی لوگوں نے اختیار کی ہے اسکے درمیان والی راہ اہل سنت نے اختیار کی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ درمیانگی اور وسط ہی حق ہے اور افراط وتفریط دونوں برے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے کہ اس سے یہودیوں نے دشمنی کی یہاں تک کہ اسکی پاکدامن والدہ سیدہ مریم امِ حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر بہتان لگایا اور اسے نصاریٰ نے دوست رکھا یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک لے آئے جس کے وہ لائق نہ تھے یعنی انکو اللہ کا بیٹا کہنے لگے، مذکورہ روایت کے بعد حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے حق میں دو نوں گروہ ہلاک ہونگے۔ ایک وہ جو میری محبت میں افراط کرینگے اور میرے لیے وہ کچھ ثابت کرینگے جو مجھ میں نہیں ہے [1] دوسرے وہ جو میرے ساتھ دشمنی رکھیں

---

[1] مثلاً بعض گمراہ کہتے ہیں کہ اصل نبوت کے مستحق حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تھے یا یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور اہل بیت کے بارے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں جنہیں چھپایا گیا وغیرہ۔

گے اور عداوت کی بنیاد پر مجھ پر بہتان لگائینگے۔ اس طرح آپ نے خارجیوں کے حال کو یہودیوں کے حال سے اور رافضیوں کے حال کو نصاریٰ کے حال سے تشبیہ دی کہ یہ دونوں فرقے حق کے متوسط راستے سے دور ہٹے ہوئے ہیں۔ لہٰذا وہ شخص بڑا ہی جاہل ہے جو اہل السنّت والجماعت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے محبوں میں سے نہیں سمجھتا اور محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کو رافضیوں سے مختص تصور کرتا ہے۔

یاد رکھو! محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ رفض نہیں بلکہ حضرات خلفاءِ ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی گستاخی اور ان سے بیزاری رفض ہے بلکہ جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے بیزاری قابلِ مذمت اور قابل ملامت ہے۔

توضیح: اس مکتوب شریف میں جو کہ کافی تفصیلی ہے حضرت امامِ ربانی قدس سرہ نے عقائدِ مسلکِ حقہ اہل سنت والجماعت کا مدلل طریقہ پر ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ مخالف گروہ کے عقائد کا نہایت ہی شستہ و عمدہ انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ جس میں کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ دعوت غور و فکر ہے۔ مثلاً اسی مکتوب میں فرمایا

محبت اہل بیت سرمایہ اہلِ سنت است مخالفاں ازیں معنیٰ غافل اند واز محبت متوسطِ ایشاں جاہل۔

ترجمہ: اہل بیت نبوۃ کی محبت اہل سنت کا سرمایہ ہے۔ مخالف حضرات اس حقیقت سے غافل ہیں اور انکی متوسط محبت سے لاعلم ہیں۔

مزید فرمایا پس محبانِ اہلِ بیتِ رسول علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات اہل سنت باشند و فی الحقیقت گروہِ اہل بیت ہم ایشاناں۔

ترجمہ: لہٰذا اہل بیت رسول ﷺ سے محبت کرنے والے تو اہل سنت ہیں اور حقیقت میں اہل بیت کی جماعت بھی یہی ہیں۔

درس نمبر ۱۳۱ مکتوب نمبر ۲۸۰

موضوع: محبت پیر

بنام: حافظ محمود رحمۃ اللہ علیہ

بعد الحمد والصلوٰۃ

ترجمہ: حمد وصلوٰۃ اور دعا کے بعد احوال یہ کہ آپ کا مکتوب جو کہ مولانا مہدی علی کے ہاتھ بھیجا تھا وصول پایا اور باعث مسرت بنا الحمدللہ سبحانہ وتعالیٰ کہ فقراء اہل ذکر سے محبت جو کہ دنیوی اور اخروی سعادت کا سرمایہ ہے، مضبوط و مستحکم اور طویل عرصہ صحبت سے دوری نے اسپر کوئی اثر نہیں کیا۔

دو چیزوں کی حفاظت کرنا لازمی وضروری ہے ایک صاحب شریعت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی تابعداری دوم اپنے شیخ ومقتدیٰ سے اخلاص ومحبت ہے۔

ان دو چیزوں کے ہوتے ہوئے جو کچھ (کشف وکرامات واحوال) دیا جائے نعمت ہے اور اگر کچھ بھی نہ دیں لیکن یہ دونوں مضبوطی سے حاصل ہیں تو غم وفکر کی کوئی بات نہیں۔ آخر کار اسے (باطنی کرامات وکمالات) دے دیں گے۔ لیکن اگر العیاذ باللہ ان دو میں سے کسی ایک میں خلل واقع ہو اور اسکے ساتھ احوال واذواق یعنی کشف اور باطنی لذت حاصل رہیں تو ان کو استدراج یعنی ڈھیل سمجھنا چاہیے اور اس میں اپنے لیے خرابی کے سوا کچھ نہ سمجھا جائے۔ استقامت کا طریقہ یہی ہے۔ واللہ سبحانہ الموفق

والسلام

مختصر حالات حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

صفحہ ۱۲۳ سے ۱۸۰

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۵
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ۱۲۹
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۱۳۰
حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمۃ ۱۳۱
حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ ۱۳۱
حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ۱۳۲
حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ ۱۳۳
حضرت ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمۃ ۱۳۴
حضرت ابوعلی فارمدی علیہ الرحمۃ ۱۳۵
حضرت یوسف بن ایوب علیہ الرحمۃ ۱۳۶
حضرت عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ ۱۳۶
حضرت محمد عارف ریوگری علیہ الرحمۃ ۱۳۷
حضرت محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمۃ ۱۳۷
حضرت عزیزان علی رامیتنی علیہ الرحمۃ ۱۳۸
حضرت محمد بابا سماسی علیہ الرحمۃ ۱۳۹
حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ ۱۴۱
حضرت بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ ۱۴۱
حضرت علاؤالدین عطار علیہ الرحمۃ ۱۴۳
حضرت یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ ۱۴۴
حضرت عبیداللہ احرار علیہ الرحمۃ ۱۴۴

مختصر حالات حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

صفحہ ۱۲۳ سے ۱۸۰

حضرت محمد زاہد وخشی علیہ الرحمۃ ۱۴۶

حضرت درویش محمد علیہ الرحمۃ ۱۴۷

حضرت محمد مقتدی امکنگی علیہ الرحمۃ ۱۴۸

حضرت محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ ۱۴۹

حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ ۱۵۰

حضرت محمد معصوم علیہ الرحمۃ ۱۵۴

حضرت سیف الدین علیہ الرحمۃ ۱۵۶

حضرت حافظ محمد محسن علیہ الرحمۃ ۱۵۷

حضرت نور محمد بدایونی علیہ الرحمۃ ۱۵۸

حضرت مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ ۱۵۸

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ ۱۵۹

حضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ ۱۶۰

حضرت احمد سعید علیہ الرحمۃ ۱۶۲

حضرت دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ ۱۶۳

حضرت محمد عثمان دامانی علیہ الرحمۃ ۱۶۵

حضرت لعل شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ ۱۶۶

حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمۃ ۱۶۸

حضرت فضل علی قریشی علیہ الرحمۃ ۱۶۹

حضرت خواجہ عبدالغفار علیہ الرحمۃ ۱۷۰

حضرت خواجہ سوہنا سائیں علیہ الرحمۃ ۱۷۶

مختصر حالات حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

ا۔ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا اسم شریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کنیت ابوالقاسم اور والد گرامی کا نام عبداللہ ہے۔ زیادہ تر روایات کے مطابق عام الفیل (جس سال ابرہ ہاتھی لے کر بیت اللہ شریف کی بے حرمتی کرنے کے ارادہ سے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر ہلاک ہوا تھا) کو ۱۲ ربیع الاول بروز پیر بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مکہ مکرمہ میں اس دنیائے رنگ و بو میں تشریف فرما ہو کر اس عالم کو عزت بخشی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا تعارف یوں بیان فرمایا۔

انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فریقین فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ، ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیر ھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا، فانا خیرھم نفسا وخیرھم بیتا وانا اول

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، بیشک جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے مخلوق میں سے سب سے بہترین مخلوق یعنی انسانوں میں پیدا فرمایا، پھر ان کے دو گروہ بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں سے کیا، پھر ان کے قبیلے بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین قبیلہ یعنی

الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذاوفدو وانا خطيبهم اذا انصتوا وانا مستشفيهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا يئسوا الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدی ولواء الحمد يومئذ بيدی وانا اكرم ولد ادم علىٰ ربی يطوف علی الف خادم كانهم بيض مكنون واذا كان يوم القيامة كنت امام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخرلولاه لما خلق اللّٰه سبحانه الخلق ولما اظهر الربوبية وكان نبيا وادم بين الماء والطين۔

قریش میں سے کیا، پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہترین گھر یعنی بنو ہاشم میں پیدا فرمایا۔ میں اپنی ذات کے لحاظ سے خواہ گھر کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں اور میں تمام لوگوں میں سے سب سے پہلے (گنبز خضریٰ سے) نکلوں گا اور جب وہ گروہ کی صورت میں خدا کے سامنے حاضر ہوں گے تو میں ان کا پیشوا ہوں گا اور جب وہ میدان محشر میں خاموش ہوں گے تو میں انکا خطیب ہوں گا اور جب وہ جنت میں داخل ہونے سے رد کیے جائیں گے تو میں ان کی سفارش کرنے والا ہوں گا اور جب وہ ناامید ہو جائیں گے تو میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں گا۔ عزت واحترام اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد یعنی حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے حضور اولاد حضرت آدم علیہ السلام میں سے سب سے زیادہ محترم ہوں۔ وہاں ہزارہا خادم یعنی حور و غلمان میرے گرد پھریں گے اور وہ

ایسے ہوں گے گویا کہ خوش نما آبدار موتی ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا میں نبیوں کا امام، ان کا خطیب اور شفاعت کرنے والا ہوں گا لیکن مجھے اس پر فخر نہیں۔ اگر حضور اکرم ﷺ کی ذات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ فرماتا اور نہ ہی اپنے ربوبیت کا اظہار کرتا اور آپ ﷺ نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے (یعنی ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے)

شعر: نماند بعصیان کسے در گرو
که دارد چنیں سید پیشرو

ترجمہ: گناہوں کے عوض وہ پکڑا نہ جائے گا جس کا رہنما ایسا آقا نبی ﷺ ہوگا۔

وایضاً چوں آں سرو محبوب رب العالمین است متابعان او بواسطۂ متابعت بمرتبۂ محبوبیت میرسند چہ محب در ہر کہ از شمائل واخلاق محبوب خود می بیند آن کس را محبوب خود می دارد و مخالفاں را ازیں جا قیاس باید کرد۔

چوں کہ آپ ﷺ محبوب رب العالمین ہیں اس لیے آپ کی اطاعت کرنے والے اتباع سنت کی بدولت محبوبیت کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ کیونکہ محبّ جس کسی میں اپنے محبوب کے اخلاق وعادات دیکھتا ہے اسے بھی اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ اسی پر مخالفوں قیاس کرنا چاہیے۔ (یعنی

آپ ﷺ سے مخالف عند اللہ بدترین انسان شمار ہوں گے)

شعر: محمد عربی کہ آبروئے ہر دوسرٰی است

کسے کہ خاک درش نیست خاک براسراو[1]

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ دونوں جہانوں کی آبرو ہیں، جو آپ ﷺ کے در اقدس کی مٹی نہیں بنتا اس کے سر پر مٹی ہو۔ یعنی ذلیل وخوار ہو۔

بچپن کا کچھ زمانہ دیہات میں بنی سعد قبیلہ میں گذارا۔ اسکے بعد مکہ مکرمہ ہی میں مقیم رہے، البتہ تجارت کے لیے بیرون حجاز القدسہ بھی چند ایک بار تشریف لے گئے۔ چالیس سال کی عمر میں جب آپ مکہ مکرمہ کے قریبی جبل نور کی چوٹی پر غار حرا میں گوشہ نشین تھے نبوت کے منصب اور قرآن مجید کے اعلان کے مأمور ہوئے۔ اسکے بعد مشکل ترین حالات میں رہ کر بھی اعلان حق کرتے رہے اور محدود افراد آپ کے دامن حق سے وابستہ ہوئے کہ نبوت کے تیرھویں سال بحکم الٰہی مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ دس سال تک وہاں اعلان کلمۃ اللہ کرتے رہے۔ دشمنان اسلام سے معرکہ بھی ہوئے اور امن کے معاہدے بھی۔ تائید الٰہی سے ہر موڑ پر آپ ہی کامیاب وکامران رہے اور اس عرصہ میں دین اسلام اسقدر خوب پھیلا کہ ایک لاکھ سے زائد افراد نے آپ ﷺ کی صحبت سے شرف حاصل کیا۔

بالآخر ۶۳ سال کی عمر میں بروز پیر ۱۲ ربیع الاول گیارہ ہجری کو رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور ان ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

1۔ مکتوبات امام ربانی علیہ الرحمۃ۔ مکتوب نمبر ۴۴ دفتر اول حصہ دوم۔

کے حجرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ آج بھی زندہ ہیں اور امتیوں کے سلام کا جواب دیتے اور بارگاہ الٰہی میں گنہگاروں کے لیے شفاعت فرماتے ہیں۔

کیا ہی خوب فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ طریقہ عالیہ نقشبندیہ [1] کے مرشد کامل بلکہ بانی تھے۔ آپ کا نام مبارک عبداللہ اور کنیۃ ابوبکر ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ بچپن ہی سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کو غیر معمولی انس تھا۔ اسلام سے قبل ایک متمول اور دیانتدار تاجر کی حیثیت سے مشہور تھے۔ آنحضرت ﷺ کو جب خلعت نبوت عطا ہوا تو مردوں میں سب سے پہلے آپ ہی نے بلا توقف ایمان کی سعادت حاصل کی۔ اشاعت اسلام میں بھی آپ کی خدمات نمایاں ہیں آسمان اسلام کے درخشندہ ستارے حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبداللہ اور دیگر کئی جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ہی کی دعوت پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ کا قول ہے کہ دانائیوں میں بڑی دانائی تقویٰ ہے اور حماقتوں میں بڑی حماقت بدکاری ہے۔ آپکے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اگر اتفاقاً کوئی ایسا کھانا کھا بیٹھے جس میں شبہ ہوتا تو معلوم ہونے پر قے کر ڈالتے اور فرماتے خداوند جو کچھ رگوں

---

[1] یہ نام بعد میں رکھا گیا اور زیادہ مشہور ہوا۔ شروع میں یہ طریقہ صدیقیہ ذہبیہ کے نام سے مشہور تھا۔

اور آنتوں میں سرایت کر گیا اس پر مواخذہ نہ فرما۔

مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد فرماتے تھے میں تم میں بہترین شخص نہیں ہوں اس لیے تمہیں میری مدد کرنی چاہیے۔ جب مجھے سیدھی راہ پر دیکھو تو پیروی کرو۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری میں مغرب نماز کے بعد آپکا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔ گنبد خضریٰ میں حضور نبی ﷺ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ کا نام سلمان، کنیت ابوعبداللہ اور وطن مالوف اصفہان (فارس) ہے۔ اسلام سے پہلے بہت سے عیسائی علمائے کی خدمت وصحبت کی۔ ان میں سے ایک نے آپکو رسول اللہ ﷺ کے مقام بعثت اور ہجرت کی خبر دی چنانچہ آپ عرب کے ایک قافلہ کے ساتھ حجاز مقدس آئے اور حضور کی مدینہ عالیہ تشریف آوری کے وقت وہیں موجود تھے اور مشرف باسلام ہوئے۔ غزوہ خندق کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے سلمان منا اھل البیت فرما کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل بیت میں شامل فرمایا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپکو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا۔ جس کا پانچ ہزار درہم مشاہرہ آپکو ملتا تھا لیکن وہ تمام کا تمام راہ خدا میں صرف کر دیتے تھے اور اپنے گذارہ کے لیے اپنے ہاتھ سے چٹائیاں بنا کر بیچتے تھے اور اس میں سے بھی تیسرا حصہ صدقہ کرتے تھے اور لوگوں کے صدقات سے خود کبھی نہیں لیتے تھے۔

بالآخر تقریباً ڈھائی سو سال کی عمر پا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دس رجب المرجب ۳۳ ہجری میں شہر مدائن میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہیں پر آپ کی آخری آرامگاہ ہے۔

۴۔خواجہٗ خواجگان حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

تاریخ ولادت ۲۳ شعبان ۲۴ ہجری جائے ولادت مدینہ منورہ۔آپ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی اور سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا تھے۔ زہد وعبادت ،تقویٰ وطہارت میں اپنی مثل آپ تھے۔ یہاں تک کہ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا مـا ادر کـنـا فی المدینة احدانفضله علیٰ القاسم بن محمد [1] کہ مدینہ طیبہ میں حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر فضیلت والا ہمیں کوئی نظر نہ آیا۔اس کے باوجود کہ آپ مدینہ عالیہ کے مشہور سات فقہاء میں سے تھے۔پھر بھی فرماتے تھے۔ لانعلم کل ما نسئال عنه یعنی ضروری نہیں کہ جو کچھ ہم سے پوچھا جائے وہ ہم جانتے ہی ہوں۔نیز فرمایاومن العلم قولك "لا ادری" یعنی یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا بھی ایک طرح کا علم ہی ہے۔آپ سے بہت سی احادیث رسول اللہ ﷺ مروی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اعظم النساء بر کة ایسرهم مؤنة کہ عورتوں میں بہتر عورت وہ ہے جس کے اخراجات آسان ہوں۔

آپ ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۱ یا ۱۰۶ یا ۱۰۷ کو سفر حج یا عمرے کے دوران مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین فوت ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۵۔شیخ المشائخ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

آپ کا نام گرامی جعفر کنیت ابو عبداللہ اور والد کا نام سیدنا حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ ہے۔حضرت امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ آپکے دادا ہیں۔نیز آپ کو تبع تابعین میں سے ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔اکابرین امت حضرت امام مالک و

[1] جمرۃ الاولیاء

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ سیدہ ام فردہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی بھی تھیں اور نواسی بھی۔ اس لیے آپ فرمایا کرتے تھے۔ ولدنی ابوبکر مرتین کہ مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دوہری اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ نیکی تین اوصاف کے بغیر کامل نہیں ہوسکتی۔ ۱۔ تو اپنی ہر نیکی کو معمولی سمجھے۔ ۲۔ اس کو چھپائے۔ ۳۔ اس میں جلدی کرے۔

آپ اہل السنۃ والجماعت کے پیشوا بالخصوص طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے سالار پیر طریقت ہیں۔ آپکی ولادت ۸ رمضان المبارک ۸۰ ہجری کو مدینہ طیبہ میں ہوئی اور ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ ہجری کو مدینہ طیبہ ہی میں انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۶۔ سلطان العارفین سید الطائفۃ حضرت بایزید بسطامی نور اللہ مرقدہ

آپکا نام نامی طیفور والد کا نام عیسیٰ اور کنیت ابویزید ہے۔ آپ ایک کردی عالم کے شاگرد تھے مگر بعد میں علم ظاہری کو ترک کر کے فقیری کی راہ اختیار کی۔ آپکی طرف بہت سے خلاف واقع باتیں منسوب کی گئیں ہیں جنکی کوئی اصل نہیں [1] جبکہ بعض حضرات نے ان کلمات کے ثبوت کی صورت میں اسکو حالت سکر وغلبہ پر حمل کیا ہے۔ آپ کے متعلق حضرت جنید بغدادی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ "راہ توحید کے سالکوں کی انتہا بایزید کی ابتدا کے برابر ہے" آپ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی اور حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہیں۔ ولادت ۱۳۶ ہجری بسطام میں ہوئی اور ۱۵ شعبان ۲۶۱ ہجر کو بسطام میں انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے آپ نے روحانی فیض حاصل کیا۔

---

[1] نفعات الانس

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے آپ کے متعلق فرمایا بایزید ہمارے درمیاں اس طرح ہیں جس طرح ملائکہ میں حضرت جبریل علیہ السلام۔ آپکے ملفوظات میں ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بدرجہا بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام کرنے سے زیادہ نقصان دہ اور مہلک ہے۔ طریقہ طیفوریہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے اور اس فرقہ کی بنیاد سکر وغلبہ پر ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ بنفشۂ الٰہی میں مست سرشار رہتے ہیں۔ آپکی طرف بھی جو غیر مناسب باتیں منسوب کی گئی ہیں یا تو انکی کوئی اصل نہیں، جبکہ ثبوت کی صورت میں تحقیقی علماء نے اس کو آپکی حالت سکر وغلبہ حال پر حمل کیا ہے۔

۷۔ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۳۵۲ ہجری فرقان میں۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی علی والد کا نام جعفر اور کنیت ابوالحسن ہے۔ آپکو اویسی طریقہ پر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی فیض پہنچا اور انہی کے فیض کو آپ نے تمام جہاں میں عام کیا لیکن آپ کی حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ تک نسبت چار واسطوں سے مستند بھی ہے کہ آپ کی حضرت ابو مظفر موسیٰ طوسی سے نسبت ہے اور انکی خواجہ اعرابی بایزید عشقی سے اور انکی خواجہ محمد مغربی سے اور ان کی سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے نسبت ہے۔ اپنے شیخ کے مزار پرانوار سے فیض حاصل کرنے کے لیے خرقان جو قزدین کے قریب قصبہ کا نام ہے، سے پیدل بسطام جاتے تھے اور الٹے پاؤں واپس آتے تھے۔ کبھی بھی اپنے شیخ کے مزار کی طرف پیٹھ نہ کی۔

مشہور مسلم حکمران سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بڑے عقیدت مند تھے۔ آپ کے استغناء اور خدا دوستی کا یہ عالم تھا کہ جب پہلی بار سلطان محمود غزنوی نے آپ کا شہرہ سنا اور خرقان پہنچ کر پیغام بھیجا کہ حضور میرے دربار میں ملاقات کے لیے قدم رنجہ فرمائیں تو آپ نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ خود سلطان ملاقات کے لیے خانقاہ عالیہ میں

حاضر ہوا لیکن آپ اسکی تعظیم کے لیے نہ اٹھے۔ البتہ جب عقیدت و محبت سے سرشار ہو کر اور تبرک کے طور پر پیراہن مبارک لیکر ادب سے جانے کے لیے اٹھا تو حضرت اسکی تعظیم کے لیے اٹھے اور سلطان کے دریافت کرنے پر فرمایا پہلے میں تیری بادشاہی کے لیے نہ اٹھا اور اب تیری درویشی کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب سومنات پر چڑھائی کے وقت سلطان شکست کھانے لگا تو اضطراب کی حالت میں حضور ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیراہن مبارک ہاتھ میں لیکر بارگاہ الٰہی میں یوں ملتجی ہوئے۔

الٰہی بآبروئے ایں خرقہ بریں کفار ظفر دہ

ہر چہ ازینجا غنیمت بگیرم بدرویشاں بدہم

ترجمہ: خدایا اس خرقہ کی آبرو کے صدقے میں مجھے ان کافروں پر فتح عطا کر۔ مجھے یہاں سے جو مال غنیمت ملے گا درویشوں کو دیدوں گا۔

حضرت شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے توجہ الیٰ اللہ اور وصول کا یہ عالم تھا کہ فرماتے تھے تیس سال ہوئے ہیں سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی خیال میرے دل میں نہیں گذرا۔

آپ کا وصال خرقان ہی میں دس محرم الحرام ۴۲۵ ہجری میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۸۔ حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

آپکا اسم شریف علی والد کا نام عبداللہ اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ ایران کے مشہور طوس کے قریب گرگان نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپکی باطنی نسبت تو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ سے ہے اور انہیں کے سلسلے کو آگے پھیلایا ہے لیکن آپ نے طریقہ سہروردیہ کے عظیم شیخ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے بھی فیض حاصل کیا ہے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر بلکہ بعض روایات

کے مطابق انکے شیخ ہیں۔ چنانچہ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ طوس میں میں نے شیخ المشائخ حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ درویش کے لیے کم سے کم کونسی چیز ہونی چاہیے جو کہ فقر کے شایان شان ہو۔ تو فرمایا فقیری کے لیے تین چیزیں ہونی چاہییں۔ ایک یہ کہ گدڑی میں پیوند درست لگانا جانتا ہو یعنی ناقص مریدوں کی درست تربیت کرسکتا ہو۔ دوم یہ کہ درست سننا جانتا ہو یعنی سنی ہوئی بات پر غور کرتا ہو۔ سوم یہ کہ زمین پر قدم درست مارتا ہو یعنی خودی، تکبر اور اکڑ کر چلنے کا عادی نہ ہو۔

آپ صاحب تصنیف عالم بزرگ ہیں۔ ''اصول الطریقۃ وفصول الحقیقۃ'' نامی کتاب تصوف کے موضوع پر آپکی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ جس کام میں گناہ نہ ہو اپنے بھائیوں یعنی پیر بھائی یا دوست احباب کی موافقت کرنا فضیلت کے اعتبار سے نفلی روزہ سے کم نہیں ہے اور فرمایا روزہ کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ روزہ دار کی نظر میں اپنے روزہ کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو۔

آپ ۲۳ صفر المظفر ۴۵۰ ہجری کو اس فانی جہاں سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۹۔ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام فضیل محمد بن محمد ہے۔ طوس کے قریب فارمد نامی قصبہ میں آپ کی ولادت ۴۳۴ ہجری کو ہوئی۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے لیکن اویسی طور پر حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ سے فیضیاب ہوئے۔ آپکے صاحب کمال ہونے کے لیے یہ دلیل کافی ہے کہ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ آپکے مرید اور تربیت یافتہ تھے۔ آپکا وصال مؤرخہ ۴ ربیع الاول ۵۱۱ ہجری یا ۴۷۷ ہجری میں ایران کے مشہور شہر طوس جسے آجکل مشہد کہا جاتا ہے، میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا مزار طوس یعنی مشہد میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

۱۰۔سلطان العارفین حضرت یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپکا نام گرامی یوسف اور کنیت ابو یعقوب ہے۔ سنہ ۴۴۰ ہجری کے حدود میں ہمدان میں آپکی ولادت ہوئی۔ حضرت ابو علی فارمدی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ، شریعت وطریقت کے جامع اور تربیت سالکین میں ضرب المثل تھے۔ بڑے بڑے علماء تربیت کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ حضرت خواجہ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بھی آپکی صحبت میں حاضر ہوتے تھے۔آپ سید الکاملین صاحب کرامت ولی تھے۔ آپکا انتقال رجب ۵۳۵ ہجری میں ہوااور مزار مبارک مرو میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۱۱۔خواجہ خواجگان حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ

آپ ۲۲ شعبان ۴۳۵ ہجری میں غجدوانی نزد بخارا میں پیدا ہوئے۔صوفیاء کرام کے تمام سلسلوں میں آپ مقبول ہیں۔اتباع سنت اور اجتناب بدعت کے معاملہ میں سخت تھے۔آپ کو جوانی میں ذکر قلبی کا سبق حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے حاصل ہوا تھا۔جس پر ہمیشہ کاربند رہے اور جب شیخ الشیوخ حضرت خواجہ ہمدانی قدس سرہ بخارا میں تشریف لائے تو حضرت شیخ عبدالخالق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب تک خواجہ ہمدانی قدس سرہٗ نے بخارا میں قیام فرمایا حضرت غجدوانی قدس سرہ انکی صحبت میں رہے اور آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔اسلئے کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کے استاد اور حضرت ہمدانی قدس سرہ آپکے پیرومرشد ہیں۔طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط آپ ہی کے مقرر کردہ ہیں۔آپکے پاس انسانی شکل میں فرشتہ طالب دعا بن کر حاضر ہوا[1] ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ ہجری بخارا کے قریب غجدوان میں انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ

1۔ نفعات الانس

راجعون۔

۱۲۔ حضرت محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

محدثین، فقہاء وعلماء کے حوالہ سے زرخیز زمین بخارا کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہاں نامور مشائخ طریقت اولیاء اللہ کا مولد و مدفن بھی ہے۔ ایسے ہی مشائخ میں سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ حضرت محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک کامل واکمل ولی ہیں۔ جن کی ولادت بخارا سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ریوگر نامی قصبہ میں ۲۷ رجب ۵۵۱ ہجری بمطابق ۱۵ ستمبر ۱۱۵۶ عیسوی کو ہوئی۔

اس زمانہ میں ریوگر سے ۳ میل کے فاصلے پر غجدوان نامی قصبہ میں خواجگان حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ جن کے فیوض و برکات کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ بھی انکی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ بیعت ہونے کے بعد بس آپ اپنے شیخ کے ہوکر رہ گئے۔ اور تمام عمر اپنے شیخ کی صحبت وخدمت میں گذاردی اور تصوف وطریقت میں کمال درجہ کو پہنچے۔

شریعت وسنت کی پابندی زہد وتقویٰ کے ساتھ ساتھ رشد وہدایت میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ انکے جانشین ہوئے اور کثیر تعداد میں لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ تصوف کے موضوع پر ''عارف نامہ'' نامی آپ کا ایک رسالہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی لائبریری میں موجود ہے۔

یکم شوال المکرم ۶۱۶ ہجری کو آپکا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا مزار پرانوار ریوگر میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۱۳۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت شہر بخارا سے نو میل کے فاصلہ پر مؤرخہ ۱۸ شوال ۶۲۸ ہجری انجیر

فغنہ نامی قصبہ میں ہوئی۔ آپکا شمار حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء میں ہوتا ہے۔ اسی بناء پر حضرت عارف رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر آپکو ان کا جانشین مقرر کیا گیا۔ اور آپ نے بھی دین متین کی مثالی اشاعت کی صورت میں نیابت کا حق ادا کیا۔

مشائخ نقشبند میں سے آپ نے بر بنائے مصلحت تقاضائے زمانہ ذکر بالجہر یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا جو کہ طریقہ نقشبندیہ میں مروج نہیں ہے، شروع کیا۔ جسے نامناسب خیال کرتے ہوئے اس وقت کے عظیم محدث اور فقیہ حضرت شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ الدین محدث رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں علماء کرام کا ایک وفد حضرت محمود انجیر فغنوی قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا اور انہوں نے ذکر بالجہر شروع کرانے کی وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا ''تاکہ سویا ہوا بیدار ہو اور غفلت سے ہوشیار ہو۔ راہ راست پر آجائے۔ شریعت وطریقت پر استقامت کرے اور توبہ ورجوع الی اللہ کی رغبت کرے''

حضرت مولانا حافظ الدین محدث علیہ الرحمۃ نے عرض کیا حضور آپ کی نیت درست ہے لیکن اس کے لیے آپ کوئی حد مقرر فرمادیں تاکہ حقیقت مجاز سے اور آشنا بیگانہ سے ممتاز ہو جائے۔ اس پر حضرت فغنوی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ''ذکر جہر اس شخص کے لیے جائز ہے جس کی زبان جھوٹ وغیبت سے پاک ہو، جس کا حلق حرام وشبہ سے اور دل ریاء وسوسہ سے یعنی لوگوں کے دکھاوے اور سنانے سے اور اس کا دماغ غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے پاک ہو''۔ ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ ہجری کو انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا مزار پرانوار بخارا میں ہے۔

۱۴۔ حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بخارا سے دو میل کے فاصلے پر واقع رامیتن نامی گاؤں میں ۵۹۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ مشہور لقب عزیزان ہے۔ عالم وشاعر اور ولی کامل تھے تصوف کے

موضوع پر آپ نے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

آپکی صحبت بابرکت میں ایسا اثر تھا کہ جلد ہی سالک روحانی ترقی حاصل کر لیتے تھے۔ آپ کے درج ذیل ملفوظات سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہیں۔

مرد وہ ہے جسکو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے۔

نامرد وہ ہے جو ذکر کرے مگر خدا کے لیے نہ کرے۔ یعنی رضائے الٰہی کے سوا کوئی اور مقصد پیش نظر رکھتا ہو۔

عمل کر کے اسے بھلا دینا چاہیے۔

آپکی مشہور رباعی ہے۔

باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت　　　　وز تو نہ رمید زحمتِ آب وِ گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش　　　　ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

ترجمہ: جسکی صحبت کی مگر اس سے آپکا دل مانوس نہ ہوا اور آپ سے مٹی و پانی والی اوصاف رخصت نہ ہوئیں یعنی اسکی صحبت سے اچھے اخلاق آپکے اندر پیدا نہ ہوئے تو چاہیے کہ لازمی طور پر اس کی صحبت سے دور بھاگو۔ ورنہ عزیزان علیہ الرحمۃ کی روح آپ کے ساتھ نہ ہوگی۔ مجھ سے فیض حاصل نہ کر سکو گے۔ اگر فیض حاصل کرنا ہے تو غیروں کی صحبت کو ترک کر دو۔ ۲۷ رمضان المبارک ۷۱۵ ہجری یا ۷۲۱ ہجری کو ایک سو سال سے زائد کی طویل عمر پا کر اس فانی جہاں سے رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا مزار پرانوار ملک فارس کے شہر خوارزم میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۱۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

شہر بخارا سے نو میل کے فاصلہ پر واقع قریہ سماس میں آپکی ولادت ۲۵ رجب ۵۹۱ ہجری کو ہوئی۔ اسی لیے آپ کو سماسی کہا جاتا ہے۔ جذبات و واردات کا آپ پر غلبہ رہتا

تھا۔ حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت عزیزان علی رامیتنی نے رحلت کے وقت آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور اپنے تمام مریدین کو آپکی ارادت کا امر فرمایا۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ کی جائے ولادت قصر ہندوان جو کہ بخارا سے تین میل کی فاصلہ پر ہے، سے گذرتے ہوئے فرماتے تھے "زود باشد کہ ایں قصر ہندواں قصر عارفاں گردد" عنقریب یہ جگہ قصر ہندواں سے بدل کر قصر عارفاں بن جائے گی۔ چنانچہ جب حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ کی ولادت ہوئی اور آپکے جدامجد آپ کو دعائے برکت کے لیے حضرت بابا سماسی کے پاس لائے تو حضرت بابا سماسی نے حضرت شاہ نقشبند کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور انکے متعلق ارشاد فرمایا یہ لڑکا عن قریب اپنے وقت کا امام مقتدیٰ بنے گا۔ حضرت خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ جب میری عمر ۱۸ سال ہوئی اور میری شادی کا پروگرام بنا تو میں حضرت بابا سماسی قدس سرہ کی خدمت میں دعوت لیکر حاضر ہوا۔ حضور کی صحبت کی برکت سے اس رات مجھ پر گریہ زاری کا غلبہ ہوا۔ صبح کو لنگر کھانے کے بعد آپ نے مجھے ایک روٹی ساتھ لے چلنے کو کہا میں نے ہچکچاہٹ محسوس کی تو فرمایا رکھ لو کام آئیگی۔ چنانچہ حضور میرے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک مخلص ملا۔ نہایت درجہ خوش ہوا اور آپ کو دعوت دے کر گھر لے گیا۔ اس کو بے چین دیکھ کر حضور نے فرمایا سچ بتاؤ کیا بات ہے۔ کہنے لگا حضور گھر میں پنیر تو موجود ہے مگر روٹی موجود نہیں ہے۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا وہ روٹی نکالو تم نے دیکھا آخر وہ روٹی کام آہی گئی۔ آخر عمر میں حضرت بابا سماسی قدس سرہ نے بطور خاص اپنے خلیفہ نائب حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ سے فرمایا تھا "تم میرے اس فرزند بہاؤالدین کے حق میں تربیت وشفقت میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا" چنانچہ حضرت امیر کلال نے آپکی عمدہ تربیت کی اور الحمدللہ آپ کی یہ پیشنگوئی سو

فیصد درست ثابت ہوئی اور قصر عارفاں بخارا سے نقشبندی فیض دنیا بھر میں پھیلا اور پھیل رہا ہے۔ آپکا انتقال ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ ہجری میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا مزار پرانوار بھی قریہ سماس میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۱۶۔ حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالی نسب سید سادات میں سے ہیں۔ آپکی جائے ولادت بخارا ہے۔ شہر بخارا سے چھ میل کے فاصلہ پر سوخار نامی قریہ ۶۷۶ ہجری میں پیدا ہوئے۔ معاش کا ذریعہ زراعت تھا، طاقت ور پہلوان تھے۔ شوق سے کشتی کھیلا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا۔ کشتی کا کھیل شروع تھا کہ وہاں سے حضرت بابا سماسی قدس سرہ کا گذر ہوا تو آپ وہیں کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے ''یہاں موجود ایک شخص سے بندگان خدا کو فیض پہنچے گا۔ میں اسی لیے کھڑا ہوں'' چنانچہ یہ سید زادے اسی وقت سے حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ صحبت وخدمت میں رہ کر آپ کے خلیفہ بلکہ جانشین بنے۔ آپ کے باکمال اور صاحب فیض ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت سید بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد ہیں۔ بروز بدھ ۲ جمادی الآخر ۷۷۲ ہجری کو اس دار فانی سے دائمی ملک بقا روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا مزار سوخار ہی میں زیارت گاہ اور مرکز رشد وہدایت ہے۔

۱۷۔ حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف محمد اور والد گرامی کا نام بھی محمد ہے۔ اسلامی تاریخی شہر بخارا سے تین میل کے فاصلہ پر قصر ہندواں نامی قصبہ میں محرم الحرام ۷۱۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپکی پیشانی پر آثار ولایت وہدایت نمایاں تھے اور یہ کیوں نہ ہوں جبکہ آپکی ولادت سے بھی پہلے وہاں سے گذرتے ہوئے قطب عالم حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا تھا کہ مجھے یہاں سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔ ایک اور مرتبہ فرمایا اب وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے اور جب آپ پیدا ہوئے اور دعا کے لیے آپ کے پاس لائے گئے تو انہیں اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور توجہات سے نوازا۔ اس طرح حضرت شاہ نقشبند کی ابتدائی روحانی تربیت بابا سماسی نے کی اور بعد میں آپ کو حضرت سید امیر کلال کے سپرد فرمایا۔ گو آپ نے ظاہری طور پر طریقت کی تعلیم و تربیت حضرت سید امیر کلال سے حاصل کی لیکن روحانی طور پر آپکی تربیت حضرت قطب عالم عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے اویسی طریقہ پر فرمائی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں میں اوائل احوال میں جذبات و بیقراری کے عالم میں راتوں کو اطراف بخارا میں پھرا کرتا تھا اور ہر مزار پر جاتا تھا۔ ایک رات میں تین مزارات پر گیا۔ آخر میں جس بزرگ کے مزار پر گیا وہاں حالت بے خودی میں میں نے دیکھا کہ قبلہ کی جانب سے دیوار شق ہوگئی اور ایک بڑا تخت ظاہر ہوا۔ جس پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ الغرض ایک شخص نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ میں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور وہ ارشادات فرمائے جو سلوک کے ابتداء اور درمیان و انتہا سے تعلق رکھتے ہیں یعنی مکمل سلوک کی تعلیم دیدی۔ اس موقعہ پر تاکیدی طور پر آپ نے مجھے ارشاد فرمایا استقامت سے شریعت کے شاہراہ پر چلنا۔ کبھی اس سے قدم باہر نہ نکالنا۔ عزیمت اور سنت پر عمل کرنا اور بدعت سے دور رہنا۔ اسی لیے مدت العمر آپ شریعت و سنت پر کاربند رہے اور اتباع شریعت اور رسم و بدعت سے نفرت طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی امتیازی علامات ہیں۔ نقشبندی سلسلہ آپکی طرف منسوب ہے۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تین اصطلاحات وقوف زمانی، وقوف عددی اور وقوف قلبی شاہ نقشبندی قدس سرہ نے مقرر فرمائی ہیں اور آپ اویسی بھی ہیں کہ آپ کو روحانی نسب حضرت خواجہ عبدالخالق سے حاصل ہوا۔ آپکا وصال بروز

پیر ۳ ربیع الاول ۷۹۱ ہجری میں ۷۳ برس کی عمر میں قصر عارفاں میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1 مزار شریف قصر عارفاں نزد بخارا میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے سامنے یہ شعر پڑھا جائے

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو　　شیئاً للہ از جمال روئے تو

ترجمہ: میرے مولیٰ میں ایک مفلس کی حیثیت سے آپکی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، خدارا اپنا جلوہ جہاں آرا مجھے دکھا دے۔

۱۸۔ شیخ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علاؤالدین قدس سرہ خواجۂ خواجگان حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہ کے خلیفہ اول، داماد اور جانشین ہیں۔ لڑکپن ہی سے آپ پر حضرت شاہ نقشبند کی خصوصی نظر عنایت رہی۔ درجہ کمال پر فائز ہونے کے بعد اپنے سامنے ہی طالبان طریقت کی تعلیم آپ سے متعلق کردی تھی۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اتباع سنت اور عمل بہ حزیمت کا خصوصی اہتمام رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نامور علماء کرام نے بھی آپ کی طرف رجوع کیا۔ علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر اور مختلف علوم وفنون میں مثالی درسی کتب کے مصنف حضرت علامہ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں۔

واللہ ما عرفت الحق سبحانہ وتعالیٰ کما ینبغی مالم اصل الیٰ خدمۃ العطار البخاری۔ کہ خدا کی قسم میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جیسا چاہیے نہیں پہچانا تھا جب تک کہ میں حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔

بروز بدھ ۲۰ رجب المرجب ۸۰۴ ہجری کو اس فانی جہان سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مزار مبارک موضع جغانیاں ماوراء النہر کے علاقہ میں ہے۔

---

1 نکتہ عارفاں کے اعداد وشمار سے وفات برآمد

۱۹۔ شیخ خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت غزنی کے چرخ نامی گاؤں میں ۷۶۲ ہجری میں ہوئی۔ باطنی تعلیم وتربیت کے لیے پہلے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکے دست اقدس پر بیعت کی۔ خلوص ومحبت سے خدمت وصحبت میں رہ کر آپ سے فیوض باطنی حاصل کیے۔ اس قدر کہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے۔ جس نے تمہارا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارا ہاتھ پکڑا۔ گو آپ کو طریقہ عالیہ کی اجازت حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی لیکن آپ نے اس کی تکمیل حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر کی۔ اس لیے سلسلہ عالیہ میں آپکا نام حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آتا ہے۔ تفسیر یعقوب چرخی آپ کی مشہور تصنیف ہے جو کہ قرآن وحدیث کے علاوہ تصوف وسلوک کے نکات پر بھی مشتمل ہے۔

۵ صفر المظفر ۸۵۱ ہجری میں آپکی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبہ کے نزدیک ہلغتون، گلستان نامی گاؤں میں آپ کا مرقد مبارک مرکز فیوض وہدایت ہے۔

۲۰۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ماہ رمضان المبارک ۸۰۶ ہجری میں حضرت خواجہ محمود بن خواجہ شہاب الدین قدس سرہ کے گھر تاشقند کے قریب باغستان میں ہوئی۔ آپ کا اسم شریف عبیداللہ، لقب ناصرالدین اور احرار ہے زیادہ مشہور لقب احرار ہے۔ آپ کا اہل خانہ ایک طرف تو امیر کبیر صاحب دولت وثروت تھا تو دوسری طرف اہل ذکر صاحب فیض وکمال۔ آپ کے جدامجد حضرت شہاب الدین علیہ الرحمۃ نے جب آخری وقت میں الوداع کہنے کے لیے اپنے پوتوں کو بلایا تو قریب آنے پر کم سن حضرت عبیداللہ کے استقبال کے لیے

کھڑے ہوگئے اور پھر گود میں لیکر فرمایا اس فرزند کے بارے میں مجھے شہادت نبوی ﷺ ملی ہے کہ یہ پیر عالمگیر ہوگا اور اس سے شریعت وطریقت کو رونق حاصل ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ بچپن ہی سے آپ کو بزرگوں کی زیارت وملاقات کا شوق ذوق رہا۔ بہت سے بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دی اور فیض حاصل کیا۔ چنانچہ ۲۲ سے ۲۹ برس کے عمر تک آپ سفر میں رہے۔ ایک مرتبہ آپ ہرات میں تھے کہ ایک سوداگر نے آپ سے حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض پر اثر کی تعریف کی تو اسی وقت بلخ کے راستے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے اور جاتے ہوئے ان کے مرشد پاک خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار کی زیارت کی۔

جب حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت احرار علیہ الرحمۃ نے خود اپنی اس ملاقات کا اس طرح ذکر فرمایا ''جب میں حضرت یعقوب چرخی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا آپ بڑی شفقت وعنایت سے پیش آئے، بیعت فرمایا۔ روحانی تربیت فرمائی اور جلد ہی خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا''۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ جو آپ کے خلفاء میں سے ہیں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو طالب کسی بزرگ کی صحبت میں جانا چاہے تو اسے عبیداللہ احرار کی طرح جانا چاہیے کہ چراغ بتی اور تیل سب تیار ہے صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر قبولیت عامہ عطا فرمائی تھی کہ بعض اوقات فرمایا کرتے تھے اگر میں پیری مریدی کروں تو کسی اور پیر کو مرید میسر نہ آئیں مگر میرے ذریعے دوسرا کام لگایا گیا ہے اور وہ ہے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ترویج واشاعت۔ حضرت احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین ومعتقدین میں جہاں درویش، فقراء نظر آتے ہیں وہاں بڑی تعداد میں امراء اور ولی بھی باادب کھڑے نظر آتے

ہیں۔ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری کو انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ کوچہ ملایان سمرقند میں آپکی آخری آرامگاہ ہے۔

۲۱۔ حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بخارا کے علاقہ حصار کی نواحی بستی وخش میں مورخہ ۱۴ شوال ۸۵۲ ہجری کو پیدا ہوئے۔ خاندان کے لحاظ سے آپ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور ومعروف شیخ حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ کے نواسہ ہیں اور طریقت کے حوالہ سے انکے خلیفہ، خواجہ خواجگان حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور بعد میں مسند نشیں ہیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اسوقت سمرقند میں قیام پذیر تھے، جب آپ ان سے بیعت و فیض یابی کے لیے حصار سے روانہ ہوئے۔ ابھی آپ سمرقند سے چھ میل کے فاصہ پر محلّہ واسرائے میں پہنچے تھے کہ بذریعہ کشف معلوم ہونے پر حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ آپ کے استقبال کے لیے روانہ ہوئے۔ آپکے ہمراہ فقراء بھی تھے لیکن کسے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کہاں جارہے ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت محمد زاہد قدس سرہ کو بھی معلوم ہوا کہ حضرت احرار تشریف لارہے ہیں چنانچہ آپ نے شیخ کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ قیام گاہ میں لے گئے اور اپنے باطنی احوال و واردات حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ کی خدمت میں بیان کیے اور بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے آپ کو اُسی وقت بیعت فرمالیا اور اسی مجلس میں خصوصی توجہ وتصرف سے تمام روحانی منازل طے کرادئے اور تکمیل کے درجہ تک پہنچا کر خلافت واجازت سے سرفراز کر کے وہیں سے تبلیغ دین کے لیے رخصت بھی عنایت فرما دی۔ آپکے بارے میں حضرت احرار علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا زاہد چراغ، تیل اور بتی تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے، ہم نے صرف روشن کر کے رخصت کیا۔ اللہ، اللہ کس قدر فیاض اور کس قوت تصرف کے حامل و کامل شیخ اور کس کمال درجہ کی استعداد و

صلاحیت والے مرید صادق کہ دوسرے مریدین جو برسوں میں حاصل نہ کر سکے حضرت زاہد قدس سرہ ایک ہی مجلس میں حاصل کر گئے۔

آپ یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ ہجری کو اپنے آبائی وطن وخش میں واصل بحق ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وخش ہی میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ جہاں سے لاکھوں لوگ فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں۔

۲۲۔ حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۶ شوال ۸۴۶ ہجری کوترکی کے اسقرار نامی گاؤں میں پیدا ہوئے نسب کے حوالہ سے آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے ہیں، اسلیے بچپن ہی سے آپ کے دل کا میلان نیکی ذکر وفکر اور تعلیم کی طرف تھا۔ آپ عرصہ تک تو ایک عام مولوی عالم کی طرح بچوں کو دینی تعلیم دیتے رہے لیکن بعد میں زہد و عبادت کی طرف اس قدر متوجہ ہوئے کہ زیادہ وقت جنگلوں اور ویرانوں میں گزارنے لگے۔ اسی اثناء میں آپکے پاس حضرت خضر علیہ السلام آئے، ملاقات کی اور حضرت محمد زاہد علیہ الرحمۃ کی صحبت وخدمت اختیار کرنے کو کہا۔ چنانچہ آپ انکی خدمت میں گئے بیعت ہوئے اور انکی توجہات عالیہ کے صدقے میں روحانی کمالات حاصل کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہو کر ایک مخلوق کو باطنی فیض سے سیراب کیا لیکن پھر بھی تنہائی وگوشہ نشینی سے آپکو زیادہ رغبت رہتی تھی۔ حضرت محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد انکے مسند نشین مقرر ہوئے اور خلق خدا جوق درجوق آپکی طرف متوجہ ہوئی اس طرح آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ ہجری بروز جمعرات کو اس عالم فانی سے کوچ فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا مزار پرانوار آبائی گاؤں اسقرار (ماوراء النہر نامی ترکی کا مشہور

علاقہ) میں زیارتگاہ خاص و عام ہے۔

۲۳۔ حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قطب عالم حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ کے گھر بخارا کے قریب امکنہ نامی گاؤں میں ۹۱۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور بزرگ والدین کی اعلیٰ تعلیم وتربیت نے آپکو کمال درجات پر فائز کیا۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے آغوش میں ایک بچہ لیے ہوئے ہیں، غور سے جودیکھا تو وہ بچا ان کا لخت جگر محمد مقتدیٰ ہے تو پدری شفقت میں اور اضافہ ہوا اور پہلے سے زیادہ اس نونہال کی تعلیم اور تربیت پر توجہ مبذول فرمائی اور سیر وسلوک کی تکمیل پر انکوخرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ والد گرامی ومرشد کامل حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے اور خوب دین کی تبلیغ کی اور آپ شریعت وسنت کے نیز طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اصول وضوابط کے سخت پابند تھے، آپکی طبیعت مبارک میں انتہادرجہ کی انکساری تھی چنانچہ آپ کے بڑھاپے کے زمانہ میں ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور مسجد بلندی پر واقع ہے اور آپ کا گھر کافی نیچے ہے، کمزوری کے باعث آنے جانے میں کافی تکلیف ہوتی ہے، اسلئے زیادہ بہتر ہوگا کہ آپ نماز عصر، مغرب وعشاء پڑھ کر ایک ہی بار واپس جایا کریں۔ جواب میں ارشاد فرمایا جیسی نمازیں ہم پڑھتے ہیں ان میں بس مسجد میں آنا جانا ہی تو کام ہے، باقی ہماری نمازوں میں کیا رکھا ہے۔ ایک طرف آپ کے اوپر دید قصور کا اسقدر غلبہ اور دوسری طرف خدا داد مقبولیت کا یہ عالم کہ والی توران عبید اللہ خان ہر روز صبح کے وقت قدم بوسی کے لئے آپکی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ برصغیر پاک و ہند حضرت خواجہ امکنگی کے ممنون ومشکور ہیں کہ آپ نے اپنے خلیفہ حضرت محمد باقی باللہ قدس سرہ کو یہاں بھیج کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے یہاں کے عوام وخواص کو فیضیاب کردیا۔

تقریباً نوے سال کی عمر میں ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا مزار شریف بخارا سے تین میل کے فاصلے پر امکنہ میں زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

۲۴۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت باقی باللہ قدس سرہ کی ولادت ۵ ذوالحج ۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ میں کابل میں ہوئی۔ تصوف وطریقت کی تعلیم حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ نیکی تقویٰ وصلاحیت کے پیش نظر حضرت امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو اجازت وخلافت سے نوازکر اشاعت اسلام کے لئے ہندوستان بھیجا۔ آپ ہی پہلے وہ بزرگ ہیں جنہوں نے سرزمین ہند کے لوگوں کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے آشنا کیا۔ کابل سے ہجرت کر کے پہلے آپ لاہور تشریف فرما ہوئے، کچھ عرصہ لاہور میں قیام کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور آخر تک وہیں قیام فرما رہے۔ آپکی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ ونائب ہیں۔ نیز بین الاقوامی شہرت کے حامل محدث وفقیہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ سے فیضیاب ہوئے اور انہوں نے اپنے رسالہ موصل المرید الیٰ المراد میں یہ تصریح فرمائی کہ نسبت فنا وبقا حاصل کرنے کے لیے طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں۔ عجز وانکساری (جو کہ فقیری کا ایک خاصہ ہے) کا آپ پر اس قدر غلبہ رہتا تھا کہ اگر کسی فقیر سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو فرماتے تھے "یہ فقیر بیچارے کیا کریں یہ تو ہماری صفت کا اثر ہے جو اسپر منعکس ہوا ہے"۔ رزقِ حلال کا آپ خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور فقیروں سے فرماتے تھے اگر تم ایک ہزار سال تک بھی ذکر کرتے رہو مگر تمہارا کھانا رزق حلال مال سے نہیں ہے تو تمہارا روحانی مقصد کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ صرف کھانا ہی نہیں بلکہ جلانے کے لکڑی برتن

اور پانی بھی حلال ذرائع سے حاصل ہونی چاہیے۔

آپ فرماتے تھے کہ ہمارے طریقہ کا مدار تین باتوں پر ہے۔ ا۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا۔ ۲۔ دوام آگاہی۔ ۳۔ عبادت الٰہی۔

کسی نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت کیا ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل اتباع کرنا۔ اس مخلص نے دوبارہ عرض کیا ممکن ہے کہ اتباع کرنیوالے کا مقصود حصول جنت یا جہنم کے عذاب سے نجات ہو؟ فرمایا ایسا تابعداری کرنے والا کچا ہے مکمل اتباع کرنے والا نہیں ہے۔

۲۵ جمادالثانی ۱۰۱۲ھ بروز ہفتہ سورج غروب ہونے میں ابھی کچھ دیر تھی کہ آپ باآواز بلند ذکر اسم ذات میں مشغول ہو گئے اور اللہ اللہ کہتے ہوئے روحانیت کا یہ آفتاب رحمت الٰہی کی شفق میں غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عمر مبارک فقط ۴۰ چالیس برس ہوئی۔ آپکا مزار پر انوار دہلی میں قطب روڈ پر قدم شریف کے نزدیک زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۲۵۔ حضرت امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپکی ولادت باسعادت شب جمعہ ۱۴ شوال المکرّم حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سرہند شریف نامی قصبہ میں ہوئی۔ ولادت سے قبل ہی آپکے والد گرامی کو بذریعہ خواب نیک نام صاحبزادہ کی ولادت کی خوشخبری سنائی گئی تھی۔ آپکا سلسلہ نسب ۲۸ واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ چنانچہ شرعی حمیت وغیرت کے ایک موقعہ پر اپنے مکتوب میں "رگِ فاروقیم درحرکت آمد" فرما کر اس بابرکت نسب کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ حفظ قرآن کے بعد درسی کتب بمع معقولات وحدیث وتفسیر حضرت شیخ یعقوب، علامہ کمال الدین کشمیری اور مولانا قاضی

بہلول رحمۃ اللہ علیہم کے پاس پڑھیں اور تصوف کی کتب مثلا التعرت ،عوارف المعارف اور فصوص الحکم اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس وتدریس میں مصروف رہے۔ اسکے بعد روحانی و باطنی علوم میں آپ نے محض سترہ سال کی عمر میں کمال حاصل کیا۔ بعد میں ہمہ تن تبلیغ واشاعت اسلام میں مشغول ہو گئے۔

مجدد الف ثانی: رسول اللہ ﷺ نے بَعَثَ اللّٰہُ رَجُلاً عَلٰی رَئسِ اَحَدَ عَشَرَ مِئَاۃِ سَنَۃٍ ھُوَ نُورٌ عَظِیمٌ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ بَیْنَ السَّلَاطِیْنَ الْجَابِرِیْنَ وَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ رِجَالٌ اُلُوفًا، (الحدیث)

ترجمہ: گیارھویں صدی کے سرے پر اللہ تعالیٰ ایک ایسا شخص پیدا کریگا جو نور عظیم ہوگا اور اسکا نام میرے نام پر ہوگا۔ وہ دو ظالم حکمرانوں کے درمیان زندگی بسر کریگا اور اسکی شفاعت سے کئی ہزار آدمی جنت میں داخل ہونگے۔[1] فرما کر جس مجدد اور نور عظیم کے آمد کی خوش خبری سنائی تھی، عالم اسلام کے جمہور علماء ومشائخ کی تصدیق کے مطابق اسکے مصداق حضرت امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مثلاً شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر آج تک سب علماء ومشائخ آپ کو مجدد الف ثانی مانتے رہے ہیں۔ آپ نے احیاءِ سنۃ اور ردکفر وبدعۃ کے سلسلہ میں ایسے کارنامے انجام دیے کہ نہ پہلے کسی عالم یا ولی نے ایسا کر دکھایا نہ بعد میں کسی اور نے۔

آپکے چھٹے جد امجد حضرت خواجہ رفیع الدین قدس سرہ علوم ظاہر و باطن کے جامع اور حضرت جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ سرہند شہر کی بنیاد آپ ہی نے رکھی تھی۔ جبکہ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ

---

١ روضۃ القیومیہ

اللہ علیہ بھی سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کے مرید اور انکے خلف رشید حضرت شیخ رکن الدین علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے فرزند احمد کی ولادت کے دن حالت کشف میں دیکھا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر میں تشریف فرما ہیں اور نومولود احمد کے کانوں میں اذان وتکبیر کہہ رہے ہیں۔

سلوک طریقت: شروع میں آپ نے اپنے والد گرامی حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر طریقہ چشتیہ میں بیعت کی۔ اسکی تکمیل کے بعد والد گرامی ہی سے سلسلہ قادریہ میں بھی بیعت کی مگر خرقہ خلافت حضرت شاہ کمال کیتھلی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سے حاصل کیا۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ: گو آپ دیگر سلاسل سے فیضیاب ہو چکے تھے لیکن آپ کو سلسلہ نقشبندیہ کی تڑپ ہر وقت بے قرار رکھتی تھی۔ چنانچہ ۱۰۰۷ ہجری میں والد گرامی کے انتقال کے بعد ۱۰۰۸ھ میں جب حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے سرہند سے روانہ ہو کر دہلی پہنچے تو دہلی کے علماء وفضلاء بکثرت آپ کی زیارت وملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ جن میں سے ملا حسن کشمیری رحمۃ اللہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت محمد باقی باللہ قدس سرہ کا ذکر سنتے ہی بلا تاخیر آپکی خدمت میں پہنچے۔ حضرت شیخ نے بھی دیکھتے ہی آپکو پہچان لیا کہ یہ وہی عزیز ہیں جن کی خوش خبری سنا کر حضرت شیخ امکنگی قدس سرہ نے مجھے ہندوستان بھیجا تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو غیر معمولی شفقت ومحبت سے نوازا، بیعت کیا اور کچھ عرصہ دہلی میں قیام کی ترغیب دی۔ چنانچہ آپ ڈھائی ماہ دہلی میں رہے اور حضرت محمد باقی باللہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک طے کیا۔ جس کی خوشخبری آپکو مرشد کامل نے خود دی۔ دوسری

بار حاضری پر حضرت باقی باللہ قدس سرہ نے خلافت واجازت سے سرفراز فرمانے کے ساتھ ساتھ بعض اپنے مریدین بھی تربیت کے لئے آپکے سپرد فرمائے۔ سرہند واپسی کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت باقی باللہ قدس سرہ نے آپکے نام شوق وملاقات پر مشتمل خط تحریر فرمایا۔ خط پڑھتے ہی آپ دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ جب دہلی کے قریب پہنچے تو معلوم ہونے پر حضرت شیخ آپ کے استقبال کے لئے کابلی دروازہ تک مع فقراء تشریف لائے۔ تیسری بار کی اس حاضری پر حضرت محمد باقی باللہ قدس سرہ نے اپنے فقراء سے فرمایا ''اب آپ شیخ احمد کی طرف متوجہ رہیں، دورانِ حلقہ کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہو'' یہی نہیں بلکہ بعض احباب کو متأمل پا کر ارشاد فرمایا ''شیخ احمد آفتاب ہیں اور ہم جیسے ستارے ان کی روشنی میں گم ہیں'' حد یہ ہے کہ خود بھی دوسرے مریدوں کی طرح حضرت امام ربانی کے حلقہ میں شامل ہوتے اور آداب بجالاتے رہے۔ جبکہ امام ربانی قدس سرہ تو ویسے بھی مریدانہ انداز میں آپکے آداب بجالاتے تھے۔ آخری بار کی اس صحبت وملاقات میں حضرت باقی باللہ قدس سرہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں خواجہ عبیداللہ اور خواجہ عبداللہ (یہ اس وقت شیر خوار بچے تھے) کو طلب فرما کر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ سے توجہ دلائی۔ نیز انکی والدہ کو بھی غائبانہ توجہ دلائی (اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو بزرگوں سے توجہ دلانا اور خواتین کو باپردہ کسی بزرگ سے توجہ دلانا جائز اور شریعت وطریقت کے عین مطابق ہے۔ اور یہ مشائخ ماسلف کے یہاں مروج رہا ہے)

اتباع سنت اور امام ربانی: حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اتباع شریعت وسنت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ صدیاں گذرنے کے بعد بھی اسکی نظیر کہیں نظر نہیں آتی۔ یہ اتباع سنت کی برکت تھی کہ جس ملک کے معاشرہ کو جلال الدین اکبر اور جہانگیر جیسے حکمرانوں نے دین اسلام کے سراسر مخالف بنادیا تھا مختصر سی مدت میں اسی ملک میں عوام

الناس سے لیکر ایوان اقتدار تک بلا کم و کاست حق کا پیغام پہنچایا اور اپنی خداداد صلاحیت اور حکمت عملی کے ذریعے دینِ اسلام کی اشاعت کا ایسا ڈنکا بجایا کہ پہلے اسکا تصور کرنا بھی محال نظر آتا تھا۔ ہندوستان بھر میں اتباع شریعت وسنت کا راج اور خلاف شرع رسوم و رواج کی بیخ کنی اور علماء سوء (بدعقیدہ گمراہ اور گمراہ کن تعلیم یافتہ لوگوں) کی کوتاہیوں کی نشاندہی آپکے تجدیدی کارناموں میں نمایاں طور پر شمار ہوتے ہیں۔ قید و بند کی صعوبتیں تو برداشت کیں لیکن اظہار حق میں اغماض و چشم پوشی سے کام نہیں لیا۔

وفات حسرت آیات: دین اسلام کی نشاۃِ ثانیہ، تجدید و احیاء اور سلاطینِ وقت کی غیر معمولی اصلاح اور شریعت کی مثالی ترویج واشاعت کے بعد بتاریخ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کی رات حسب معمول نماز تہجد کے لئے اٹھے اور اطمینان وسکون سے نماز تہجد ادا کرنے کے بعد وہاں موجود فقراء کو سفر آخرت کی خبر سنائی اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اسی محویت میں آپکی روح مبارک رفیق اعلیٰ سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت آپکی عمر مبارک رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کے مطابق ۶۳ برس تھی۔ آپ کا مزار پر انوار سرہند شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

۲۶۔ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے صاحبزادہ اور جانشین ہیں۔ آپکی ولادت ۱۰۰۷ھ میں سرھند شریف میں ہوئی اور اسی سال حضرت امام ربانی قدس سرہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اسلئے حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کی ولادت کو نیک فال خیال کرتے تھے اور اپنی زندگی ہی میں انکو قطب عالم کے منصب پر فائز ہونے کی بشارت دے دی تھی۔ گیارہ سال کی عمر میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے آپ کو بیعت فرمالیا اور طریقت کی تعلیم دی۔ سولہ سال کی عمر میں تمام

علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔صرف ایک ماہ کی مختصر مدت میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔اتباعِ سنت اور عمل بہ عزیمت کے سلسلے میں آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے عملی نمونہ تھے۔جس کا اظہار مکتوبات معصومی میں بخوبی ہوتا ہے۔حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے آپکو وصیت فرمائی تھی کے تم خوش دل ہو یا تنگ دل، ہر صورت میں جس سے بھی ملو خواہ وہ اچھا ہو یا برا، کشادہ پیشانی اور حسن اخلاق سے ملو۔کسی پر اعتراض نہ کرو، گفتگو میں سختی ہرگز نہ کرو، خانقاہ کی ٹوٹی چٹائی کو تختِ سلطنت سمجھو۔پرانی جھونپڑی اور سوکھی روٹی پر قناعت کرو۔صحبت امراء اور مجلس سلطان سے پرہیز رکھو۔حضرت معصوم قدس سرہ کی زندگی اسی عہد پر ختم ہوئی کہ سلطان شاہ جہاں آپکی رفاقت کی تمنا کرتا رہا مگر کامیاب نہ ہوسکا۔سلطان عالمگیر حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔حاکم وقت تھا مگر حضرت صاحب کا اس پر اس قدر رعب طاری رہتا تھا کہ مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتا تھا اور آپکی خدمت میں ادب کی بنا پر زبان سے شاذ ونادر ہی کچھ عرض کرتا تھا۔لکھ کر گذارشات پیش کرتا تھا۔مشہور روایت کے مطابق آپکے ساٹھ ہزار خلفاء اور نو لاکھ مریدین تھے۔کئی بادشاہ آپ کے مرید تھے۔جب آپ حجاز مقدس تشریف لے گئے تو ہزاروں کی تعداد میں اہل حرمین آپ سے بیعت ہوئے۔اس قدر تبلیغی مصروفیات کے باوجود درس وتدریس کا مشغلہ کبھی ترک نہ کیا۔عصر کے بعد وعظ نصیحت کی مجلس ہوتی تھی۔خواتین کی تلقین اور نصیحت کے لئے وقت مقرر ہوتا تھا۔لوگ باعیال آپ کے دربار میں آتے،جن کے لئے علیحدہ جگہ کا انتظام ہوتا تھا اور حضرت قدس سرہ کی صاحبزادیاں درمیان میں واسطہ ہوتی تھیں۔

آپکا انتقال ۹ ربیع الاول ۱۰۹۹ھ کو ہوا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مزار مبارک سرہند شریف میں زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

۲۷۔ محی السنّت حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ

آپ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہ العزیز کے صاحبزادہ اور خلیفہ ارشد ہیں۔ آپکی ولادت ۱۰۴۹ھ میں سرہند شریف میں ہوئی۔ آپکو فطرۃ سلیمہ کے ساتھ نیکی، اتباع شریعت اور اعلاء کلمۃ الحق کے انعامات ترکہ میں حاصل تھے۔ کمال یہ کہ محض گیارہ سال کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل عالم وفاضل بن چکے تھے۔ اسی عمر میں والد محترم (حضرت قیومِ ثانی علیہ الرحمہ) نے فناء قلب کی بشارت دی تھی۔ سلطان عالمگیر جو کہ نظامتِ ملتان کے زمانہ سے حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے، جب پورے ہندوستان کے والی بن گئے تو انکی تربیت کے لئے حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ نے اپنے نوجوان صالح فرزند حضرت سیف الدین قدس سرہ کا انتخاب فرمایا۔ آپ جیسے ہی شاہی قصر معلّیٰ کے پھاٹک پر پہنچے تو دو ہاتھیوں کے مجسمے دیکھے۔ پہلے انکو تڑوایا پھر اندر داخل ہوئے۔ اسی طرح شاہی باغ میں جواہر اور موتیوں کی آنکھوں والی مچھلیوں کو تڑوا دیا۔ سلطان عالمگیر علیہ الرحمۃ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے اس حسنِ انتخاب پر ہمیشہ آپکے مشکور رہے۔ سلطان صالح کی للّٰہیت اور حضرت محی السنّت کی کمال روحانی تربیت تھی جس نے سلطان کو سالکِ طریقت بنا دیا۔ اس قدر قرب سلطانی کے باوجود اہل دنیا کی صحبت سے ہمیشہ محترز رہے۔ یہاں تک دولت مندوں کے ساتھ کھانا نہ کھاتے تھے۔ کبھی بھی بادشاہ یا کسی امیر سے شرعی معاملہ میں رو و رعایت نہیں کی۔ خلافِ شرع کام سے بہت سختی سے روکتے تھے۔ آپکا یہ معمول تھا کہ ظہر وعصر کے درمیان خواتین کو درس حدیث دیا کرتے تھے۔ مرشد کامل (جو کہ آپکے والدِ گرامی بھی تھے) اور جد امجد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما سے آپکو فنائیت کے درجہ کی والہانہ عقیدت ومحبت تھی جسکی ایک جھلک درج ذیل اشعار میں نظر آتی ہے، جو آپ رات کے وقت ان دونوں بزرگوں

کے مزارات پر روتے اور گڑگڑاتے ہوئے پڑھتے تھے۔

من کیستم کہ باتو دمِ دوستی زنم　　　چندیں سگانِ کوئے تو یک سگ منم

ترجمہ: میری کیا مجال کہ آپ سے دوستی کا دعوا کروں ؟، میں تو بس آپ کے دربار کے کتوں میں سے ایک کتا ہوں۔

آپکا انتقال ۷۴ سال کی عمر میں ۱۹ یا ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مزار پر انوار سرہند شریف میں ہے۔

۲۸۔ حضرت حافظ محمد محسن دہلوی قدس سرہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث قدس سرہ، عالم اسلام میں علم حدیث کے شیخ اور محدث کے لقب سے مشہور ہیں۔ جہاں خود حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ سے فیضیاب ہوئے، وہاں آپکے خانوادے کے دیگر افراد نے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے خانوادہ سے روحانی و باطنی کمالات حاصل کئے۔ ایسے ہی ایک عالم و فاضل، حافظ قرآن ولی کامل حضرت حافظ محمد محسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، جو کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے نواسے ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے پوتے حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور بہت جلد طریقت کے روحانی منازل طے کر کے کمال درجہ پر فائز ہوئے اور حضرت سیف الدین قدس سرہ نے آپکو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ تقویٰ و پرہیز گاری کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ علوم شرعیہ سے آپکو خصوصی شوق تھا۔ حضرت سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپکے قائم کردہ اصلاحی مرکز کو آپ ہی نے سنبھالا اور طریقت کے طالب علموں کی روحانیت تربیت کی۔

دہلی ہی میں آپ نے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہیں پر آپکا مزار پر

انوارزیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

۲۹۔خواجہ خواجگان حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

سید السادات حضرت نور محمد بدایونی علیہ الرحمۃ نے ابتداء میں علوم شرعیہ کی تعلیم حاصل کی۔ جس میں مہارت اور سند فراغت حاصل کرنے کے بعد باطنی علوم ومعرفت الٰہی کے حصول کے لئے حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ صحبت وخدمت سے استفادہ کیا اور انکے وصال کے بعد خلیفہ اعظم حضرت حافظ محمد محسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کی اور فیوض وبرکات حاصل کئے۔ آپ گردن نیچے کرکے مراقبہ کثرت سے کرتے تھے، جسکی وجہ سے آپکی گردن مبارک خمیدہ (کبڑی) ہوگئی تھی۔ حضرت حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ نے تلقین وارشاد کا منصب سنبھالا اور آپ سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔

گیارہ ذی قعدہ ۱۱۳۵ ھجری میں دہلی میں آپکا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے مزار مبارک کے قریب جنوب کی جانب آپکا مزار پرانوار زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ جس پر درج ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے "سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۳۵ ھجری انتقال فرمود"

۳۰۔فرید العصر شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہ

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اس آفتاب کا طلوع (ولادت) جمعہ گیارہ رمضان المبارک سنہ ۱۱۱۱ ہجری کو ہوا۔ آپ علوی سادات میں سے ظاہری وباطنی کمالات کے جامع بزرگ ہیں۔ یکتائے روز عالم وعارف حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ آپ کے بڑے مداح تھے۔ نفس زکیہ اور قیم طریقہ احمدیہ نے لکھا ہے کہ آپ کو نو سال کی عمر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی اور بارہا خواب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۸ برس کی عمر میں حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کے دست اقدس پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ چار سال کے بعد حضرت بدایونی علیہ الرحمۃ نے آپکو طریقہ عالیہ کی تعلیم کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مفسر قرآن فقیہ اعظم حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ بھی آپکے خلفاء میں سے ہیں۔

بدھ ۷ محرم الحرام کی رات ایک رافضی نے آپ کو گولی مار کر زخمی کر دیا اور ہفتہ دس محرم الحرام ۱۱۹۵ھ ہجری کی رات راہی ملک بقاء ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مادہ تاریخ شہادت: حدیث شریف عَاشَ حَمِیۡدًا وَفَاتَ شَهِیۡدًا سے نکلتا ہے۔ مزار مبارک دہلی میں بمقام چتلی دہلی زیارت مرکز وہدایت ہے۔

۳۱۔ مرشدنا حضرت عبداللہ المعروف شاہ غلام علی قدس سرہ

آپ کی ولادت شریف ۱۱۵۸ھ ہجری کو قصبہ پٹیالا (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپکے والد ماجد حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ صاحب ریاضت ومجاہدہ بزرگ تھے، خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت ہوئی۔ آپ فرما رہے تھے کہ اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھنا۔ چنانچہ ولادت کے بعد آپ کا نام علی رکھا گیا لیکن سن تمیز کو پہنچ کر ادب کی وجہ سے اپنے تئیں غلام علی مشہور کیا۔ جبکہ آپکے چچا بزرگوار نے (وہ بھی بڑے کامل ولی تھے) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپکا نام عبداللہ تجویز کیا۔ آپ قوی الحافظہ تھے۔ ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ ۱۱۷۰ھ میں ۲۲ سال کی عمر میں بیعت کے لئے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید قدس سرہ کی خدمت میں پہنچ کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ کہتے ہیں کہ حضرت شہید علیہ الرحمۃ نے اسوقت فرمایا جہاں ذوق وشوق ہو وہاں جاکر بیعت کریں۔ یہاں تو بے نمک پتھر گھسنا ہے۔ عرض کی کہ مجھے منظور ہے۔ یہ سنکر حضرت شہید علیہ الرحمۃ نے فرمایا تو مبارک ہو۔ پھر بیعت کیا اور آپکو

صحبت میں رکھا۔پندرہ سال بعد حضرت شہید علیہ الرحمۃ نے آپکو اجازت مطلقہ سے سرفراز فرمایا۔آپ سوتے بہت کم تھے۔تہجد کے وقت فقراء کو خود اٹھاتے تھے اور تہجد پڑھکر مراقبہ اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتے تھے۔صبح کی نماز اول وقت میں باجماعت ادا کرکے اشراق کے وقت تک مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔تقریباً دوسو فقراء روزانہ خدمت میں موجود رہتے اور لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ترکستان کے بہت بڑے عالم حضرت خالد رومی قدس سرہ بھی آپکے خلفاء میں سے ہیں، جنکے نام سے آج بھی خالدیہ نقشبندیہ سلسلہ ترکی میں مشہور و معروف ہے اور انکے متوسلین عربی، فارسی، اردو، انگریزی، ترکی اور دیگر زبانوں میں تحریری طور پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بڑی خدمت کررہے ہیں۔

۲۲ صفر المظفر ۱۲۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔خانقاہ عالیہ حضرت شاہ غلام علی دہلی میں اپنے شیخ شہید علیہ الرحمۃ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔آپکی تاریخ وفات کا مادہ (۱۲۴۰ھ) ابجد کے حساب سے نَوَّرَاللّٰہُ مَضْجَعَہٗ (اللہ تعالیٰ آپکے قبر کو روشن رکھے) ہے۔

۳۲۔حافظ القرآن حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

آپکا اسم شریف زکی القدر اور لقب ابوسعید ہے۔آپکی ولادت دو ذی قعدہ ۱۱۹۶ ہجری کو مصطفیٰ آباد (رام پور ہندوستان) میں حضرت صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ہوئی۔آپکے والد ماجد حضرت امام ربانی قدس سرہ کی اولاد میں سے تارک الدنیا بزرگ تھے۔دس برس کی عمر میں تقریبا سارا قرآن حفظ کرنے کے بعد حضرت قاری نسیم علیہ الرحمۃ کے پاس تجوید کی تعلیم حاصل کی۔اسکے بعد علوم اسلامیہ کی اکثر کتب حضرت مفتی شرف الدین علیہ الرحمۃ کے پاس پڑھیں اور بعض کتب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نامور فرزند مولانا شاہ رفیع الدین کے پاس پڑھیں۔جبکہ حدیث شریف کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز

محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔

تحصیل علم کے زمانہ میں اپنے والد بزرگوار کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کچھ عرصہ بعد انکی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ آپکی اعلیٰ صلاحیتوں کو دیکھ کر حضرت درگاہی علیہ الرحمہ نے خصوصی توجہات سے نواز کر مختصر ہی وقت میں خلافت واجازت سے سرفراز کیا لیکن آپکی روحانی تشنگی ابھی باقی تھی کہ مفسر قرآن اورفقیہ اعظم حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کی ترغیب پر شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور پندرہ برس تک ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ چونکہ آپ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ طریقت وتصوف کے رموز واسرار میں بھی ممتاز مقام رکھتے تھے، بعض احباب نے استدعا کی کہ اس اہم موضوع پر آپ کوئی کتاب لکھیں۔ چنانچہ آپ نے ''ہدایت الطالبین'' کے نام سے علمِ سلوک کی ایک بیش بہا کتاب تحریر فرما کر اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کی خدمت میں پیش کی۔ جسے آپ نے پسند فرماتے ہوئے تصدیق وتائید کے لئے تقریظ بھی لکھ کر عنایت فرمائی۔

زندگی کے آخری ایام میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خط لکھ کر آپکو لکھنؤ سے خانقاہ عالیہ دہلی بلایا اور خصوصی توجہات سے نوازنے کے ساتھ اصرار کر کے خانقاہ عالیہ دہلی، مکانات وغیرہ سب آپکے سپرد کر کے اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

مسند نشینی کے بعد مسلسل نو برس تک تبلیغی جدوجہد کی۔ ۱۲۴۹ھ میں خانقاہ عالیہ اپنے خلفِ رشید عالمِ باعمل صاحبزادہ حضرت احمد سعید صاحب علیہ الرحمۃ کے سپرد کر کے حج بیت اللہ اور زیارت روضہء رسول اللہ ﷺ کیلئے حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا۔ ذی الحجہ کی دوسری یا تیسری تاریخ بلد الحرام میں داخل ہوئے، جہاں مشہور محدث شیخ محمد عابد سندھی، شیخ

عبداللہ السراج و دیگر اکابر محدثین اور اولیاء اللہ نے آپکا استقبال کیا۔ ادائیگی حج کے بعد بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ ظاہری و باطنی انوار و تجلیات سے مستفیض ہو کر واپسی کا سفر اختیار کیا۔

حرمین شریفین سے واپسی پر بیماری کی حالت میں ۲۲ رمضان المبارک کو ٹونک پہنچے۔ بروز بدھ عید الفطر ۱۲۵۰ھ کو اس فانی جہان سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جسد اطہر کو تابوت میں رکھ کر دہلی لایا گیا، اس طرح مرشد کامل حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے قریب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آسودہ خواب ہو گئے۔ تاریخِ وفات کا مادہ (ابجد کے حساب سے ۱۲۵۰ھ) ''ستون محکمِ دین فتاد زپا'' سے نکلتا ہے۔

۳۳۔ خواجہ، خواجگان حضرت احمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ خواجہ خواجگان حضرت ابو سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ اور خلف رشید ہیں۔ آپکا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ سے ملتا ہے، جسکا اظہار اوجز المسالک شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری نے بھی کیا ہے۔

مسلمانان ہند نے ۱۸۵۷ء میں جب انگریزوں کے تسلط کے خلاف جنگ آزادی کا اعلان کیا، اس میں حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی ملی خدمات سرفہرست ہیں۔ شرعی نقطہ نظر سے اپنی آزادی کے لیے اٹھ کھڑا ہونا ٹھیک اسلامی جہاد ہے۔ یہ جرئت مندانہ اقدام سب سے پہلے آپ کے حصہ میں آیا اور اس فتویٰ پر سب سے پہلے آپ نے دستخط فرمائے۔ بعد میں دوسرے علماء نے دستخط کیے۔ لہٰذا اس تاریخی جہاد کے آپ روح رواں ہیں لیکن اس موضوع پر لکھنے والے مورخین نے آپ کا نام نہ لکھ کر ایک تاریخی حقیقت کو چھپانے کی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد بھی آپ چار ماہ تک

خانقاہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی میں زیر قیام رہے۔ آپ کی مقبولیت عام کے پیش نظر انگریز حکمرانوں نے آپکو بہت ستایا۔ بالآخر آپ نے اپنے خانقاہ کے جملہ معاملات اپنے خلیفہ اعظم حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کئے اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے۔ ۱۲۷۰ھ ہجری میں فریضہ حج ادا کیا اور چار دن مکہ مکرمہ میں قیام کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی اور آخر تک وہاں حلقہ ذکرو مراقبہ اور تبلیغی سلسلہ جاری رکھا۔

۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ ہجری ۶۰ سال کی عمر میں مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

۳۴۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

آپکی ولادت ۱۲۱۶ھ ہجری میں حضرت خواجہ ملا علی کے گھر قندھار کے قریب آبائی گاؤں میں ہوئی۔ سن شعور کو پہنچتے ہی آپ نے دینی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں سے کیا۔ بعد میں کابل تشریف لے گئے۔ جہاں جید علماء کرام سے فقہ، حدیث اور دیگر علوم شرعیہ کی مزید تعلیم حاصل کی۔ طالب علمی کے زمانہ ہی سے آپ اولیاء اللہ کے عقیدت مند تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ چند طالب علموں کے ہمراہ قندھار کے مشہور بزرگ بابا ولی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جاتے ہوئے جب ایک مجذوب درویش کے پاس سے گذرے تو انہوں نے فرمایا کہ طالب علم بڑا صاحب کمال اور صاحب ولایت میں سے ہوگا اور ولی کامل ہوگا کیوں کہ اسکی پیشانی میں اسرار معرفت جلوہ گر ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ اس مجذوب کے کلمات گاہے بگاہے ہم کو یاد آتے تھے۔ جب آپ کی طبیعت پر اضطراب و ہیجان کا غلبہ ہوا تو تعلیم ترک کر کے حجاز مقدس کا رخ کیا اور کئی سال وہاں مقیم رہے۔ حج بیت اللہ کی سعادت سے

مشرف ہو کر جب عشاق کی منزل مدینہ منورہ پہنچے تو والی گنبد خضریٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت شریف سے مشرف رہنے کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی میں علوم ظاہری کی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اچانک ایک رات نائب خیر البشر حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی صاحب دہلوی قدس اللہ روحہٗ کی زیارت کا شوق اس قدر موجزن ہوا کہ حرمین شریفین سے رخت سفر باندھ کر قندھار اور پھر غزنی اور کابل سے ہوتے ہوئے جب پشاور پہنچے تو حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے وصال پر ملال کی خبر سنی۔ اس خبر سے اور پریشانی زیادہ ہوئی اور واپس قندھار آ گئے۔ بعد ازاں آپ غوث اعظم سیدنا محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے دربار شریف میں بغداد حاضر ہوئے، مختصر عرصہ کے قیام کے بعد حضرت شیخ عبداللہ ہراتی کی خدمت میں پہنچ کر تین ماہ قیام کیا اور اپنے قلبی کیفیات سے آگاہ کیا تو انہوں نے حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس سرہ کی خدمت میں حاضری کا امر فرمایا۔ الغرض متعدد مشائخ طریقت سے زیارت و ملاقات کے بعد جب حضرت ابوسعید قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور آپ بیعت ہوئے اس وقت حضرت ابوسعید قدس سرہ حج پر حجاز مقدسہ جا رہے تھے۔ آپ نے حضرت قندھاری علیہ الرحمۃ سے فرمایا قلبی تسکین کیلئے چاہیے کہ آپ میرے فرزند شاہ احمد سعید کی صحبت اختیار کریں اور ان سے فیض حاصل کریں یا پھر میرے حج سے واپسی تک یہاں بمبئی میں ٹھہریں۔ چنانچہ آپ نے دہلی جا کر حضرت احمد سعید قدس سرہ کی خدمت میں رہنے کو ترجیح دی۔ بالفاظہ جوں ہی شیخ طریقت حضرت شاہ احمد سعید دہلوی قدس سرہ کی جبیں انور میں نظر کا پڑنا تھا کہ فقیر کی ہر درد کا مداوا ہو گیا اور دل کو تمام سابقہ غموم ہموم سے خلاصی نصیب ہوئی۔ آپ نے ایک سال دو ماہ پانچ دن کی صحبت میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہ سے تمام طرق مشہور اربعہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ کے فیوض حاصل کئے اور سند اجازت سے مشرف ہوئے۔ بالفاظ

حضرت احمد سعید قدس سرہ فقیر نے انہیں تمام طریقوں کی اجازت دے دی تا کہ رستہ ہدایت جاری فرمائیں اور سالکین کی دلوں کو منور کریں۔ وہ میرے نائب ہیں اور انکا ساتھ گویا میرا ساتھ ہے۔ چنانچہ ۱۲۵۱ ہجری میں قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے حکم اور دعاؤں کے ساتھ افغانستان کی طرف روانہ ہوئے، وہاں مثالی تبلیغی کام کیا اور پھر ۱۲۶۶ ہجری میں جب موسیٰ زئی شریف کے انعام پر قاضی عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ ودیگر اہل ذکر نے خانقاہ تیار کی تو موسم سرما کی آمد کے ساتھ ہی آپ نے موسیٰ زئی شریف کی رونق بحال کی اور تا دم آخر وہیں قیام فرما رہے۔ ۶۸ برس کی عمر میں جب طبیعت زیادہ ناساز ہوئی تو خانقاہ شریف، کتب خانہ ودیگر اسباب حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کو ودیعت فرمائے۔ اپنے مقربین خلفاء کو جمع فرما کر حضرت دامانی قدس سرہ کی نیابت کی تائید کی۔ حضرت دامانی قدس سرہ فرماتے تھے کہ میرے مرشد حضرت قندھاری قدس سرہ فرماتے تھے جب بھی مجھے کوئی مشکل درپیش آئی تو حضرت خواجہ خضر مشورہ اور تسلی دینے حاضر ہو جاتے تھے۔

بالآخر ۲۲ شوال ۱۲۸۴ میں رشد و ہدایت کا منبع اپنے معبود حقیقی کی رحمت کے افق میں غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا مزار شریف خانقاہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

۳۵۔ حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۱۲۴۴ ہجری میں حضرت مولانا موسیٰ جان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر قصبہ لونی ضلع ڈیرہ اسماعیل میں ہوئی۔ چونکہ آپکا تعلق ایک دینی و علمی خانوادے سے تھا، کم سنی ہی میں دینی تعلیم کے لئے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ ابھی آپ تحصیل علم میں مصروف تھے کہ آپکے ماموں جان مفتی نظام علیہ الرحمۃ نے جو کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ کے مرید تھے، ایک مرتبہ آپ کو نیاز مندانہ سلام و پیغام دے کر حضرت حاجی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ بیعت ہوئے بغیر سلام و پیام پہنچا کر واپس مدرسہ میں پہنچے لیکن اب پڑھنے میں پہلی سی رغبت نہیں رہی۔ بے قراری کے عالم میں دوبارہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے، بیعت سے مشرف ہوئے اور باطنی علوم کے ساتھ ساتھ ظاہری علوم کی تکمیل بھی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے پاس ہی کی اور سفر خواہ حضر میں ہر وقت پیر و مرشد کی صحبت اور خدمت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ چنانچہ حضرت حاجی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دینی کتب جن میں مشکوٰۃ شریف، صحاح ستہ، تفسیر معالم التزیل اور تصوف میں مکتوبات امام ربانی شامل ہیں، کی سندیں مہر خاص سے مزین کر کے عنایت کیں اور تصوف و طریقت کے تمام سلاسل میں اجازت مطلق سے بھی نوازا اور آخر میں آپ کو اپنا سجادہ نشین مقرر فرما کر اپنے تینوں خانقاہوں کا تحریری متولی بنایا۔ تقریباً ۱۲۸۸ھ ہجری میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ حج سے فراغت کے بعد جب زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کے لئے مدینہ منورہ پہنچے تو سرزمین حرم نبوی کے پیش نظر کھانا پینا ترک کر دیا تا کہ قضائے حاجت کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

شعر: ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

اپنی پوری زندگی ذکرِ خدا کرتے کراتے گذار کر ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ ہجری بروز منگل کو کلمہ طیبہ کا ورد زبان پر جاری تھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مزار پر انوار درگاہ موسیٰ زئی شریف میں پیر و مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے قدموں میں زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔

۳۶۔ سید السادات حضرت لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ دندہ شاہ بلاول کے عالی جاہ خاندان سید السادات

میں سے ہیں۔آپ کے بزرگوں میں سے ہمدان کے مشہور ولی حضرت شاہ بلاول ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہمدان سے ہجرت کر کے دندہ ضلع چکوال میں آ کر مقیم ہوئے اور انھیں کی بنسبت آجکل یہ قصبہ دندہ شاہ بلاول کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دینی علوم کی تحصیل حضرت مولانا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ سے کی جو کہ بڑے عالم وفاضل اور خواجہ خواجگان حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔تعلیم سے فراغت کے بعد استاد محترم کے پاس رہ کر پندرہ سال تک علوم دینیہ پڑھاتے رہے۔اسکے بعد خانقاہ داماں میں حاضر ہو کر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے دست اقدس پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور دس سال تک وقفہ وقفہ سے انکی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے رہے۔آخری ایام میں جب حضرت قندھاری علیہ الرحمۃ شدید علیل تھے حضرت شاہ صاحب قبلہ خدمت میں موجود تھے۔چنانچہ مرشد کامل نے قریب بلا کر آپکے سینہ مبارک پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو کچھ دیر کے لئے حضرت شاہ صاحب بے ہوش ہو گئے۔جب ہوش میں آئے تو فرمایا حضرت حاجی صاحب کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے میرا سینہ ہر قسم کی کدورت و آلائش سے بالکل پاک وصاف ہو گیا اور اب میرا سینہ شیشہ کی مانند صاف وشفاف ہے۔

حضرت حاجی صاحب کے انتقال کے بعد انکے خلیفہ اعظم حضرت حاجی محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور برسوں انکی صحبت میں آ کر فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔

حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری و باطنی کمالات کے پیش نظر حضرت حاجی محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت واجازت سے مشرف فرمایا۔

مسلسل تین سال تک خلق خدا کی ہدایت کے اہم کام میں مصروف رہ کر ۲۷

شعبان ۱۳۱۳ھ ہجری کو معبود حقیقی کے جوار رحمت میں مقیم ہو گئے۔ انا اللہ وانا علیہ راجعون۔
آپ کا مزار شریف دندہ شاہ بلاول میں مشہور معروف اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

۳۷۔ سراج الاولیا حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرشد کامل خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے گھر ۱۵ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ ہجری کو موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچتے ہی والد گرامی نے آپ کو ملا شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بٹھایا۔ محض ۱۴ سال کی عمر میں فارغ تحصیل عالم بن گئے اور اپنے والد گرامی حضرت دامانی قدس سرہ کے بیعت سے مشرف ہوئے اور دائرہ لاتعین تک مکمل تصوف سلوک کی روحانی تعلیم حاصل کی۔ ساتھ ہی کتب تصوف بالخصوص مکتوبات امام ربانی ومکتوبات خواجہ محمد معصوم نور اللہ مرقدہما اپنے والد گرامی سے پڑھتے رہے۔

حضرت دامانی قدس سرہ نے مؤرخہ ۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ کو اپنے اس نوجوان عالم، عامل وصالح فرزند کو اپنا نائب، خلیفہ مجاز مطلق مقرر فرمایا اور تحریری اجازت نامہ بھی عنایت فرمایا۔

آپ ۱۳۲۴ھ کو قافلہ کی شکل میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ کیلئے روانہ ہوئے۔ آپ کے ۳۶ فقراء بھی ہمرکاب تھے۔ دوران سفر بے انتہا فیوض وبرکات کی وارداتیں ہوتی رہیں۔ چنانچہ آپکے رفیق سفر حاجی ملا صدر فرماتے ہیں حج بیت اللہ کے سفر میں جب حضرت قبلہ عالم مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے ایک دن آپ غسل فرما کر روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں بھی آپکے ساتھ تھا۔ گنبد خضرا کے پاس پہنچ کر آپ روضہ اقدس کے مجاوروں سے ملے۔ تھوڑی دیر گفتگو کے بعد انہوں نے آپ کو عربی لباس پہنایا اور ایک جلتی ہوئی موم بتی آپکے ہاتھ میں دیدی، جسے لیکر اسی موم بتی سے آپ نے دو قندیلیں روشن کیں۔ اسکے بعد روضہ رسول اللہ ﷺ میں داخل ہوئے۔ اور

کافی دیر دعا وزاری کے بعد باادب وہاں سے رخصت ہو کر باہر تشریف لائے اور حتیٰ الوسعۃ وہاں کے مجاوروں کو شکرانہ ادا کیا۔

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے تقریباً ۳۶ افراد کو خلافت عطا فرمائی۔ جن کے ذریعے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی مزید ترویج ہوئی لیکن آپکے خلیفہ حضرت پیر فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے جو دینی خدمت کی وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔

۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ ھجری بروز جمعۃ المبارک ۳۶ برس کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانقاہ عالیہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی قدس سرہ جو کہ آپ کے مرشد ومربی ووالد گرامی ہیں، کے مزار کے جوار میں آپکی آخری آرامگاہ مرجع خاص وعام ہے۔

۳۸۔ خواجہ خواجگان حضرت پیر فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپکی ولادت ۱۲۷۰ ہجری میں حضرت مراد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر داؤد خیل میں ہوئی۔ بچپن کا زمانہ داؤد خیل میں گذرا۔ بڑے ہو کر عربی فارسی کی تعلیم حاصل کرنے کالا باغ تشریف لے گئے۔ جہاں دورۂ حدیث تک مکمل درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد باطنی اصلاح کے لئے خواجہ خواجگان حضرت حاجی محمد عثمان دامانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انکی علالت کی وجہ سے (کہ آپ آخری پانچ سال بیعت کے لئے آنے والوں کو صاحبزادہ حضرت سراج الدین یا خلیفہ ارشد حضرت لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہما کے سپرد فرماتے تھے) انکے خلیفہ ارشد حضرت سید لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ ان کی بیعت سے فیضیاب ہو کر خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ طویل عرصہ تبلیغ دین کے بعد تقریباً ۱۸۹۲ء میں فقیر پور شریف نامی مرکز ضلع مظفر گڑھ میں قائم فرمایا۔ ابھی آپ کا سلوک نا تمام تھا کہ حضرت

سید لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ اسلئے بیعت ثانیہ کے لئے خواجگان حضرت سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حضور موسیٰ زئی شریف حاضر ہوئے۔ بیعت ثانیہ کی اور آپکے پاس دائرہ لاتعین تک سلوک کی تکمیل فرمائی۔ پہلے چوں کہ فقیر پور شریف تک آنے جانے کے معقول سہولت نہ تھی اور لوگ بکثرت آپ سے فیضیاب ہونے کے لئے حاضر ہوتے تھے، اسلئے آپ نے شہر سلطان کے قریب مسکین پور شریف نامی ایک نیا مرکز قائم فرمایا اور آخر عمر تک وہیں قیام فرما رہے۔

حضرت پیر قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے تبلیغ دین کے سفر میں جو ایام صرف کیے وہ ان سے کہیں زیادہ تھے جو آپ نے اپنے گھر میں گزارے۔ سندھ کے اکثر اضلاع، صوبہ پنجاب کے علاوہ متعدد بار ہندوستان کے تبلیغی دورے فرمائے۔ حضرت پیر قریشی رحمۃ اللہ علیہ مذہب کے حوالہ سے مقلد حنفی اور مسلک کے اعتبار سے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنی اور مشرب کے لحاظ سے نقشبندی مجددی تھے۔

۸۴ برس کی عمر میں تبلیغی سفر میں تھے کہ آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور اسی حالت میں واپس مسکین پور شریف پہنچے بدھ یکم رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ ہجری میں چاند رات کو انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مزار پر انوار درگاہ مسکین پور شریف ضلع مظفر گڑھ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

۳۹۔ سلطان العارفین حضرت خواجہ غریب نواز محمد عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین سراج السالکین حضرت خواجہ محمد عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ حضرت خواجہ محمد اویس رحمۃ اللہ علیہ سے 17 ویں پشت میں جا کے ملتا ہے۔

حضرت خواجہ پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ ضلع ملتان تحصیل شجاع آباد نزدیک جلال پور پیر والا گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مولانا یار محمد رحمۃ

اللہ علیہ سے حاصل کی۔ بعد میں عربی تعلیم کے لیے اوچ شریف میں حضرت مولانا امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ جو حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد تھے۔ کچھ کتابیں آپ نے اپنے بڑے بھائی مولانا محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی پڑھیں۔

حضرت خواجہ پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس فقیر کا آبائی طریقہ قادری تھا۔ یہ عاجز شروع میں حضرت حافظ فتح محمد صاحب جلال پور پیر والا کا دست بیعت ہوا تھا۔ آپ عالم باعمل اور واعظ پر اثر تھے۔ آپ سخی، متوکل اور بے ریا انسان تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے اور آپ کی دعا میں بڑی تاثیر ہوتی تھی۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں میری توجہ علم کے حصول کے طرف زیادہ تھی۔ آپ کی وفات کے بعد بہت پریشانی ہوئی اور اس نعمت کے حصول کے لیے کافی کوشش کی۔ پنجاب کے اندر کافی گادیاں تھیں اور ظاہر میں تو بڑا رعب تاب اور دبدبہ تھا لیکن جس بات کو میں ڈھونڈ رہا تھا کہ ایسا پیر ملے جس کے پاس شریعت وطریقت دونوں موجود ہوں وہ تلاش بسیار کے باوجود کہیں حاصل نہیں ہوئی۔

حضور پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لیے وہ دعا مانگوں گا جس کا تجھے خود پتا چل جائے گا۔ یہ اس دعا کا اثر ہے کہ جس نے مجھے ولی کامل حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پہنچایا۔ آپ نے حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس فقیر نے فجر نماز آرائیں گاؤں میں پڑھی۔ اس مسجد کے پیش امام سے راستے کا پتہ پوچھ کر سیدھا حضرت پیر قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد شریف کی طرف

گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اکیلے مسجد کے اندر مصلےٰ مبارک پر تشریف فرما ہیں۔ آپ اس طرح دیکھ رہے تھے گویا کسی کے انتظار میں ہوں۔ یہ فقیر آپ کی قدم بوسی کر کے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگے اس کے بعد تھوڑی بہت گفتگو کر کے آپ اندر حویلی مبارک کی طرف چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد آپ اپنے ہاتھوں سے روٹی لے کر آئے۔ حضرت صاحب ظہر نماز کے وقت پھر تشریف فرما ہوئے۔ نماز باجماعت ہوئی اس کے بعد آپ نے اس عاجز کو بیعت سے سرفراز کر کے قلبی ذکر کی تلقین فرمائی۔

فرماتے تھے کہ اس عاجز ذکر شروع کرتے ہی ایسا حال ہو گیا کہ قلب کے جوش کی وجہ سے سلطان الاذکار بھی جاری ہو گیا اور جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے میں آگ کے جلتے ہوئے تنور میں پڑا ہوا ہوں اور میرا سر بہت بھاری ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے لگ رہا تھا کہ میرا دماغ پھٹ جائے گا۔ اتنا تو استغراق طاری ہو گیا کہ مراقبہ کا ارادہ ہوتے ہی میں گم ہو جاتا تھا۔ اپنے آپ کو گم دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا کہ کوئی مرض تو لاحق نہیں ہو گیا ہے۔ پھر کبھی کبھی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ میرا دل وجود کو چیر کے آسمان کی طرف اڑ کے چلا گیا ہے۔ آنکھوں میں سے جیسے آگ کی چنگاریاں نکلتی تھیں۔ حالت یہ ہو گئی کہ نہ کچھ کلام کر سکتا تھا اور نہ آنکھوں کو کوئی نیند نصیب تھی اور یہ میری حالت دو تین سال چلی۔ جنون اتنا غالب ہوتا تھا کہ کبھی کبھی سر سے دستار اتار کر زمین پر پھینک کر ادھر ادھر دوڑتا تھا۔ پاؤں ننگے ہوتے تھے شلوار کے علاوہ دوسرا کوئی کپڑا پہن نہیں سکتا تھا۔ الحمد اللہ ایسی حالت میں بھی ننگے پن کا ہوش رہتا تھا اور نماز کے وقت میں نماز پڑھتا تھا۔ میری حالت دیکھ کر حضرت پیر قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مولوی صاحب آپ اپنے کپڑے دھوبی کو دھونے کے لیے دے کر آئے ہو کیا؟

حضور پیر فضل علی قریشی کے وصال کے بعد آپ نے پنجاب کے اندر پہلا تبلیغی اور روحانی مرکز قائم کیا۔ آپ کے محبوب خلیفہ حضرت اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں سندھ سے کثیر جماعت مرکز کی تعمیر میں حصہ لینے کے لیے عاشق آباد پہنچی۔ حضور سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی فقیروں کے ساتھ مٹی اٹھائی اور اپنے پیر کے شان میں اپنی بنائی ہوئی منقبتیں پڑھتے تھے۔

سندھ میں تبلیغ دین کی خاطر تشریف لانے کا واقعہ آپ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ میرے پیرومرشد محبوب الٰہی خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا تبلیغی مشن پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور اپنے خلفاء کو اپنی صوابدید پر ان کے خیالات اور صلاحیتوں کے مطابق مختلف علاقوں میں بھیجا کرتے تھے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور مولانا عبدالمالک صاحب آپس میں باتیں کررہے تھے۔ دوران گفتگو مولانا عبدالمالک صاحب نے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ کاش حضور پیر قریشی مجھے تبلیغ کے لیے ہندوستان بھیجیں کیونکہ ہندوستان میں اور علاقوں کے بنسبت اہل علم زیادہ ہیں۔ وہاں کے لوگ اس نعمت (روحانیت) کی قدر کریں گے۔ جس پر میں نے بھی انہیں بتایا کہ مولانا صاحب میری یہ تمنا ہے کہ حضور مجھے سندھ میں تبلیغ کا حکم فرمائیں تو بہت ہی اچھا ہو کیونکہ سندھی لوگ اللہ والوں کے بڑے عاشق ہیں۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے تھے کہ بچپن سے میں دیکھا کرتا تھا کہ سندھی مرد اور عورتیں باپیادہ حضرت غوث بہاؤالحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لیے ملتان جاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہمارا گاؤں دریا کے کنارے پر تھا اس لیے وہ سندھی رات کو ہمارے ہاں قیام کرکے صبح کو دریا عبور کرکے آگے جاتے تھے۔ رات کو میرے والد سر پر روٹیاں رکھ کر بھیجتے تھے جو میں انہیں کھلاتا تھا۔ اس لیے مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ میں نے کئی بار دیکھا کہ پیدل چلنے کی وجہ سے ان کے پیر پھٹ جاتے تھے اور ان

کے پیروں سے خون بہتا تھا وہ ان زخموں پر پٹیاں باندھ کر اپنا سفر جاری رکھتے تھے۔ ان کی اس والہانہ محبت وصداقت کو دیکھ کر اس فقیر (پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ) کے دل میں سندھ میں تبلیغ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت قریشی قدس سرہٗ کو کشف القلوب بہت ہوتا تھا آپ نے بغیر کسی عرض معروض کے مولانا عبدالمالک کو ہندوستان کی طرف اور مجھے سندھ میں تبلیغ کا حکم فرمایا۔

آپ جب سندھ میں تشریف فرما ہوئے تو اس وقت سندھ میں مسلمانوں کے دینی حالات عموماً ابتری کا شکار تھے۔ شہروں کے دنیادار، جدید تعلیم یافتہ اور بڑے لوگ شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا اپنی کسر شان سمجھتے تھے۔ عام لوگ اور دیہات کے رہنے والے اگرچہ کسی حد تک دین ومذہب سے لگاؤ رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی نشست وبرخاست میں شریعت وسنت کو کم اور اپنی پسند ناپسند کو زیادہ عمل دخل تھا۔ مسجدیں نمازیوں کے لیے ترستی تھیں۔ پیروی سنت کو معیوب سمجھا جا رہا تھا۔ ان ہی اسباب کی بناء پر مسلمان قوم کے عملی اور اخلاقی حالات دن بدن ابتری کا شکار ہوتے جا رہے تھے۔ ایسے حالات میں اگرچہ آپ اس سے پہلے اپنے پیرومرشد کے ساتھ اور انفرادی طور پر بہت سے تبلیغی سفر فرما چکے تھے لیکن اپنے مشفق ومحسن مرشد کے حکم ملنے کے بعد خود کو تبلیغ کے لیے بالکل وقف کر دیا۔ دن رات اسی لگن میں مگن رہتے تھے۔ شہر شہر، گاؤں گاؤں سلسلہ در سلسلہ چلتے رہتے اور مخلوق خدا کو خدائی احکام سناتے اور فیض محمدی ﷺ سے دلوں کو منور کرتے رہتے۔ مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے روحانی مراکز اور خانقاہیں بھی قائم کیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے اپنے آبائی علائقے میں ''عاشق آباد'' نامی بستی کا قیام عمل میں لائے۔ اس کا افتتاح بھی اپنے شیخ قریشی قدس سرہٗ سے ہی کروایا۔ انہوں نے ہی اس بستی کا نام ''عاشق آباد'' منظور فرمایا۔ آپ کی محنت اور کاوشیں بھی رنگ لائیں اور سندھ میں کافی

بڑی ذاکرین کی جماعت تیار ہوگئی۔ ان مخلصین کو کچھ زیادہ وقت دینے کی ضرورت محسوس کی گئی تو آپ اپنے پیر بھائی، اپنے خلیفہ مطلق، دست راست اور بعد میں آپ کے جانشین حضرت غریب نواز سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کے مشورے اور اصرار پر سندھ میں روحانی درسگاہ تعمیر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت غریب نواز سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی جماعت کے ساتھ مل کر کچے کے علاقے میں "دین پور" نامی بستی کی بنیاد رکھی اور اس طرح سندھ میں ایک روحانی درسگاہ بلکہ تربیت گاہ کا قیام عمل میں آ گیا۔ اسی کے ساتھ ہی بڑے ہی زور شور کے ساتھ تبلیغ کے کام کو وسعت دی گئی۔ جماعت میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی چلی گئی۔ لوگ جوق در جوق طریقہ عالیہ میں داخل ہونے لگے۔ سندھ کے کونے کونے میں آپ کا پیغام پہنچ گیا۔ باہر سے آنے والی جماعت کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے لاڑکانہ کے قریب "رحمت پور شریف" کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے لیے زمین کے اور باقی سارے اخراجات بھی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی جیب خاص سے ادا فرمائے۔ رحمت پور شریف پہنچنے تک نہ صرف مخلصین وذاکرین بلکہ مصلحین ومبلغین کی ایک بہت بڑی جماعت تیار ہو چکی تھی۔ یہاں پر سکونت پذیر ہونے کے بعد ان تمام حضرات کو پورے ملک میں پھیلا دیا۔ جس کے نتیجے میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ طریقہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ بے شمار ڈاکو، چور، زانی، راشی، شرابی اور فاسق وفاجر گناہوں سے تائب ہو گئے۔ قانون شریعت اور سنت نبوی پر طعن وتشنیع کرنے والے پابند شریعت اور متبع سنت بن گئے۔

آپ کا وصال ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۴ ہجری میں رحمت پور شریف لاڑکانہ سندھ میں ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ رحمت پور شریف لاڑکانہ حضور پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کا آخری مرکز اور آخری آرام گاہ آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۴۰۔ حضرت الحاج اللہ بخش عباسی نقشبندی عرف پیر سوہنا سائیں نوّر اللہ مرقدہ

آپکی ولادت باسعادت مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء کو ضلع نوشہرو فیروز تحصیل کنڈیارو کے خانواہن نامی ایک چھوٹے سے قصبے میں قریشی، عباسی خاندان کے ایک معزز و صالح بزرگ حضرت محمد مٹھل عباسی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ہوئی۔ ابھی آپ محض ۵ ماہ کے کم سن بچے تھے کہ والدِ گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا لیکن آپکی والدہ محترمہ نے اخلاقی تربیت کے ساتھ دینی و دنیوی تعلیم کا پورا پورا اہتمام کیا۔

ابتدائی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے خانواہن ہی میں فائنل تک اسکول کی تعلیم بھی حاصل کی اور جلد ہی پرائمری اسکول خانواہن میں استاد متعین ہوئے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ملازمت ترک کی اور والدہ محترمہ کے مشورہ سے مزید دینی تعلیم کے لئے گیریلو ضلع لاڑکانہ تشریف لے گئے، جہاں پر اس وقت کے جید عالمِ دین علامہ الحاج رضا محمد رحمۃ اللہ علیہ تدریسی فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے متعدد مدارس میں رہ کر زیادہ تر دینی تعلیم ان ہی سے حاصل کی۔

حضرت پیر سوہنا سائیں قدس سرہ کے آباء واجداد بکھری تحصیل کنڈیارو کے راشدی سادات خاندان کے مرید تھے لیکن آپ ابھی علامہ رضا محمد کے یہاں بھریا میں زیر تعلیم تھے کہ خانواہن سے قریب ہالانی میں پنجاب کے مشہور نقشبندی کامل ولی و بزرگ حضرت پیر فضل علی قریشی تشریف فرما ہوئے۔ آپ ان سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور ان سے سلسلہ نقشبندیہ کے دو اسباق ہی حاصل کئے تھے کہ رمضان المبارک کی چاند رات بروز جمعرات ۱۳۵۴ھ کو حضرت پیر قریشی قدس سرہ کا انتقال ہوگیا۔ جسکے بعد انکے عالم باعمل نائب و خلیفہ حضرت خواجہ محمد عبد الغفار رحمت پوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر تجدید بیعت کی اور ان سے دائرہ لاتعین تک مکمل سلوک طے کیا، مدۃ العمر انکی

خدمت وصحبت میں رہے۔

مسندِ ارشاد: حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور بارہا خلفاء کرام کے مجمعہ میں اسکا اعلان فرمایا۔ نیز تحریری اجازت نامہ میں واضح طور پر اپنا نائب وقائم مقام لکھا اور خلفاء کرام کو اپنے بعد حضرت سوہنا سائیں سے تجدید بیعت کا امر فرمایا۔ اسکے علاوہ بعض نئے آدمیوں کو جو آپ سے بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے تھے، حضرت سوہنا سائیں (گو آپنے بہت معذرت کی لیکن تاکیدی امر فرما کر) سے بیعت کروا کر عملی طور پر اپنا نائب اور قائم مقام متعین فرمایا اور بعد کے حالات اور حضرت سوہنا سائیں کی دینی وملی خدمات نے ثابت کیا کہ حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے خلفاء کرام میں سے حضرت سوہنا سائیں کا انتخاب بروقت برمحل اور بہت ہی مناسب تھا۔ اور اس سے امتِ مسلمہ کو مثالی دینی فائدہ حاصل ہوا۔ حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ وفات کے بعد آپ نے لاڑکانہ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ضلع دادو میں اپنا پہلا تبلیغی مرکز اپنے مرشد اول حضرت پیر قریشی علیہ الرحمۃ کے پہلے مرکز کے نام پر فقیر پور رکھا۔ جہاں ماہوار گیارھویں شریف کا جلسہ مقرر فرمایا ساتھ ہی پاکستان کے چاروں صوبوں میں کئی تبلیغی دورے کئے۔ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے بیشتر خلفاء کرام بھی ان تبلیغی پروگراموں میں آپکے ساتھ رہے اور لوگ جوق در جوق جماعت میں داخل ہوتے رہے۔

مثالی شیخ کی مثالی خدمات: حضرت پیر سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ بہت سے اوصاف میں عام پیروں سے مختلف تھے۔ مثلاً آپکے توکل کا یہ عالم تھا کہ مرکز، مدرسہ، مسجد، خواہ لنگر کے لئے مدۃ العمر چندہ وسوال سے محترز رہے۔ اپنے خرچہ پر تبلیغی سفر کیا کرتے تھے البتہ اگر کوئی شخص اپنے شوق سے کسی بھی مد میں مالی معاونت کرنا چاہتا تو سنت

کے مطابق قبول کرتے تھے۔ کبھی بھی کسی فرد، جماعت یا فرقے کی مخالفت نہیں کی۔ لاکھوں مریدین کے شیخ اور پیرو مرشد تھے لیکن آپنے کبھی بھی اپنے آپکو پیر یا بزرگ نہ سمجھا اور نہ ہی متعلقین کو اپنا مرید۔ بلکہ اپنے قول و عمل سے اپنے آپکو خادم اور فقیر سمجھتے اور مریدین کو دوست اور پیر بھائی کہتے اور سمجھتے تھے۔ بہت سی اصلاحی تنظیموں کے بانی و سرپرست تھے لیکن کبھی بھی اشارہ و کنایہ سے بھی اسکا اظہار بھی نہ کیا۔ غرض یہ کہ خلوص وللّٰہیت کے جو واقعات کتابوں میں پڑھے اور بزرگوں سے سنے تھے، بلا کم و کاست آپکو انکا مصداق پایا۔

اصلاحی تنظیمیں

جماعت اصلاح المسلمین: حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور آپکے خلفاء کرام اور مریدین ہر سطح پر تبلیغ دین و اشاعتِ اسلام کی خدمت سرانجام دیتے تھے لیکن ۱۹۷۱ء سے باقاعدہ سرکاری طور پر ایک رجسٹرڈ تنظیم کی حیثیت سے آپکی سرپرستی میں جماعت اصلاح المسلمین کا قیام عمل میں آیا اور اس تنظیم نے شریعت، تصوف وطریقت کا منظّم طور پر خدمات کا آغاز کیا اور آپ نے اسی سال محترم الحاج احمد حسن کی قیادت میں ایک تبلیغی وفد متحدہ عرب امارات روانہ فرمایا۔ اس طرح بیرونی ممالک میں تبلیغی کام کی ابتدا امارات سے ہوئی اور بعد میں یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ دنیا کے کئی ممالک میں اس خالص اصلاحی جماعت کے کارکن ملازمت اور ذاتی کاروبار کے ساتھ درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کی صورت میں خدمتِ دین متین انجام دینے لگے۔

جمعیۃ علماء روحانیہ غفاریہ: حضرت پیر سوہنا سائیں قدس سرہ کے مریدین میں ایک بڑی تعداد علماء کرام کی تھی جو درس و تدریس اور تصنیف و تالیف امامت و خطابت کی صورت میں شریعت مطہرہ اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت میں مشغول رہتے تھے۔

آپ وقتاً فوقتاً دربار عالیہ اللہ آباد شریف یا فقیر پور شریف میں تعلیمی وتربیتی دورے منعقد کرواکر چند دن صحبت اور ملاقات کا خصوصی موقعہ فراہم کرتے اور انفرادی طور پر ان کے ذاتی مسائل اور دینی خدمات کے بارے میں پوچھتے۔ کوتاہی معلوم ہونے پر دردمندانہ تنبیہ کرتے اور مفید مشورے دیتے تھے۔

روحانی طلبہ جماعت: حضرت پیر سوہنا سائیں قدس سرہ چونکہ عالم وعارف بزرگ تھے اور امت مسلمہ کے حقیقی خیر خواہ تھے اسلیئے انکی مسلمانان عالم کی موجودہ حالات پر پوری نظر تھی اور ہر وقت دینِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے فکر مند رہتے تھے۔ اسی مقصد کے پیش نظر آپ نے جدید تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طلبہ کے لیے روحانی طلبہ جماعت نامی تنظیم قائم فرمائی۔ جسکے نتیجہ میں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم سینکڑوں طلبہ نیک وصالح بلکہ بعض تو مبلغ اسلام بنے۔

مثالی مراکز: یوں تو حضرت پیر سوہنا سائیں علیہ الرحمۃ اور آپکے خلفاء کرام کی تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں ہزاروں افراد کی اصلاح ہوئی اور وہ مکمل طور پر شریعت مطہرہ اور سنت رسول ﷺ کی پابندی کرنے لگے لیکن جہاں جہاں خود آپ نے قیام فرمایا، وہاں ایک ایسے اصلاحی معاشرہ کی بنیاد ڈالی (مثالی مراکز بھی قائم کیئے) اور عملی طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کر کے دکھایا، جن کی مثال ملنا مشکل ہے ایسے اصلاحی اور مثالی مراکز میں، ۱۔ درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز سندھ۔ ۲۔ درگاہ فقیر پور شریف ضلع دادو سندھ۔ ۳۔ درگاہ طاہر آباد شریف ضلع ٹنڈو الہیار قابل ذکر ہیں۔ ان مثالی تبلیغی مراکز میں مقیم تمام مرد حضرات، خواہ خواتین شریعت مطہرہ کے عین مطابق زندگی بسر کرتے تھے۔ نماز با جماعت، تہجد، سنت رسول ﷺ کے مطابق ڈاڑھی اور عورتوں کا مکمل طرح سے شرعی پردہ کا اہتمام کرنا، نیز ضروری دینی مسائل برزبان یاد کر کے ان پر عمل کرنا، بلکہ ان کی تبلیغ

کرنا۔ یہ حضرت پیر سوہنا سائیں قدس سرہ کی فقید المثال دینی خدمات ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کے درمیان فرقہ بندی اور فروعی اختلافات کو ختم کرنے کے لیے سخت جدوجہد ومحنت کی۔ مختلف فرقوں کے علماء کرام سے فرقہ بندی ختم کرنے کے لیے ملاقاتیں کیں اور دردمندانہ طور پر خطوط لکھے۔ جس میں آپ نے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اتحاد واتفاق کے لیے بہت زور دیا۔ مختلف مشائخ عظام وعلماء کرام سے ملاقات کے لیے پیرانہ سالی کی وجہ سے جس طرف آپ نہیں جاپاتے تھے تو اپنے خلفاء کرام وعلماء کرام عظام پر مشتمل وفد بھیجا کرتے تھے۔ آپ نے اس اتحاد واتفاق کی فضا قائم کرنے کے لیے اپنے خلفاء، علماء، مریدین ومتوسلین کو یہی درس دیا کہ کسی بھی گروہ یا فرقے کی مخالفت نہ کریں اور اگر کوئی آپ کی مخالفت کرتا ہے تو اس پر صبر کریں اور ان کے ساتھ محبتیں بڑھانے کوشش کریں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم عاجز بندے ہیں ہمارا کام خلوص سے اتحاد واتفاق امت مسلمہ کے لیے کوششیں کرنا ہیں۔ اس کا نتیجہ واثرات ظاہر کرنا یہ خدائے عزوجل کا کام ہے۔

جوانی کے زمانہ سے لیکر بڑھاپے تک مسلسل محنت، مجاہدات، عبادات وریاضات کیوجہ سے عوارضات کے باوجود آپ نے نماز باجماعت، تہجد اور تبلیغ وتلقین وذکر کا سلسلہ کبھی منقطع نہ کیا۔ یہاں تک کہ دنیوی زندگی کے آخری دن بھی بعد از نماز عصر نئے واردین کو بیعت کر کے وعظ ونصیحت کی اور آخری رات وفات سے چند لمحہ پہلے تکلیف کے باوجود اٹھ کر نماز تہجد ادا کیا اور قبلہ رو ہو کر لیٹ گئے اور اللہ، اللہ کہتے ہوئے ۶ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ (مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۸۳ء) پیر کی رات اپنے خالق ومالک کے حضور حاضر ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب یہ روح میری چرخ کہن سے نکلے ۔ اللہ یا محمد ہووے زبان پہ جاری

مختصر معمولات، ایصال ثواب، ختم خواجگان

صفحہ ۱۸۱ سے ۱۹۱

مختصر معمولات ۱۸۲

مفصل ختم شریف ۱۸۳

دعائے ایصال ثواب ۱۸۴

حل مشکلات کے لیے ختمِ خواجگان نقشبند ۱۸۶

مخصوص ختم خواجگان ۱۸۷

مشائخ کے ایام وصال ۱۹۰

مختصر معمولات

تلاوتِ قرآن: روزانہ قرآن مجید کی تلاوت ضرور کی جائے ایک پارہ یا اس سے زیادہ۔ بہتر ہے کہ کم از کم نصف پارہ تلاوت کی عادت ہونی چاہئے اور بلا عذر اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

کلمہ طیبہ: کلمہ طیبہ کا ورد جس قدر زیادہ ہو بہتر ہے، بلند آواز سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آواز اس قدر ہو کہ آدمی خود اور قریب بیٹھے لوگ آواز سن سکیں۔ ۹۹ مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے بعد ایک مرتبہ مکمل کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کہنا چاہئے۔ اس طریقہ پر کم از کم دو دو تسبیح روزانہ پڑھنا ضروری ہے۔

درود شریف: زیادہ کی کوئی حد نہیں، کم از کم دو تسبیح روزانہ کا معمول ہونا چاہئے۔ جمعہ کے دن اور بھی زیادہ درود شریف پڑھا جائے۔

استغفار: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ روزانہ دو تسبیح۔

تسبیح: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ دو تسبیح۔

نمازِ تہجد: نصف رات کے بعد جس وقت بیداری ہو حسبِ توفیق ۸ تا ۱۲ رکعات

سلسلہ عالیہ: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ غفاریہ بخشیہ مع مناجات سوتے

وقت یا نماز تہجد کے بعد عربی اردو یا سندھی جس زبان میں آسانی ہو پڑھا جائے۔ اسکے علاوہ رات کو سونے سے پہلے سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات الٓمّٓ سے لیکر مُفلِحُونَ تک، آیۃ الکرسی خَالِدُوْن تک اور آخری آیات آمَنَ الرَّسُوْل سے لیکر آخر سورہ تک، نیز چہار قل (قُلْ یاایھاالکافِرُوْنَ، قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدُ، قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) ہر ایک بِسمِ اللّٰہِ کے ساتھ اور درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے پہلے اپنے جسم پر ہاتھ پھیر لیں اسکے بعد اہل خانہ بالخصوص بچوں پر دم کریں۔

سوتے وقت مسنون دعا بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی اور بیدار ہونے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ پڑھنا چاہیے۔

رمضان المبارک میں کلمہ طیبہ کا ورد اور تلاوتِ قرآن کثرت سے کی جائے۔

جس قدر ہو سکے صلوٰۃ التسبیح زیادہ پڑھی جائے۔

مفصل ختم شریف

یہ ختم جو سالانہ اجتماعات کے مواقع پر ہمارے مشائخ کا معمول رہا ہے اس کا طریقہ کار یہ ہے۔

اَعوذُ بِاللّٰہِ الیٰ آخرہ اور بِسمِ اللّٰہ الیٰ آخرہ کے بعد تین بار درود شریف، اسکے بعد بِسمِ اللّٰہِ الیٰ آخرہ کے ساتھ سورہ ملک (تَبَارَكَ الَّذِیْ) آخر تک، اسکے بعد ایک بار بِسمِ اللّٰہ الیٰ آخرہ تک کے ساتھ سورہ اخلاص (قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدُ) تین بار اسکے بعد بِسمِ اللّٰہِ الیٰ آخرہ کے ساتھ سورہ فلق (قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) ایک بار، اسکے بعد بِسمِ اللّٰہِ الیٰ آخرہ کے ساتھ سورہ النّاس (قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) ایک بار، اسکے بعد بِسمِ اللّٰہِ الیٰ آخرہ کے ساتھ سورہ فاتحہ ایک بار، اسکے بعد بِسمِ اللّٰہِ الیٰ آخرہ کے ساتھ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات

(الٓمّٓ سے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ) **تک ایک بار، اسکے بعد** بِسمِ اللّٰہِ **الی آخرہ کے ساتھ سورہ بقرہ کی آخری آیات** (آمَنَ الرَّسُولُ **تا الی آخر سورہ ایک بار، اسکے بعد** بِسمِ اللّٰہِ **الی آخرہ کے ساتھ آیت** لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُولٌ **سے** رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ **تک ایک بار، اسکے بعد** دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ **ایک بار اسکے بعد آیت** مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ **آخر آیت تک ایک بار اسکے بعد آیت۔** اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ **سے لیکر** تَسْلِيمًا **تک، اسکے بعد** سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ **پڑھ کر تین بار۔** اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ **پڑھ کر خشوع وخضوع کے ساتھ کافی دیر تک ایصال ثواب کی دعا کی جاتی ہے۔**

دعائے ایصالِ ثواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ ثَوَابَ هٰذَا الْكَلَامِ (**اور اگر ایصال ثواب کے لئے کھانا بھی تقسیم کیا گیا ہو تو الکلام کے بعد** وَالطَّعَامِ **کا لفظ بڑھایا جائے**) بِجَنَابِ سَيِّدِ الْمُعَلّٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ قُرَّةِ عُيُوْنِنَا وَرَاحَةِ رُوْحِنَا وَضِيَاءِ قُلُوْبِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَزْوَاجِهِ الْمُطَهَّرَاتِ وَخُلَفَآئِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْهَادِيْنَ الْمُهْتَدِيْنَ وَجَمِيْعِ اَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَاِلٰى جَنَابِ مَشَائِخِ جَمِيْعِ السَّلَاسِلِ الْقَادِرِيَّةِ وَالْجِشْتِيَّةِ وَالسَّهْرَوَرْدِيَّةِ وَخَاصَّةً اِلٰى اَصْحَابِ الطَّرِيْقَةِ الْعَالِيَةِ النَّقْشَبَنْدِيَةِ ، خُصُوْصًا اِلٰى جَنَابِ الْمُعَلّٰى

مُرشِدِنَاوَهَادِينَاالمُجَدِّدِوَالمنوِّرِلِلماۃِاَربعۃَعشَر خواجۂ خواجگان پیر پیران

سُلطَانِ العَارِفِينَ ووَسِيلَتنَافِى الدَّارَين حضرت الحاجّ اللّٰه بخش سهنا سائين

قَلبِى وَرُوحِى فِدَاه، اَللّٰهُمَّ مَتِعنَامِنُ فُيُوضَاتِهِمُ وَبَرَكَاتِهِم ،اَللّٰهُمَّ مَتِعنَامِنُ

فُيُوضَاتِهِمُ وَبَرَكَاتِهِمُ، اَللّٰهُمَّ مَتِعنَامِنُ فُيُوضَاتِهِمُ وَبَرَكَاتِهِمُ

وَاهدِنَاسَبِيلَهُم ،رَبَّنَاتَقَبَّل مِنَّااِنَّكَ اَنتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ ،وَتُب عَلَينَااِنَّكَ اَنتَ التَّوَّابُ

الرَّحِيمُ ،وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ سَيِّدِنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِه وَاَصحَابِه اَجمَعِينَ۔

بِرَحمَتِكَ يَاارحَمَ الرّٰاحِمِينَ۔

وضاحت

دعا کوئی بھی ہو اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بولی یعنی عربی زبان میں ہو تو بہتر ہے لیکن یہ لازمی اور ضروری نہیں۔ لہٰذا ایصال ثواب کے لئے بھی بعینہ مذکورہ الفاظ میں دعا مانگنا ضروری نہیں، اہلِ علم حضرات ان میں کمی بیشی کر سکتے ہیں البتہ عوام الناس اپنی طرف سے کوئی رد و بدل نہ کریں۔ البتہ اگر چاہیں تو حمد اور صلوٰۃ وسلام کے بعد سندھی اردو یا کسی بھی زبان میں ایصال ثواب کر سکتے ہیں مثلا

اَلحَمدُلِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلىٰ سَيِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّآلِه وَاَصحَابِه اَجمَعِين یا اللہ اس کلام وطعام کا ثواب سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کو پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک، اہل بیت عظام، ازواج مطہرات، حضرات خلفاء راشدین اور آپکے جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہنچا اور جمیع سلاسل کے مشائخ عظام بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ خاص کر ہمارے پیر و مرشد ہادی و رہبر سلطان العارفین حضرت قبلہ سوہنا سائیں قلبی وروحی فداہ کی روح پرفتوح کو پہنچا۔

یا اللہ ہمیں اپنے ان مقرب بندوں کے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرما، یا اللہ ہمیں اپنے ان مقرب بندوں کے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرما، یا اللہ ہمیں اپنے ان مقرب بندوں کے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرما، اور ہمیں انکے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ ہماری عاجزانہ دعائیں قبول فرما اور ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرما۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین آمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

حل مشکلات کے لیے ختم خواجگان نقشبند

قضائے حاجات و حلِ مشکلات کے لیے ہمارے مشائخ سلسلہ کے یہاں جو ختم خواجگان مروج ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ بعد از نماز عصر (کسی دوسرے وقت بھی پڑھ سکتے ہیں) چند افراد گول دائرہ کی شکل میں بیٹھ جائیں اور جو مشکل در پیش ہو، ذہن میں رکھ کر پہلے سورہ فاتحہ مع بسم اللہ سات مرتبہ پڑھیں، اگر شریک افراد زیادہ ہوں تب بھی فاتحہ فقط سات افراد ایک ایک بار پڑھیں، اسکے بعد کنکریاں یا کھجور کی گٹھلیاں جو میسر ہوں ان پر ایک سو ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں، پھر اناسی مرتبہ سورہ الم نشرح پڑھیں، اسکے بعد ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص (قل ھو اللہ) پڑھیں، اسکے بعد سورہ فاتحہ پہلے کی طرح فقط سات بار پڑھیں اسکے بعد

ایک سو ایک بار	یَا قَاضِیَ الحَاجاتِ
ایک سو ایک بار	یَا کافِیَ الْمُھِمَّاتِ
ایک سو ایک بار	یَامُجِیبَ الدَّعَواتِ
ایک سو ایک بار	یَاحَلَّ الْمُشْکَلاتِ

ایک سوایک بار یَادَافِعَ الْبَلِیَّاتِ

ایک سوایک بار یَارَافِعَ الدَّرَجَاتِ

ایک سوایک بار یَاشَافِیَ الْاَمْرَاضِ

ایک سوایک بار یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

پڑھ کر اسکا ثواب سلطان العارفین، حضرت خواجہ بایزید بسطامی، حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی، حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی، حضرت خواجہ عارف ریوگری، حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی، حضرت خواجہ بابا سماسی، حضرت خواجہ سید امیر کلال، خواجہ خواجگان پیر پیران حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری اور حضرت خواجہ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ارواح پاک کو ایصال ثواب کریں اور انکے وسیلہ سے اپنی حاجت کے لیے دعا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان حضرات قدسی صفات کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ مشکل حل فرمادیگا۔ یہ ختم شریف تین یا سات یوم تک پڑھا جاتا ہے۔ ختم شریف میں شامل حضرات جس قدر نیک وصالح ہونگے اسی قدر قبول دعا کی زیادہ امید ہے۔

چند مخصوص ختم خواجگان

۱۔ سیدی ومرشدی سلطان العارفین حضرت الحاج اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے مریدین ومتوسلین کو چاہیے کہ روزانہ حلقہ ذکر ومراقبہ قائم کریں اور مراقبہ سے پہلے درج ذیل ختم شریف تمام افراد مل کر پڑھیں۔

ایک سوبار درود شریف، پانچ سومرتبہ آیت کریمہ۔ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ پھر ایک سومرتبہ درود شریف شامل تمام افراد ملکر پڑھیں اسکے بعد ایک بار سورۃ فاتحہ، گیارہ

مرتبہ سورۃ قریش (لِاِیلٰفِ) ہر ایک شامل فرد پڑھے، آخر میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور آپکے مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم کی ارواح پاک کو بخش دیں۔

۲۔ختم خواجہ خواجگان حضرت محمد عبد الغفار المعروف پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ۔حسب سابق اول و آخر ایک ایک سو بار درود شریف درمیان میں یہ آیت کریمہ وَاِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی پانچ سو مرتبہ۔

۳۔ختم حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ۔آیتِ کریمہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ پانچ صد بار اور اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار۔

۴۔ختم خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پانچ سو مرتبہ اور اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار۔

۵۔ختم حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ۔سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پانچ سو مرتبہ اور اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار۔

۶۔ختم حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْن پانچ سو بار اور اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار۔

۷۔ختم حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔ یَا رَحِیْمَ كُلِّ صَرِيْخٍ وَمَكْرُوْبٍ وَغِيَاثَهٗ وَمَعَاذَهٗ يَا رَحِيْم۔ پانچ سو بار اور اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار۔

۸۔ختم حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔یَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سو

بار پورا ہونے پر اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ۔ پانچ سو مرتبہ اور اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار۔

۹۔ ختم حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ پانچ سو مرتبہ اور سو پورا ہونے پر ایک مرتبہ کہیں اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ۔ اور اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار۔

۱۰۔ ختم حضرت خواجہ محمد معصوم سرھندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ پانچ سو بار اور ہر سو مرتبہ پورا ہونے پر کہیں فَاسْتَجَبْنَالَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔

۱۱۔ ختم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرھندی قدس سرہ۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پانچ سو بار اور اول و آخر ایک سو مرتبہ درود شریف۔

۱۲۔ ختم حضرت باقی باللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ یَابَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ۔ پانچ سو مرتبہ، سو عدد پورا ہونے پر ایک مرتبہ کہیں كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

۱۳۔ ختم حضرت خواجہ خواجگان شاہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ۔ یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِكْنِیْ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ پانچ سو بار اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار۔

۱۴۔ ختم حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ۔ ایک سو بار درود شریف، پانچ سو بار حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ اور ہر بار سو پورا ہونے پر نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ آخر میں پھر ایک سو بار درود شریف۔

ہدیہ صلوٰۃ و سلام در بارگاہ خیر الانام سید الاولین والآخرین سیدنا و مولانا محمد رسول

ﷺ ۔ تین سو تیرہ مرتبہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

مذکور بالا مشائخ کے ایامِ وصال

آخر میں ان بزرگوں کے ایامِ وصال تحریر کئے جاتے ہیں تا کہ عرس شریف کی مناسبت سے اور ایصالِ ثواب کے حوالہ سے ختم و خیرات اور دینی اجتماع منعقد کرنے میں سہولت رہے۔

ایامِ وصال مذکور مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ ہجری.

حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ ۱۳ ربیع الاول ۷۹۱ ہجری

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ ہجری

حضرت امامِ ربانی سرہندی قدس سرہ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ ہجری

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہ ۱۰ محرم ۱۱۵۵ ہجری

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ ۲۳ صفر ۱۲۴۰ ہجری

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہ ۲۲ شوال ۱۲۸۴ ہجری

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ ہجری

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ ہجری

حضرت خواجہ فضل علی قریشی قدس سرہ — یکم رمضان ۱۳۵۴ ہجری

حضرت خواجہ محمد عبدالغفار رحمت پوری قدس سرہ — ۸ شعبان ۱۳۸۴ ہجری

حضرت خواجہ الحاج اللہ بخش سوہنا سائیں قدس سرہ — ۶ ربیع الاول ۱۴۰۴ ہجری

عملیات وتعویذات

صفحہ۱۹۲ سے۲۰۳

آداب عملیات	۱۹۳	تعویذ برائے ہر طرح کی بیماری	۱۹۸
تعویذ برائے دفع جادو	۱۹۶	تعویذ برائے باری والا بخار	۱۹۸
تعویذ برائے حل مشکلات	۱۹۵	تعویذ برائے کاروبار میں برکت	۱۹۹
تعویذ برائے ہر مطلب	۱۹۵	تعویذ برائے دفع یرقان	۱۹۹
تعویذ برائے بچے کا حفظ وامان	۱۹۵	تعویذ برائے امراض لا دوا	۱۹۹
تعویذ برائے سخت امراض	۱۹۵	تعویذ برائے بقائے حمل	۲۰۰
تعویذ برائے جن، آسیب ونظر بد	۱۹۶	تعویذ برائے حب زوجین	۲۰۰
تعویذ برائے شفائے ہر درد	۱۹۶	تعویذ برائے وسعت ذہن	۲۰۱
تعویذ برائے بچہ زیادہ روئے	۱۹۷	تعویذ برائے اولاد نرینہ	۲۰۱
تعویذ برائے برکت وقضائے حاجات وامان	۱۹۷	تعویذ برائے ڈاڑھ کا درد	۲۰۱
		تعویذ برائے دردزہ	۲۰۲
تعویذ برائے بخار	۱۹۷	تعویذ برائے دردسر	۲۰۲
تعویذ برائے حمل کا گر جانا	۱۹۸	تعویذ برائے درد چشم	۲۰۳
تعویذ برائے ہمیشہ لڑکی ہونا	۱۹۸		

عملیات وتعویذات

سیدی ومرشدی حضرت پیر سوہنا سائیں اللہ آبادی قدس سرہ، شیخ العرب والعجم حضرت پیر قریشی مسکین پوری قدس سرہ اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی موسیٰ زئی شریف قدس سرہ سے روایت کردہ چند تعویذات اور انکے آداب ذکر کیے جاتے ہیں۔

آدابِ عملیات

دفع مصائب وحل مشکلات کے لئے اسمائے باری تعالیٰ، قرآن مجید کی آیات مبارکہ، اسمائے مبارکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، احادیث شریفہ کے بابرکات کلمات، اسمائے ملائکہ اور اسمائے اولیائے کاملین پر مشتمل تعویذات وعملیات لکھنا اور انکے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں شفاء طلب کرنا نیز مفید ومعلوم المعنیٰ عبارات جو کسی نیک وصالح عالم یا بزرگ سے منقول ہوں پڑھ کر کسی مریض پر دم کرنا یا لکھ کر اسکے گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا یا پانی میں گھول کر پلانا تاکہ اسکی برکت سے من جانب اللہ شفاء عطا ہو یا جان ومال نظرِ بد اور آسیب وغیرہ سے محفوظ رہے، شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ یہ سب وسیلہ ہیں اور مؤثر حقیقی اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات بابرکات ہے۔ متقدمین خواہ متاخرین علماء اور مشائخ کرام سے ایسے تعویذ لکھنا، پڑھ کر دم کرنا ثابت ہے اور اہلِ سنۃ والجماعت کے تمام مسلک کے علماء کا اس پر اجماع واتفاق ہے۔ سیدی ومرشدی حضرت پیر سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ ودیگر

مشائخ سلسلہ عالیہ سے روایت کردہ چند ایسے تعویذات وعملیات ذکر کئے جاتے ہیں۔ لیکن یاد رہے تعویذ لکھنے کی نہ تو ہر ایک کو اجازت ہے اور نہ ہی ہر آدمی اسکا اہل ہے۔ صرف حضرات خلفاء کرام اور وہ حضرات تعویذ لکھنے کے اہل ہیں جن کو شیخ کامل سے اجازت حاصل ہو۔

تعویذ لکھتے وقت درج ذیل امور کا خصوصی اہتمام کریں

تعویذ باوضو لکھیں، تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو تعویذ پر ایک سادہ سا کاغذ لپیٹ کر دیدیں کیونکہ بلا وضو قرآنی آیات کو چھونا جائز نہیں، اسی طرح جس چینی کی پلیٹ پر قرآنی آیات تحریر ہوں بے وضو آدمی کو ہاتھ میں نہ دیں۔ کبوتر، مرغ یا کسی اور جانور کے خون سے ہرگز ہرگز تعویذ نہ لکھیں کہ خون پلید ہے اور اس سے تعویذ لکھنا جائز نہیں۔

تعویذ لینے والے کو ترغیب دیں کہ بیت الخلاء میں جاتے وقت تعویذ باہر رکھیں، نیز یہ کہ جب تعویذ کا مقصد حاصل ہو جائے ادب سے کسی محفوظ جگہ پر رکھ لیں پھر جب کبھی ضرورت پیش آئے اٹھا کر استعمال کریں اور اگر ادب وحفاظت نہ ہو سکے تو کسی قبرستان میں دفن کر دیں یا کسی نہر میں بہا دیں تا کہ بے ادبی نہ ہو۔

اگر کسی غیر مسلم کو تعویذ دینا ہو تو اسکو قرآنی آیات وغیرہ لکھ کر نہ دیں بلکہ انکے ہندسے مثلاً "۷۸۶" لکھ کر دیں یا کوئی اور عبارت تحریر کر دیں جو مباح کلمات پر مشتمل ہو۔

۱۔ تعویذ برائے دفع سحر وجادو

درود شریف تین بار، سورۂ فاتحہ سات بار، آیۃ الکرسی سات بار، چہار قل (قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) سات سات بار پڑھ کر پہلے اپنے اوپر دم کریں، اسکے بعد مریض پر دم کریں انشاء اللہ تعالیٰ اسکی تکلیف دور ہو جائیگی، علاوہ ازیں مذکورہ عمل پڑھ کر پورے گھر پر دم کرنا، بالخصوص سورج

غروب ہونے کے بعد تمام امراض وآلام اور دفع جن وآسیب کے لئے مفید ہے۔

۲۔ برائے حلِ مشکلات ومہماتِ دینیہ ودنیویہ

درود شریف ایک سو مرتبہ لاحَولَ وَلاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ پانچ سو مرتبہ، آخر میں پھر درود شریف ایک سو مرتبہ پڑھ کر اسکا ثواب روح پر فتوح حضرت امامِ ربانی مجدد ومنور الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو بخشدیں اور انکے وسیلہ سے اپنی حاجت بارگاہِ الٰہی سے طلب کریں، انشاء اللہ تعالیٰ قاضی الحاجات جمیع جائز مقاصد ومطالب پورے فرمائیگا۔

۳۔ برائے حصولِ ہر مطلب

بوقتِ صبحِ صادق اور بوقتِ عشاء شجرہ شریف پیرانِ کبار طریقہ عالیہ نقشبندیہ نیز جس قدر ہو سکے کلامِ الٰہی تلاوت کر کے ایصالِ ثواب کے بعد ان مشائخ کرام کے وسیلہ سے اپنے جائز مقصد کے حصول کے لئے دعا کریں، یہ عمل مجربات میں سے ہے۔

۴۔ چھوٹے بچے کے حفظ وامان کے لئے

اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَّامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ یہ تعویذ لکھ کر بچہ کے گلے میں لٹکا دیا جائے۔ نظرِ بد، جن وآسیب کے لئے مفید ہے۔

۵۔ برائے سخت امراض

اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ، بِسْمِ

اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ، یَاشَافِیُ یَاشَافِیُ ، یَاشَافِیُ ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ یہ تعویذ لکھ کر مریض کے گلے یا بازو میں باندھ دیا جائے۔ اگر سارے جسم میں درد ہو تو کاغذ پر یہ تعویذ لکھ کر پانی میں حل کر کے پلایا جائے اور اگر جسم کے کسی مخصوص حصہ میں درد ہو تو پانی پلا کر وہی دم شدہ تھوڑا سا پانی کڑوے تیل میں ملا کر درد کی جگہ مالش کی جائے۔

۶۔ برائے دفع جن و آسیب و نظرِ بد

سورہ فاتحہ، چہار قُل اور آیت۔ وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ ۘ وَّمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ،وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ،اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ،بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ،وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ،اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ حَاجِیْ دُوْسْت مُحَمَّدْ قَنْدَھَارِیْ قَدَّسَنَا اللّٰہُ بِسِرِّہِ الْاَقْدَسِ ،اَللّٰھُمَّ اشْفِ بِصَاحِبِ ھٰذَا الْمَرَضِ بِحَوْلِکَ وَقُدْرَتِکَ وَجَبَرُوْتِکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ مذکورہ عمل پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے یا پانی پر دم کر کے پانی پلایا جائے بہر صورت مفید عمل ہے۔

۷۔ برائے شفائے ہر درد

درج ذیل آیت مبارکہ کاغذ پر لکھ کر پانی میں گھول کر متواتر تین دن تک مریض کو پلایا جائے اور درد کی جگہ اس سے مالش کی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مریض کو فائدہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ

،یَاشَافِیُ ، یَاشَافِیُ یَاشَافِیُ۔

۸۔ بچہ زیادہ روئے

درج ذیل عمل لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈالدیں انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔

ط ط ط ط ط ط ط ط ط
ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ

قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیٰ خَیرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۹۔ برائے برکت وقضائے حاجات وامان

تعویذ اسمائے اصحابِ کہف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اِلٰهِی بِحُرْمَةِ یَمْلِیْخَا، مکسلمینا،میلسنا ،مرتوش ، ،وبدنوش ،شادنوش ،مرطونس و اسم کلبھم قطمیر۔ یہ تعویذ لکھ کر اپنے پاس رکھا جائے۔ مال ومتاع یا مکان میں رکھا جائے تو چوری غارت گری اور آگ وغیرہ سے امان الٰہی میں آجائیگا۔

۱۱۔ برائے بخار

اگر بخار بغیر سردی کے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں باندھ دیا جائے اور پانی پر دم کر کے وہ پانی پلایا جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِی بَرْدًاوَّسَلَامًا عَلَی اِبْرَاهِیْمَ۔ اور اگر بخار میں مریض کو سردی محسوس ہوتی ہو تو درج ذیل آیت کریمہ لکھ کر گلے میں باندھ دی جائے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَاوَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّی لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۲۔ حمل گر جانا

اگر حمل گر جانے کا خطرہ ہو تو کسم کا رنگا ہوا دھاگہ (زردی مائل ہوتا ہے) عورت کے قد کے برابر ناپ کر اس پر نو گرہ لگائے جائیں اور ہر گرہ پر درج ذیل آیت پڑھ کر دم کی جائے، انشاءاللہ حمل محفوظ رہیگا۔ بسم اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم O وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اور اگر دھاگہ نہ ملے تو یہی آیت کریمہ کاغذ پر لکھ کر پیٹ پر باندھ دیا جائے۔

۱۳۔ ہمیشہ لڑکی کا ہونا

جس خاتون کو ہمیشہ لڑکی پیدا ہو تو اس حاملہ عورت کا خاوند یا کوئی دوسری عورت حاملہ کے پیٹ پر انگلی سے کنڈل یعنی دائرہ ستر بار بنائے اور ہر دفعہ یَا مَتِیْنُ کہے انشاءاللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

۱۴۔ ہر طرح کی بیماری کے لئے

چینی کی طشتری پر سورہ فاتحہ اور درج ذیل آیات مبارکہ لکھ کر روزانہ مریض کو پلائیں بہت ہی پُر تاثیر ہے۔ بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم O وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ، وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا، قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ۔

۱۵۔ باری والے بخار کے لئے

جس دن بخار آنے کی باری ہو، ایک بار درود شریف، ایک بار سورہ رعد آخر میں

پھر درود شریف پڑھ کر مریض پر دم کرنا چاہئے۔ دوسری باری آنے پر بھی پہلے کی طرح بخار آنے سے پہلے مذکور عمل کیا جائے اسی طرح تیسری باری آنے پر بھی دم کرنا چاہئے اگرچہ پہلی بار دم کرنے کے بعد ہی بخار آنا ختم ہو جائے، پھر بھی تین بار تک دم کرنا ضروری ہے ورنہ چند روز بعد پھر بخار لوٹ کر آ جائیگا۔

۱۶۔ کاروبار میں برکت کے لئے

بسم اللہِ الرحمٰنِ الرحیم ۝ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذَالِكَ هُوَالْفَوْزُالْعَظِيْمُ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ لکھ کر دوکان یا سامانِ تجارت میں رکھنے سے ان شآء اللہ تعالیٰ برکت ہوگی۔

۱۷۔ دفع یرقان کے لئے

اتوار کے روز سبز گھاس یا سرکنڈے کے چند بالے لیکر ایک طرف سے مریض کو پکڑائیں اور دوسری جانب سے درج ذیل عمل کرنیوالا خود اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑے اور داہنے ہاتھ میں چاقو لیکر ایک بار درود شریف پھر بسم اللہ کے ساتھ سورۃ قُرَیش پڑھ کر چاقو سے گھاس کاٹے۔ اسی طرح سات بار کاٹے۔ آخری بار بھی درود شریف پڑھے دوسرے اتوار کو بھی یہ عمل کرے، اسی طرح تیسرے اتوار پر یہ عمل کرے، انشاء اللہ تعالیٰ یرقان کٹ جائیگا اور بفضلہٖ تعالیٰ مریض شفایاب ہو جائیگا۔

۱۸۔ برائے امراض لا دوا

چینی کے برتن پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يَاحَيُّ حِيْنَ لَاحَيَّ فِىْ دِيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ يَاحَىُّ۔ لکھ کر برتن دھو کر مریض کو پلائیں اکتالیس روز تک یہ عمل جاری رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔

۱۹۔ تعویذ برائے بقائے حمل

یَاقَابِضُ	یَاقَابِضُ	یَاقَابِضُ
یَاقَابِضُ	یَاقَابِضُ	یَاقَابِضُ
یَاقَابِضُ	یَاقَابِضُ	یَاقَابِضُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ یٰیَحْیٰی خُذِالْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ وَّآتَیْنَاہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۰۔ برائے حبِّ زوجین

میاں بیوی کے مابین محبت پیدا کرنے اور اختلافات ختم کرنے کے لئے درج ذیل تعویذ خوشبو لگا کر بازو میں باندھنا ازحد مفید ہے۔ کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے غلط مقصد کے لئے استعمال کرنے والے کو انشاء اللہ تعالیٰ فائدے کے بجائے نقصان ہوگا۔

۱ ۱۴ ۷۸۶ ۱۱ ۸

يحبونهم كحب اللهياغفار	والذين آمنوا اشد حبالله ياكريم	والقيت عليكم محبة مني ياكريم	انه لحب الخير لشديد ياودود
انه لحب الخير لشديد ياودود۱۲	والقيت عليكم محبةمني ياكريم۷	والذين آمنوا اشد حبالله يارحيم ۲	يحبونهم كحب الله يالطيف ۱۳
والذين آمنوا اشد حبالله يالطيف٦	يحبونهم كحب الله يارحمن ۹	انه لحب الخير لشديد يارحيم١٦	والقيت عليكم محبةمني يارحمن۳
والقيت عليكم محبةمني يارحمن ١٥	انه لحب الخير لشديد ٤	يحبونهم كحب الله يارحيم ٥	والذين آمنوا اشد حبا لله يارحيم ١٠

۲۱۔ وسعتِ ذہن کے لئے

طالب علم کو چاہئے کہ سبق شروع کرنے سے پہلے سات بار اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِیْ بِطَاعَتِكَ اور اول وآخر درود شریف پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ اسکی یادداشت میں اضافہ ہوگا۔ اسکے علاوہ چالیس روز تک آبِ زمزم میں خالص شہد ملا کر اسپر درود شریف دم کر کے پینا بھی کشائشِ ذہن ودماغ کے لئے بہت مفید ہے۔

۲۱۔ برائے حمل واولادِ نرینہ

اسم مبارک یَامُبْدِئُ کاغذ کے نوٹکڑوں پر تحریر کردیں جس وقت عورت ماہواری سے فارغ ہو، تین رات میاں بیوی ہم بستر ہوں اور صبح کو عورت ایک تعویذ پانی میں حل کر کے پی لے اس طرح تین ماہ میں تین تعویذ پی لے، نیز درج ذیل آیتِ کریمہ لکھ کردیں جسے عورت گلے میں اس طرح لٹکائے کہ تعویذ دوانگشت زیرِ ناف رہے، ان شاء اللہ تعالیٰ عورت حاملہ ہوکر فرزند جنے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَاتَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ يَازَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا o بِحَقِّ مَرْيَمَ وَعِيْسٰى اِبْنًا صَالِحًا طَوِيْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ۔

۲۳۔ ڈاڑھ اور دانت درد کے لئے

ایک پاک تختی پر پاک ریت بچھا کر ایک کیل سے اسپر لکھیں اَبْجَدْ هَوَّزْ حَطِّیْ

پھر کیل کو ابجد کے "الف" پرزور سے دبائیں اور ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھیں، اس دوران مریض زور سے درد کی جگہ پر انگلی رکھے الحمد مکمل کر کے مریض سے درد کا احوال پوچھیں، اگر درد ختم ہوا ہو تو بہتر ورنہ اسی کیل کو "ب" پر رکھ کر دبائیں اور اور سورہ فاتحہ پڑھ کر پہلے کی

طرح مریض سے درد کا پوچھیں اگر اب بھی درد ہو تو کیل کو "ج" پر رکھ کر دبائیں اور حسب سابق سورہ فاتحہ درد کا پوچھیں اسی طرح آپ ایک ایک حرف پر فاتحہ پڑھتے جائیں اور مریض درد کی جگہ دبائے رکھے، ان شاء اللہ تعالیٰ "ی" پر پہنچنے سے پہلے ہی ڈاڑھ اور دانت کا درد ختم ہو جائیگا۔

۲۴۔ برائے آسانی دردِ زہ

چینی کی پلیٹ پر درج ذیل عمل لکھ کر پانی سے دھو کر حاملہ کو بار بار پلائیں ان شاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡحَکِیۡمُ الۡکَرِیۡمُ، سُبۡحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ، کَاَنَّھُمۡ یَوۡمَ یَرَوۡنَھَا لَمۡ یَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوۡ ضُحٰھَا، کَاَنَّھُمۡ یَوۡمَ یَرَوۡنَ مَا یُوۡعَدُوۡنَ ،لَمۡ یَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَۃً مِّنۡ نَّھَارٍ۔

۲۵۔ برائے دفع دردِ سر

یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح
یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح
یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح
یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح
یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح
یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح	یَابدوح

یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

۲۶۔ برائے دفع دردِ چشم

بِسمِ اللہ الرحمن الرحیم فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَائَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ،وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

یا بَدُوحُ	یابَدُوحُ	یا بَدُوحُ
یا بَدُوحُ	یابَدُوحُ	یابَدُوحُ
یابَدُوحُ	یابَدُوحُ	یابَدُوحُ

یَـــا رُوحُ یَـــا رُوحُ یَـــا رُوحُ یَـــا رُوحُ یَـــا رُوحُ

☆☆☆☆☆☆☆☆

الحمدللّٰہ الذی وفقنی لاتمام التمائم والتعویذات الماثورۃ المنقولة عن المشائخ الکبار للطریقة العالیة النقشبندیة یوم الجمعة ثالثة الشهر المبارك الربیع الثانی سنة ثمان وعشرین بعدا ربع ماۃ والف من السنة النبویة علیٰ صاحبها الصلوٰة والسلام۔

شجرہ عالیہ مشائخ نقشبندیہ ومناجات

صفحہ ۲۰۴ سے ۲۰۸

شجرہ عالیہ نقشبندیہ ۲۰۵

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ۲۰۸

شجرہ طیبہ مطہرہ

سلسلہ عالیہ مشائخِ نقشبندیہ

از کلام

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت الحاج **محمد طاہر** المعروف **سجن سائیں** مدظلہ

سجادہ نشین درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ هُوَ طَبِيۡبُ لِقُلُوۡبِنَا وَشَفِيۡعُ لِذُنُوۡبِنَا وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ

سب ثنا مخصوص ذاتِ کبریا کے واسطے

رحمۃ للعالمینؐ شافع جزا کے واسطے

ہو عطا صدق و صفا صدیق اکبر کے طفیل
حب اپنی کر عطا اس باوفا کے واسطے

صدقے سلمان فارسی کے ہو کرم تیرا کریم
حضرت قاسم امام الاولیا کے واسطے

نفس ہو مغلوب حضرت سید جعفر طفیل
قطب عالم بایزید بادشاہ کے واسطے

خواجہ خرقانی ابوالحسن شہنشاہِ اولیاء
پیر پیراں ابوالقاسم باخدا کے واسطے

صاحب فیض و فضیلت بوعلی شیخ الوریٰ
خواجہ بو یوسف دلارے باوفا کے واسطے

خواجہ صاحب عبدالخالق غجدوانی اولیاء
شیخ عارف ریوگری اس حق نما کے واسطے

حضرت محمود صدقے عاقبت محمود ہو
پیر علی رامیتنی مردِ خدا کے واسطے

خواجہ بابا سماسی مردِ فاضل باکمال — شاہ شمس الدین سید شہنشاہ کے واسطے

غوثِ اعظم ،قطبِ عالم ،شہنشاہِ نقشبند
شاہ بہاؤالدین بخاری دلربا کے واسطے

دل میرا ہو اسم اعظم سے منور یا خدا — پیر علاؤالدین عابد بے ریا کے واسطے

حضرت یعقوب صدقے مشکلیں سب معاف ہوں — پیر عبید اللہ افضل اولیاء کے واسطے

حضرت زاہد کے صدقے زُہد کامل ہو نصیب
سائیں درویش محمد مُقتدا کے واسطے

خوجہ املنگی کے صدقے گریہ زاری ہو عطا — خواجہ محمد باقی باللہ باصفا کے واسطے

شہنشاہِ اولیاء نائب جنابِ مصطفیٰ — حضرت خواجہ مجدد مہرباں کے واسطے

حضرت معصوم صدقے عشق کامل ہو نصیب
خواجہ سیف الدین رہبر و رہنما کے واسطے

حضرت محسن کے صدقے معاف ہو میری خطا — پیر کامل نور محمد پارسا کے واسطے

شیخ حبیب اللہ شہید مرزا مظہر جانِ جاں — خیر خواہ خواجہ غلام علی خوش ادا کے واسطے

بوسعید شیخ احمد دہلوی غوث زماں
فاروقی احمد سعید شمس الہدیٰ کے واسطے

دوست تیرا یا الٰہی دوست محمد دلربا — حضرت عثمان تارک ماسوا کے واسطے

حضرت محمد لعل شاہ اور سراج الدین پیر — دل کی ظلمت دور ہو ان مہ لقا کے واسطے

فیض فضلی کا ہے برسا عجم عربستان پر
فضل ہو فضلِ علی فضل خدا کے واسطے

نائبِ خیر الوریٰ حضرت محمد عبدالغفار — مہر ہو منظور مجھ پر مہربان کے واسطے

ابرِ رحمت شاہِ شفقت حضرت اللہ بخش سائیں — یہ دعا مقبول ہو قطبُ الوریٰ کے واسطے

مال ملکیت کی محبت قلب سے زائل کریں
پیر ہادی اللہ آبادی بھر جھلا کے واسطے

شیخ کامل میں فنائیت اور محبت ہو نصیب — پیر بس راضی رہے اس بے نوا کے واسطے

یا خدا در چھوڑ تیرا میں بتا جاؤں کہاں — رحم کر اے راحمین اپنی سخا کے واسطے

شرِّ شیطانی سے مجھ کو یا خدا محفوظ رکھ
نفس ہو مقہور میرا دائما کے واسطے

تیری خوشنودی مقدم ہو سدا میرے لیے — ہر عمل ہو بے ریا تیری رضا کے واسطے

ہیں نمازیں بے خشوع اور سجدے میرے بے قرار — مہر سے مقبول ہوں نور الہدیٰ کے واسطے

تیری رحمت اور شفقت کا بحر ہے بے کراں
ایک قطرہ بخش دے صل علٰی کے واسطے

مجھ کو رکھیو مفلسی سے دور در ہر دوسرا — پوری کر سب حاجتیں اپنی سخا کے واسطے

عدو ہوں مغلوب میرے دین و دنیا کے تمام — کافی ہے بس فضل تیرا خاکِ پا کے واسطے

ہو عطا مجھ کو سعادت دین و دنیا کی تمام — سید الکونین خاتم الانبیاء کے واسطے

التجائیں محمد طاہر کی ہوں سب مستجاب
جملہ کامل اولیاء اور اتقیاء کے واسطے

آمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے خداوندا بذاتِ کبریا کے واسطے
قرۃ العینین احمد مصطفیٰ کے واسطے

بے حساب و بے عقاب و بے عتاب بخش دے
لخت جو کبد النبی خیر النساء کے واسطے

ہے رضا مندی تیری مطلوب در ہر دو سرئ
لافتیٰ الا علی حسنؑ العلیٰ کے واسطے

رکھ مجھے در ہر دو عالم زیر سایہءِ عاطفت
سید الشہداء شہیدِ کربلا کے واسطے

حضرت سجاد زین العابدین کا واسطہ
باقر و جعفر امام الاتقیا کے واسطے

کشتی میری ڈوبتی کو پار کر دے یا خدا
موسیٰ کاظم امام علی رضا کے واسطے

حضرت سید محمد ہے تقی جس کا لقب
جود کرنا بود پر اس ذو العطا کے واسطے

تاجدار ہر دو عالم حضرت علی النقی
عاقبت محمود کر اس رہنما کے واسطے

موت کی تلخی نہ دیکھوں گور میری کر منیر
احسن حسن العسکری شمس الہدیٰ کے واسطے

موت دے جب ذات تیری راضی و خوشنود ہو
سید موعود مہدی پیشوا کے واسطے

دیدہ گریاں سینہ بریاں بے قراری اضطراب
عشق اپنے میں فنا کر دائما کے واسطے

تا قیامت عشق تیرے میں ہوں جاں گداز
آل امجاد النبی بدرالدجیٰ کے واسطے

دین و دنیا کے سبھی اعداء میرے مقہور کو
حضرت فضل علی ظل ہما کے واسطے

مشکلیں آسان فرما دین و دنیا کی تمام
حضرت محمد عبدالغفار حق نما کے واسطے

اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

تعارف

حضرت خواجہ محمد طاہر عباسی بخشی نقشبندی المعروف سجن سائیں مدظلہ سندھ کے ایک صاحب طریقت، صاحب معرفت، صاحب اوصاف اور تصوف سے تعلق رکھنے والے، اسلام کی حقیقی تعلیمات کا درس دینے والے وقت کے عظیم مصلح و روحانی شخصیت ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۱ مارچ ۱۹۶۳ء کو لاڑکانہ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی پرائمری تعلیم درگاہ فقیر پور شریف رادھن ضلع لاڑکانہ اور درس نظامی وعصری تعلیم اللہ آباد شریف کنڈیارو میں حاصل کی۔ ایم اے اسلامک اسٹیڈیز میں آپ نے سندھ یونیورسٹی سے فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ درس نظامی کی بالائی درجہ کی کتب کی تعلیم کے لئے المرکز القادریہ کراچی میں زیر تعلیم رہے۔ اس دوران آپ نے شیخ الحدیث حضرت علامہ سید منتخب الحق القادری، تاریخ کے مشہور استاد علامہ یحیٰی صدیقی، شیخ الادب مولانا سعید الرحمٰن اور دیگر اساتذہ کے پاس تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واصل فقہ، فلسفہ، منطق، علم الکلام، ادب عربی، تاریخ اور صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی۔ علاوہ ازیں آپ نے بین الاقوامی شہرت یافتہ مشہور محقق اور نقاد محترم عبدالقدوس ہاشمی کے پاس تاریخ مذاہب عالم اور تقابل ادیان پر مکمل عبور حاصل کیا۔ آپ نے باطنی و روحانی علوم کی منازل اپنے والد گرامی اصلاح امت کا درد رکھنے والے مشہور و معروف روحانی پیشوا حضرت اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کے پاس طے کیں۔ حضرت خواجہ سجن سائیں کا پیغام بہت سادہ اور تبلیغ و تعلیم بہت مسحور کن ہے کہ ہم سب اپنے اعمال کا اعادہ کر کے اپنی کوتاہیوں اور خامیوں پر نظر رکھیں۔ کسی دوسرے فرقے یا مذہب کو برا نہ کہیں۔ صرف اپنے کردار، ایمان اور دیگر انسانوں کی فلاح کو مدنظر رکھیں۔ اپنی ذات، اپنی طاقت اور اپنی حیثیت سے خلق خدا کو نقصان نہ پہنچائیں خاموشی سے اپنی صلاحیتوں کے ذریعے زیر زمین بہنے والے چشمے کی طرح دوسروں کو سیراب کرتے رہیں۔ دین و دنیا کی بہتری کیلئے ہر وقت قلبی ذکر کرتے ہوئے اللہ سے اپنا رابطہ قائم رکھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے رب اور نبی کی رضا حاصل کریں۔ قابل عز و شرف سجن سائیں کی تعلیمات محبت، اخوت، ہمدردی اور مساوات پر مشتمل اور منافقت و منافرت سے مبرا اور ان کی اپنی حلیمیت، متانت اور جاذب نظر شخصیت کی طرح پرسکون اور مسحور کن ہیں۔ جن سے انسان کے اندر تسلی و تشفی پیدا ہوتی ہے جو اسے پاک وشفاف بنانے میں معاونت کرتی ہے۔